

اللہ

ذکرِ مالِک

وَمَا تَدْرِي لَكَ بِهِ جُنَاحٌ
وَمَا تَدْرِي لَكَ بِهِ جُنَاحٌ

تقریر حضرت مولانا
شیخ الحدیث (رحمۃ اللہ علیہ)
مدرسہ اسلامیہ، لاہور



فرید بیگ ٹال لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قُلْ كُنْ مِنْ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ
 إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الدِّينِ
 الَّذِي فِيهِ يَدْعُونَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

ذکرِ بالجمہر

بلند آواز سے ذکر کرتی کے جائز و صحیح ہے مکمل بیان آکر ہیں
 صلوٰۃ و سلام صحیفہ نماز اور دعاؤں سے پہلے یا اس کے
 بعد وہ شریف کے پڑھنے کے جائز و صحیح پانچ گنا

آزاد صحافت و فکر

شیخ الحدیث الشیخ غلام غلام رسول نعیمی
 صاحب خانقاہ اسلامیہ حیدرآباد دکن

تاشین

فہرستِ کتاب (۱۱) ۳۸۔ اردو پرائز لاہور

Copyright ©
All Rights reserved

This book is registered under the
copyright act. Reproduction of any
part, line, paragraph or material
therein is a crime under the above
act.

ملفوظات مولانا

ہر کتاب کا پتہ اور اس کے قلمبردار کا نام
کتاب کے اندر درج ہے۔ اس کے بغیر اس کا
کاپی کرنا ممنوع ہے۔



پہلی ۱۹۷۱ء
تیسری ۱۹۷۲ء
چوتھی ۱۹۷۳ء
پنجمی ۱۹۷۴ء
ششمی ۱۹۷۵ء
ہفتمی ۱۹۷۶ء

Farid Book Stall

Phone No. 892-42-711171-711181

Fax No. 892-42-711179

E-mail: info@faridbookstall.com

Visit us: www.faridbookstall.com

فارید بک سٹال

Phone No. 892-42-711171-711181

Fax No. 892-42-711179

E-mail: info@faridbookstall.com

Visit us: www.faridbookstall.com

فہرست بمثل

| | | | |
|----|--|----|------------------------------------|
| ۱۴ | اشادات علماء اور ذکریہ البحر | ۶ | اجلہ |
| ۳۳ | قرآن سے ذکریہ البحر کے خلاف استدل اور اس کی تحقیق | ۷ | تعارف |
| ۵۰ | نفی جبر کی دوسری دلیل اور اس کا حشر | ۹ | معروضات |
| ۵۰ | نفی جبر پر تیسری دلیل اور اس کا جواب | ۱۳ | ذکریہ البحر کے اقسام و ذکریہ البحر |
| ۵۲ | ہمارے یہاں سے ذکریہ البحر کے خلاف استدل | ۱۲ | ذکریہ البحر |
| ۵۶ | ابن مسعود اور ذکریہ البحر | ۱۳ | ذکریہ القلب |
| ۶۰ | ولیم ابو صلیف اور جبر الکبیر | ۱۵ | ذکریہ البحر قرآن پاک پر سے دلائل |
| ۶۶ | عبادات علیہ اور ذکریہ البحر | ۱۶ | افضلیت جبر |
| ۶۰ | ذکریہ البحر پر مجتہدین کی نقلی شراعت | ۲۳ | ذکریہ البحر کی تیس فیاضیتیں |
| | اور ان کے جوابات | ۲۷ | ذکریہ البحر پر حدیث سے دلائل |

فہرست دوم

| | | | |
|----|----------------------------------|----|--------------------------------|
| ۸۰ | نمازیں فعل کا جواب | ۷۶ | مقدمہ |
| ۹۰ | ذکریہ البحر اور قرآن کریم | ۷۶ | تکذیبی احوال واقعی |
| ۹۰ | اطلاق اور عموم سے ثبوت | ۷۸ | حکم الکرہ البحر کا تعارف |
| ۹۰ | حضرت تھذیب کی عبارت سے منطوق زنی | ۷۹ | کچھ روی اور منہار |
| ۹۲ | التزامی ثبوت | ۸۳ | غلبہ ہمیشہ اور یقیناً نہ ترمیم |
| ۹۲ | ادعویٰ دیکھ کی تحقیق | ۸۵ | موضوع بحث |
| ۹۶ | دادہ کمبود فی حنفیہ کی تحقیق | ۸۵ | اہمال ثبوت |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۱۲۴ | اشیاء جہیز میں آمداریت کی روشنی میں | ۲۰۴ | ذکر بالجہیز اور آمداریت |
| ۱۳۴ | ازدواج بعد از انکسار | ۲۰۴ | حدیث ابن عباس |
| ۱۵۱ | خیر المصلحت الخفی | ۲۰۵ | حدیث ابن عباس کے منسوخ ہونے کا بیان |
| ۱۵۵ | اثر ابن مسعود | ۲۰۵ | حدیث ابن عباس کے بارے میں |
| ۱۶۲ | ذکر بالجہیز اور فقہاء اسلام | | ابن بطال کی تاویل کا جواب |
| ۱۶۲ | امام اعظم اور ذکر الجہیز | ۱۱۰ | ذکر بالجہیز علی سلف و خلف کا اجماع |
| ۱۶۲ | عام اعظم کا مسک جواز جہیز کی لحاظ سے | ۱۱۲ | حدیث ابن الزبیر |
| ۱۶۵ | تجربہ تشریف میں اختلاف الفقہاء کا بیان | ۱۱۴ | حدیث ابن الزبیر پر روایت مسلم کے مابین |
| ۱۶۵ | فریضہ صبیحہ خصوصاً امام اعظم سے جہیز کا ثبوت | ۱۱۴ | حدیث ابن عباس کا دیگر اکتساب ثبوت |
| ۱۶۹ | ذکر بالجہیز و صاحبین | ۱۱۵ | ابراہیم بن محمد بن جہیز کا جواب |
| ۱۷۰ | صاحبین کے نزدیک جہیز کی تفصیل و تحقیق | ۱۱۸ | حدیث ابن الزبیر کی مستند پر غور |
| ۱۷۱ | مخبروں کے مسئلہ میں تحقیق امام اعظم اور صاحبین | ۱۱۹ | ابراہیم بن محمد کی توضیح |
| ۱۷۱ | کسی کے قول کی پروا نہیں کرتے | ۱۲۱ | خلفاء اعمالی میں حدیث صحیفہ کی حریت |
| ۱۷۹ | امام قاضی خلیل اور ذکر الجہیز | ۱۲۴ | حدیث ابن الزبیر پر حجت اقران کا جواب |
| ۱۷۹ | امام کلاوی اور ذکر الجہیز | ۱۲۵ | حدیث قدسی |
| ۱۸۰ | فتاویٰ عالمگیری اور ذکر الجہیز | ۱۲۹ | حدیث قدسی صحیح بخاری میں سوال کی جوابات |
| ۱۸۱ | علامہ سیوطی اور ذکر الجہیز | ۱۳۰ | حدیث قدسی سے جہیز ثابت ہونے کا جواب |
| ۱۸۲ | علامہ آلوسی اور ذکر الجہیز | ۱۳۰ | اثر اور غار |
| ۱۸۵ | مولانا عبدالحی اور ذکر الجہیز | ۱۳۱ | حدیث نسائی |
| ۱۸۹ | نگاروی صاحب اور ذکر الجہیز | ۱۳۲ | دیگر احادیث |
| ۱۹۱ | جہیز کے ادنیٰ قدر جہ کی بحث | ۱۳۸ | حدیث مسلم |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۲۱۷ | صحابہ کرام سے نماز بطور تنہا کا ثبوت | ۱۹۲ | متوسط ہرگز گنہاری میں ثبوت |
| | فقہائے کرام سے نماز بطور استحباب | ۱۹۶ | ریاکاری کا شہرہ پرستہ شک کا سبب نہ ہوگا |
| ۲۱۸ | بعد از وفات کا ثبوت | ۱۹۸ | تھاوی صاحب اور دیگر بالہر |
| ۲۲۲ | خدا سے خیر اللہ کے عدم جواز کا محمل | ۲۰۷ | تھاوی صاحب کے فتویٰ کے فوائد |
| ۲۲۲ | خدا سے یا رسول اللہ | ۲۰۷ | ہر مفسر کی اجازت |
| | خدا میں اسلام حدیث ایمان الخیر | ۲۰۸ | اللہ کی ضرب |
| ۲۲۲ | کہنا انشاء ہے | | المسألة والندیم حدیث یا رسول اللہ |
| ۲۲۶ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روز شریف | ۲۱۰ | صوفی شریعت کو محکم ہرے پختے کا ثبوت |
| | جلد اولہم کی حدیث پر تھاوی صاحب | ۲۱۱ | المسألة والندیم حدیث یا رسول اللہ |
| ۲۲۶ | کی بحث اور اس کی جواب | ۲۱۲ | صحابہ کرام سے المسألة والندیم |
| | خدا سے یا رسول اللہ کے جواز پر گنہاری کی تائید | | حدیث یا رسول اللہ پختے کا ثبوت |
| ۲۳۲ | اذان سے پہلے اور بعد | ۲۱۳ | خدا سے خیر اللہ کی تحقیق |
| ۲۳۲ | سلام پختے کی تحقیق | ۲۱۳ | اسودہ انصاری اسباب میں خدا |
| ۲۳۲ | برصیت کا شہرہ | ۲۱۳ | خدا سے خدا کا ثبوت |
| ۲۳۶ | حدیث کی روشنی میں خدا شریف | ۲۱۴ | اموات کو خدا کا ثبوت |
| | بعد از اذان کا حکم | ۲۱۵ | قوت خدہ ہرگز گنہاری کے ثبوت |
| ۲۳۲ | اذان میں زیادتی | | خدا سے خوب پر تھاوی صاحب کے |
| | کا شہرہ | ۲۳۱ | شبہات اذان کے جوابات |
| ۲۳۶ | مرتب آخر | | |

اهداء

میں اپنی اس ناپسندیدہ چیز کو بخش کر عزت الی زمانہ داری و ویراں آیت
 من آیات اللہ خانی سنت رسول اللہ قدوة الفضل و
 زبدۃ الاحفیاء سیدی و مرشدی حضرت علامہ احمد سعید
 شاہ صاحب کاظمی و امت پر کاہتم العالمیہ شیخ الحدیث
 انوار العلوم ملتان کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل
 کرتا ہوں۔

قافیہ مضمرہ فی مکتبہ التبول فقہ محمد کوکب الاصل
 فی بیروت شریف الحصول۔

غلام رسول سعیدی

تعارف

حضرت مولانا محمد صاحب العظیم شرفِ ست اور سی بخارہ

مولانا عظیم غلام رسول سیدی زید محمد اہل سنت کے نورِ جوان ہیں ان کا علم و استدلال کے اعتبار سے قابلِ مدح و تحسین ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے قلم کو قوت و برکت کی دولت سے نوازا ہے وہ ایک وقت بہترین مدرسینِ اسلامیہ اور سب سے زیادہ محبوب اور کامیاب مناظر ہیں۔ جڑی بات ہے کہ سنگِ اہل سنت و جماعت کا سب سے زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ کاش اہل علم و جوان اس دوست سے آشنا ہو کر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں یہ پرسوں کا دور ہے، مائیں ہم نے پریس کی اہمیت کا احساس نہ کیا تھا قابلِ تامل نقصان اٹھا رہے تھے ضرورت ہے کہ ہم اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کو اکٹھا کر لیں۔

مولانا سیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھ میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک وہی تعلیم حاصل کی۔ تقسیم ملک کے بعد کراچی میں ان کی کلاس تک تعلیم حاصل کی اور پھر میں ملازم ہو گئے۔ منظرِ اسلام مولانا محمد عمر چھوڑ دئے اللہ تعالیٰ کی تقریریں سننے سے علم دین حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ ابتداً جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم آباد میں داخل ہوئے۔ مولانا محمد عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس دورانی خزانہ نامی حضرت مولانا محمد سعید کاشانی دامت جلالہ العالی کے دستِ مبارک پر محبت ہوئے۔ پھر جامعہ نعیمیہ لاہور میں حضرت مولانا مفتی محمد سعید نعیمی دامت جلالہ العالی سے تعلیمی شرف حاصل کیا اور جلالہ تک پہنچ گئے۔ پھر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن بدایونی دامت جلالہ کے تلمیذ الشیخ کے کچھ اسباق پڑھے۔

پھر یہاں مفتی اصغر صاحب کے عظیم ترقی مدرس حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کو ملاوی دامت جلالہ کی خدمت میں بخارہ درگاہ سے گئے یہاں مقرر ہوئے ان کی آخری کتب شفا کا مفتی مبارک مولانا شمس الرحمن

صدرالاحکامیالامیر محمد شرف الدین اور ترقی شریف احمد کتبچس۔ بعد ازاں جامعہ
قادیانہ دہلی میں حضرت مولانا ولی اللہی دام ظلہ العالی سے تصدیق اور تالیف میں اور
مولانا محمد رفیع دہلوی سے سوانح پر مسمیٰ۔

تفصیلی علوم کے بعد ۱۹۰۲ء سے جامعہ نعیمیہ کالج میں مدرسہ سائنس افتادہ اور تصنیف
کے میدان میں دینی کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔
علاقہ سیدی صاحب نے ۱۹۰۶ء میں میاں شریف کے موضوع پر اور ۱۹۰۹ء
کو سید عالم خلیفہ پر مولوی عبدالقادر دہلوی کے ساتھ کامیاب مستخرج کیا۔
مرکزی مجلس دہلی لاہور کے شائع کردہ کتابچہ "توحید الہیاتی" از ملک شیر محمد خان
احوانیہ پر ماہر القادری حضرت قادری نے اپنے مخصوص اخلاص میں تصدیق کیا جس پر علامہ سیدی صاحب
نے ضیائے کنز الایمان کے نام سے ادنیٰ اور احتیاطی گرفت فرمائی مشورہ و سبب جناب امام حسین
خامی نے اپنے اس وقت کے کالم میں ماہر صاحب کی ادنیٰ غلطیوں پر علامہ سیدی صاحب کی تنقید
کو بے حد سزا دیا۔

علامہ سیدی صاحب قلم کے ذریعے بھی مستند تصانیف اور بے شمار مضامین ہی کے قلم
سے نکل چکے ہیں۔ تذکرۃ المحدثین، توحید الہیاتی، ذکر الجہاد، اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، ضیائے
کنز الایمان اور مالکۃ تصانیف جیسی کتبیں ان کا بریل قلم نے طوائف تعلیمی پیش کیا ہے۔
توحید الہیاتی مولوی سرور احمد شری صاحب کی تصنیف تیسری مرتبہ تعلیم دینی کے جواب میں لکھی تھی
اس کے بعد سالہ ذکر الجہاد لکھا جس میں سرور صاحب کی بعض عبارات پر تنقید بھی کی تھی یہ سالہ
۱۳۰۶ھ میں بری ہوئے تھے چھپاتھا چھپائے تو تھا کہ مولوی سرور صاحب توحید الہیاتی کا جواب چھپے
گئے۔ یہاں سے اس کے ذکر الجہاد کا جواب لکھ دیا ۱۳۰۶ھ میں چھپا۔ علامہ سیدی صاحب نے
قلم برداشتہ اس کا جواب لکھا جو ذکر الجہاد کے دوسرے حصے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے مولانا
کو بے حد ذریعہ حاجت مینا ہے۔

معروضات

۱۱۔ سلسلہ میں میں نے اپنے قدیم رفیق اور اہل سنت کے مایہ ناز عالم بریں اور مجاہد قادری حضرت مولانا علامہ عبدالحکیم صاحب شرف اذیہ شرفا کی فرمائش پر ایک مختصر رسالہ ذکر الجبر کے نام سے لکھا تھا جس میں فرمائش کی جماعت کے بعد توحید اور دستہ دارانہ اللہ کے ذکر کو بحث اخلاص سے پیش کیا تھا اور باقیوں کے شبہات کو رفع کرنے میں شائستگی کا دامن بھی موقع پر ہی ہاتھ جھٹے نہیں دیا۔ اس رسالہ کی اشاعت کے تقریباً سات سال پہلے شکریہ میں لکھنے کے سرفراز صاحب نامی ایک مولوی صاحب نے حکم اذکر بالجبر کے نام سے اس کا جواب شائع کیا تھا صاحب اپنے حلقہ میں شیخ الحدیث کہتے ہیں مسند ریش اور پرانہ نسخہ لکھتے ہیں لیکن اپنی اس کتاب میں اللہ کا نام نہ کرنے کی بددعا میں واقف کو جگہ جگہ دشنام لڑائی سے نوازنا ہے میں دونوں کتاب منظر عام پر آئیں۔ میں اندکۃ المؤمنین کی تصنیف کے آخری مراحل میں تھا اسی دوران میں نظامی طوطی صاحب کنڑاوی بیان کے نام سے چھپتی تصنیفات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا۔ دوسری دیکھ لیں اور اختتامی سلسلہ شغویات اور اس کے ساتھ کار تصنیف کے اس اضافے نے مصائب چند بہت اثر ڈالا اور میں تقریباً ایک سال تک تجویز معاشا کا شکار رہا تاہم تقریر کتنی طویل پر محنت باب نہیں ہو سکا۔

۱۲۔ اہل سنت کے بطلان میں اہل مجاہدہ نے حضرت مولانا مودودی صاحب رحمہ اللہ عید القیوم صاحب قلم اس مودودی اقامت کے ساتھ کابل نسبت کے ساتھ رابطہ قائم کیا کہ جبہ اور جس وقت میں بیادری کے انتہائی نازک لمحات میں تھا اس وقت بھی وہ بزرگسری نسبت اور جملہ اچھے دہے اور طوطی صاحب کے سلسلہ میں انتہائی اخلاص کے ساتھ تعاون کرتے رہے بعض میرے بطلان کی نظر

ایک حکیم صاحب کا چچ معلوم کرنے کے لئے ایک طویل سفر اختیار کیا۔ آخر عرضی ہی کی بجائے شفقت مسلک کے ساتھ وہ اپنے لڑکے کا واسطیہ دتا لیکن خدمت چمپسل آگاہ کرتے رہتے تھے لہذا وہ ہندو دور دورہ طبع کیا کہ میں اس طویل بیماری کے دوران میں حکم الذاکرہ ایچ کے جواب کے سلسلے میں کام کرتا رہا اور بالآخر گیا۔ ۱۹۶۰ء کی ماہ تک تاریخ اور جیس کے مدد سے یہ کتاب پانچ تکمیل تک پہنچی گئی۔ ۱۹۶۱ء میں ڈاکٹر اور حضرت مفتی صاحب موصوف اور قبلہ ستازی اعظم علامہ مفتی محمد حسین صاحب ضعیف مدظلہ ہائم اعلیٰ بامقصد صوبہ لاہور کے مشورہ سے اس جواب کو ڈاکٹر کی مصیبت سے کمر بستہ اقل اور مقصود دوم دونوں کو ایک ساتھ طبع کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۳) حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم صاحب مدظلہ نے علامہ محمد عبدالحکیم صاحب شرف المیزان محمد شاہ صاحب تاجشہ قسوری اور مولانا الحاج محمد جعفر شیبانی کی رفاقت سے مسلک اہل سنت کے لئے ایک قابلِ مدت کتب خانہ تصنیف و اشاعت قائم کیا ہے۔ اس مرکز اشاعت نے علماء اہل سنت کی متعدد کتابیں کتب کو زندہ کیا اور ان کی تصنیف و نگارش اور دل کو نئے طریقے سے اشاعت کی اس کے علاوہ موجودہ دور کے فقہ اہل فہم اور اہل علم حضرات سے مختلف و متنوع تحقیقی موضوعات پر کتابیں تصنیف کرائیں اور ان کی کاوش قلم کو بھی نئے بصورت محدود و وسیع انداز سے زنجیر طبع سے آراستہ کیا۔

۱۴) حضرت مفتی صاحب کی مسلک کے ساتھ وہاں دکن کا یہ عالم ہے کہ صرف انہوں نے خود ایک مرکز اشاعت قائم کیا بلکہ اپنے اہل اس اور قریب سے متعدد مرکز اشاعت قائم کر دیئے ہیں۔ ان کی ایک جڑہ مثال یہ ہے کہ آپ نے ایک خطبات میں حضرت مولانا سیدنا اہل شاہ صاحب مدظلہ کا نام ہی لے لیا کہ ان کی لیاقت کے لئے آگاہ کیا اور بعد ازاں ایک کامیاب رہی اور حضرت سیدنا بابر علی شاہ صاحب نے دیکھتے ہی دیکھتے مرزا کی فریت نامی کتب کو سراسر بیعت کے صحابہ ہر مذہب کی خدمت میں کر دیا۔ میں لکھنا بلکہ بعد ازاں سے دیکھا کہ ہوں کہ مسلک کے ساتھ جو بے لوث علمی و ادبی کام خود سے ہی کیا ہو کر بعض علمی کام کرنے کا ہر دور اور اندازِ احوال نے حضرت مفتی صاحب کے

دل میں رکنا ہے اس کو خداوندِ قدوس ہر جُشّی عالم کے دل میں عام کر دے۔ آمین۔

۱۷) اس کتاب کی ترتیب کے سلسلہ میں بھی حضرات نے مجدد کو مطلوبہ کتب کی فراہمی کی۔ ان میں حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم صاحب مدظلہ بہتم جاوید لکھنؤیہ لاہور و ناظم مجلس تعلیم شاہراہ دہلی، حضرت مولانا عبدالکلیم صاحب شرق مدظلہ صاحب کتب جامعہ لکھنؤیہ لاہور، حضرت مولانا سید سعید الدین شاہ صاحب بہتم جاوید رضویہ لاہور پشدری اور عزیز القدر مولانا محمد رفیع صاحب فیہ ناظم شعبہ کتب اسلامیہ جامعہ نعیمیہ بہتر میں ان تمام حضرات کا تہ ولی سے نمونہ امدادی کے حق میں داری کی فز و فلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں حضرت مولانا شاہ محمد قسوری مدظلہ کا بھی شکریہ ادا ہوں جنہوں نے اس فکرِ الخیر پر محصورم کی اپنے فکرمندی، تہم سے استقامتِ دل و آہ و تلاش اور مددِ قریب کتابت کی۔ نیز حضرت مولانا محمد منشا تلاش قسوری مدظلہ کی خدمت میں بھی مددِ سپاس پیش کرتا ہوں جنہوں نے ہر وقت رہے نگہ بند ترین تعاون فرمایا۔

[illegible]

العبد المذنب الفقير إلى الله

غلام رسول نقیوی

عبدالله بن محمد بن عبدالمطلب - الأندلس



میں مسلم ہند ۲ صفر ۱۴۰۲ | کونہیں دیکھ ساری دنیا فرشتوں
(مشکوٰۃ شریف ص ۱۹) | سے بھر جاتی ہے۔

ذکر بالعقل

وہابی قریباً اور آیات الہیہ میں غور و فکر کرنے پر بھی ذکر کا
اعلاق کرتے ہیں۔ اس ذکر غضب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
غفلت و بھول میں غور کرے۔ اس کی جبروت و عظمت میں غور فکر ہر اور زمین
آسمان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات پر ہر نشانیاں قائم کی ہیں، ان نشانیاں
کو تلاش کرے۔ اور نشان پر پہنچ کر جان پہچان کرے۔ مثلاً درندہ کی جھڑپ دستی
کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے ہر و غضب کو یاد کرے۔ سلاطین و پادشاہ کی شہنشاہت کو دیکھ کر
اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کرے۔ اور بلند و بالا پہاڑوں کے غرور کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ
کی بیہت کو یاد کرے۔ وسیع و محیط آسمانوں کی پہنائی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت
کو یاد کرے۔ و علیٰ ہذا المیاس مسیح مسلم میں ہے مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۰۔ کعب
سورج گہنہ جلتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح پریشان ہو جاتے جیسے قیامت
آگنی ہو۔ اور قوراً غبار چڑھتے۔ خدا سے رحمت کی وعائیں ملنے اور نصرت ملنے
عزیز الیقینات المؤمنین وصلی اللہ لا ینکون یعوف احدی ولا یحییٰ موتیہ۔ ولكن
یعوف اللہ بعد اعیانہ و لا یخلف امر اسیستم مثیقاً من ذلک فاحرصوا علی ذکرہ۔
یہ وہ نشانیاں ہیں جو کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ ان نشانیاں
سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پس اس وقت تم اس کے ذکر کی پند میں
آجاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ سورج کو گہنہ طاری کر دینا اور اس کو بے نور کر دینا اللہ تعالیٰ
کے غضب کو ظاہر کرتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف زاد ہونا
اس لئے تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا غضب نازل نہ ہو جیسے۔ اور آپ نے یہ خبر فرمائی
کہ ایسی علامتوں کے ظہور کے وقت خدا سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ جو خدا سورج کو چھ
کر سکتا ہے وہ ہماری آنکھوں اور لوہے میں نور چھین لینے پر قادر ہے پس چھ
کو ایسے وقت میں چاہیے کہ خدا کو راضی کرنے کی کوشش کرے، اس سے ڈرنا ہے

لذخرف کھتا ہے۔ اور دعا و استغفار میں کرشمہ کرنا ہے۔

ذکر بالقلب

ذکر بالقلب کا مطلب یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد
ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے **قَالَ تَذَكَّرُونَ** اِذَا قُضِيَتْ ۔

ذکر بالقلب کے دو مرتبے ہیں۔ ایک عوام کا مرتبہ اور ایک خواص کا مرتبہ یہ ہے
کہ امر و نہی کے وقت خدا کو یاد رکھے۔ مثلاً جس وقت حق علی الصلوٰۃ کی ندا کی
جائے تو نماز پڑھ کر خدا کو یاد کرے۔ اور جب طبل بجا رہا جائے تو غمخیز نہ ہو کہ
خدا کو یاد کرے۔ انسان کی زندگی میں کئی مرتبہ ایسے موڑ آتے ہیں کہ وہ غفلت اور
خالی کی یاد کی کھنکھس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایسے موقع پر عقل کو بحال کر خالق کو
یاد رکھ کر ہی معراج ذکر ہے۔ مثلاً کسی فیفسہ کریموں کی ضرورت ہے۔ اپنی بہن
کی شادی کے واسطے، ماں باپ کے علاج کے لئے اور بچوں کی اصلاح و تعلیم
کے لئے اسے کوئی شخص اتنی دھڑت پیش کرتا ہے جس سے اس کے یہ مسائل
حل ہو جاتے ہیں۔ ایسے موقع پر وہ بہن کا جیڑ، بچوں کی تعلیم اور بیمار باپ کو
بھول جیسے اور پیادہ رکھے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول نے دھڑت لینے سے منع
فرمایا ہے تو اس کے دل میں اللہ کی یاد ہے اور اس کو اس موقع پر وہ خدا کی نہیں بھول
کراپنے مسائل یاد رکھے تو وہ خدا کو بالقلب نہیں ہے۔

ذکر بالقلب کا دوسرا مرتبہ خواص اور مقربین کا ہوتا ہے جن کا دل کسی آن
یا جانی سے غافل نہیں ہوتا اور وہ خالق کے جلوں میں اس طرح گم ہوتے ہیں کہ انہیں
خلوق کی طرف کوئی اشتغاف نہیں ہوتا۔ اور اس کا اعلیٰ ترین مرتبہ نبی کریم صلی
علیہ وسلم کو حاصل ہے جو فرماتے ہیں فی صبح اللہ وقت ان یسعی فیہ مقلد مقربین
ولایہم مرسل لا میر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں میر ہے
ساقیہ کوئی ملک مقرب تمنا میں رکھتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل نبی کریم صلی
علیہ وسلم حسین الہیت کے جلوں میں اس طرح غوطے اور محبت اہل سے ایسے
سرشار تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ بالی مخلوقات کی طرف تو کیا بہت

خود اپنی ذات کی طرف بھی التفات نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَأَوْفُوا عَهْدِي**۔ ہم نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ اور اپنی ذات میں غمگین کیا۔ تو آپ کو مخلوق کی طرف متوجہ کیا کہ آپ تو معرفت و بہتت یا دہائی اور فکر خداوندی کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں۔ **وَالْمَخْلُوقُ** کی طرف توجہ فرمائیں کہ انہیں بھی آپ کے بحرِ عالم میں مقام تک پہنچانے کا سہارا ہے اور آپ کے فیضانِ نفع اور انفعالیات سے ان کی بگایا ہوا ہے۔ مگر آپ کی سلاطین و سلاطین کے قبضے سے کھانے والے شاملِ جاہلیت پر افسوس۔ جس کی آمد سے غفلت کا نور ہر جاگے اور توحید کی جگہ پر غرضوں سے لات و موات کے جیسے پھٹ پڑیں۔ عیسیت اپنا سر جو کالے اور قد سہل کی عید ہر جاگے۔

خداوند ہادی روشن ہیں یا مبرا منج ہو گیا کہ فکر کی تین اقسام ہیں اس وقت موضوعِ سخن فکرِ باجمہر ہے ہے کیونکہ مستحقین و غیر خدا اور ذوقِ بہت گھبریں عیدوں کا ہے فکرِ باجمہر کو بہت حرام اور نہ جانے کون کون سے احکام سے نوازتے ہیں اس لئے ہم اس مسئلہ کو دلائل کی روشنی میں پوری تفتیش سے پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ باطل کے لئے کوئی حذر باقی نہ رہے اور متاثرین اس پر حق اپنے کام پہلوؤں سے واضح ہو جائیں۔

فکرِ باجمہر اور فکرِ باجمہر وہ لوگ
دلائل شرعیہ سے ثابت ہیں اجتہاد

فکرِ باجمہر پر قرآنِ کریم سے دلائل

بعض صدوقوں میں بہتر مستحب ہے اور بعض صدوقوں میں بہتر مستحب ہے۔ یہ حکام جو بہتر مستحب ہیں ہے۔ اور بعض عبادات ہیں جس پر کفر و بدعت یا حرام کا مطلق کیا گیا ہے۔ وہ جو مضر و مضر سے زیادہ پسند آواز سے فکر یا باجمہر مضر یا باجمہر مضر عمل ہے اور وہ ہمارے مضر سے مضر ہے اور جس میں ہمارا کام ہے وہ قرآنِ کریم کی مذکورہ ذیل آیت میں صراحت منصوص ہے۔

فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ | اِنَّ كَذْلِكَ كَرِهَ اللَّهُ لِقَوْمٍ اَلَا ذَاكَ

آشفتہ ذخرا۔ (قرآن کریم) کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ۔

مفسرین کوام فرماتے ہیں کہ ذمہ جاہلیت میں کفار کا طریقہ تھا کہ وہ حج سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے اور اپنے باپے ادا کے کارناموں کو فخر کے ساتھ بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہانے کبار کے ذکر کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو اور اپنی فہم پر مبنی نہیں ہے کہ لوگوں کے سامنے لے لے ہو ذکر ہو گا وہ باطل ہی ہو گا۔ پس اس آیت کی مراد ہے اللہ تعالیٰ ذکر الجہل کا بھڑا ثابت ہوا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

| | |
|---------------------------------------|-----------------------------------|
| مگر اگر جبر ذکر و شروع است | جہان ذکر ذکر باطل و مشبہ جائز ہے |
| بے شبہ دانی من قال: انا ولا آست | اور اس کے وفاق میں ہے اللہ سبحانہ |
| قول حق سبحانہ و تعالیٰ کنز کوکم لباکم | کافران ہے۔ کنز کوکم ابا وکم۔ |

(اشفتہ الذخائر جلد ۲ ص ۲۵۸)

نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فاذا قضیتہم الاموال فاذا ذکرہوا لعلہن ۱؎ پس جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ قیاماً و قعوداً و علی جنوبکم۔ ۲؎ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی تفسیر میں

فرماتے ہیں۔

۱؎ مراد اشرف علی تھانی درود ہی ذکر باطل پر نہیں اس سے قائل گوشتے ہیں۔

۲؎ من کلّم منی منع مسامحہ و التثانی و ذکر شہادۃ و سون فی غرابہا

اس شخص سے نہ بڑا غلام کروں ہے جو مسامحہ میں اللہ تعالیٰ کے غم سے ذکر کرتے منع کرتا ہے اور مسامحہ کو خواب کرنے کی کوشش کرتا ہے (خبر ہے کہ میں ہدی اہل احادیث ذکر علی نہیں اور اہل حدیث کا جبر علیہ تصور ہے۔) (فتاویٰ اعادہ جلد چہارم ص ۴۴ صحتی) (مترجم بریلوی)

عن ابن عباس عن قولہ فاذا کروا اعظم
 قیاماً مقصوداً وعلیٰ جنوبکم قتالی
 باہل والفتنکم فی البیروا الخمس
 وفی السمر والعضر والحق والحق
 والسقم والحق والحق والحق
 وعلیٰ کل حال۔

تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اس میں ستر اور حضرت فرات اور شریک
 میں دہری اور صحت میں ہزار و ہجرت
 ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔

روایت شریفہ المیدانی جلد ۲ ص ۲۱۲۔ تفسیرات احمدیہ جلد ۱ ص ۲۱۲
 اسباب العلوم صفحہ ۱۱۱ (۱۱۱)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فاذا کروا اذ صرکم | تفسیر فرماتا ہے کہ اگر وہیں تمہارا ذکر کروں گا۔
 قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور
 ذکر کو صراحت کے ساتھ عقیدہ ذکرنا اس کے عموم اور اطلاق کو ظاہر کرنا ہے اور اصولاً
 حنفیہ میں مقرر ہے کہ قصص حلقہ کو ان کے اطلاق اور عموم پر مبنی کیا جاتا ہے۔ اسی
 بناءً مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

ما تم فی الدنیا من قول مجرب وچکر کو کر کے تاکوں بلکہ صحیح اطلاق میں مصنفین دینا یا
 اذیت و غیرہ کا مضمون ہر قولہ افضل اذہ ہر افضل کا قول ناچ معلوم ہوتا ہے کہ سب آیات
 بطور و ازل محکم جمع ہوتے ہیں۔ ہر ان خیر الامم احمد بخاری میں ہر صریح مضمون ہے
 کسی طور پر بیعت کے ساتھ عقیدہ نہیں بلکہ ہر جہاں اطلاق کو اطلاق ہے خواہ مشروط ہر اطلاق حلقہ
 باذہا کہ ہر صاف باذہا کہ کسی اور صورت سے کوئی نہ ہو کہ ہر قولہ ہر قولہ ہر قولہ
 (امداد التکویٰ جلد چہدوم صفحہ ۱۱۱)

فتاویٰ امدادی جلد چہدوم صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ ذکر مطلق ہے جائز ہے کسی کو کسی طور سے منع نہ کریں یہی اشیاء واضح ہے
 بلکہ اگر ہر مشروطیت کو کسی تزیین دی جائے تب بھی حرام کو منع نہ کریں کہ اسی بہانہ پر جو
 کو گھر لکھیں۔ چنانچہ خود مانعین نے اس امر کی تصریح کر دی ہے۔ شرف الہادی

خبر و اللہ بالسطیۃ، ناظریۃ و قطوب
عارفہ حق، وجد و احلا و الفکر
و قوم مذکر و اللہ بافعال غلطیۃ
و ملاعلت مرغیۃ۔

اور قلب عارف سے فکر کرتی ہے۔ حق کو
وہ فکر کی ششاس پاتے ہیں اور ایک
قوم وہ ہے جو اللہ کی یاد و افعال غلطیۃ اور
پسندیدہ خیالات سے کرتی ہے۔

(تفسیر وائس الیہاں جلد ۱ ص ۴)

اور مشہور غیر مقلد عالم قزاق صدیق حسن جہاںی کہتے ہیں۔

الذکر یکتو باللسان و هو التبیح و
التحید و لغو الذکر من اللذات
الذات و الذکر بالقلب و هو التکرر
فی الذات الذات علی واحدانیۃ
و بذات خلق و یکتو بالجوارج
و هو الاستقرار فی الوجود الحق
ایسروا بها۔

فکرہ بان سے ہوتا ہے اور نہ تسبیح اور
تہجد اور دوسرے مائتہ اذکار میں اور
قلب سے بھی ہے اور وہ دلیل قویہ میں
تکرر کرنے کہتے ہیں اور جوارج سے ہوتا
ہے اور وہ عبادت ہر شیہ میں اشتغال
کہتے ہیں۔

(تفسیر فتح الیہاں جلد ۱ ص ۴۰)

افضیت چہر

فکرہ بالاسواں سے بہات آفتاب سے زیادہ روشن
طریقہ پر واضح چہرئی گد بان سے فکر باہر اور قلب سے
فکر بالسر و دل ہی غاذ حصر فی کلمہ علم میں داخل ہیں۔ پس ثابت چہر گد فکر بالسر
اور فکر باہر دونوں ہی جائز اور مستحسن ہیں۔ بعد بعض قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ فکر
باہر فکر بالسر پر فضیلت رکھتا ہے۔ علامہ فرمائیے
و عن ابی حماد قال ان رسول اللہ ﷺ حضرت ابوالکلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

سید مودی اشرف علی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں
عزیم السلام حکم مقتدا فکرو و فکرا طرح مفید ہے۔ لیکن چہر اچھ سلام بہت آپ
بھی چہر کریں۔ مگر اس قدر چہر ہو کہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے۔
(فتاویٰ امدادیہ جلد چہارم ص ۱۱۱) شریف لاہور

مردی ہے کیا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابو بکر کے پاس سے گزرتے تو ہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عمر کے پاس سے گزرتے تو ہستہ آواز سے پڑھ رہے تھے پس جب دونوں حضور نماز کو کم کچا پاس جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر میں تیرے پاس سے گزرتا تیری آواز نماز میں بہت غلی ناکھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے میری جنبات ختمی میں نے اے اپنی بات سنادی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کے سے فرمایا کہ میں تمہارے پاس سے گزرتا اور تمہاری آواز بہت بلند غلی ناکھوں نے عرض کیا کہ میں سورتوں کو بھلا رہا تھا اور شیطان کو بھلا رہا تھا اچھے حضرت ابو بکر کے فرمایا کہ اے ابو بکر تم اپنی آواز کو مقدس جانو اور حضرت عمر کے فرمایا کہ تم اپنی آواز کو پست کرو

رسول اللہ صلیہ وسلم شرح لیلۃ فاذا اصبحوا باقی بکروصلی یخفون من صوتہ و من یصو و یصو یصلی من صوتہ قال علیاً اجتمعوا عند المسبح صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابوبکر سرعت بک وانت تصلی تخفون صوتک قال قد استعت من نائیکت یا رسول اللہ و قال یسرعت بک و انت تصلی مراخا صوتک فقال یا رسول اللہ اذ قط المومنان و اطرد الشیطان فقال المنی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر ارفع من صوتک شیئاً و قال یصو اخف من صوتک شیئاً۔

رواہ ابو داؤد و الترمذی بخوبی

مشکوٰۃ مشرف

ص ۱۰۷

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو چھ فرما سے چھ سمتوں کی طرف مایح کیا لیکن چھ کو ہر حال باقی اور مقرر رکھا اور حضرت صہیبی ابھر کر سڑ سے چھ کی طرف مایح فرمایا، چنانچہ فرمایا یا ابوبکر ارفع من صوتک شیئاً۔ پس اس فرمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع صوت

کا امر فرمایا اور طریق مسدود میں مقفول ہے کہ شیخ سابقہ کو اولیٰ مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ کی طرف بڑھنا ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر کو سرخص سے جبر معتقل کی طرف لے جانا اس امر پر واضح دلیل ہے کہ سرخص پر جبر معتقل عظیم فرقت رکھتا ہے۔

اس مقام پر ایک شبہ یہ کیا جاتا ہے کہ ارفع میں صوتک مثبثاً۔ گواہ انہی کروا کا مطلب جبر نہیں ہے جس میں دوسرا بھی ٹھنکا ہے بلکہ اس کے ساتھ نسبہ (اپنے آپ کو ٹھنکا) مراد ہے لیکن اس طرح دعوہ کہ صرف تم شیخ مسدود فہذا اس سے جبر ثابت نہیں ہوتا۔

اس کا جواب اعلیٰ قاری کی زبان سے سنئے کہ ارفع میں صوتک شکیکا کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ای قلیلاً لیستحق بقی شامعاً و لیستغلبہ۔ آزاد کی بلند کرنا کہ سننے والے کو کم سے نفع حاصل ہوا اور مستثنیٰ ہدایت کو ہدایت حاصل ہو۔ آگے چل کر فرماتے ہیں واجعل للخلق من قراوتک نصیباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امر دفع صورت کا مطلب یہ تھا کہ اسے ابو بکر اپنی قرأت سے مخلوق کے لئے کچھ حصہ دیکو۔ ان تصریحات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ ارفع میں صوتک ثبوتاً سے اسماع النفس مراد نہیں ہے بلکہ اسماع فلفی مراد ہے و هو المطلوب۔

دوسرا شبہ اس مقام پر یہ کیا جاتا ہے کہ اگر قاعدہ یہ ہے کہ شیخ سابقہ کو اولیٰ سے اعلیٰ مرتبہ کی طرف لے جانا ہے اور اعلیٰ مرتبہ جبر ہے تو چاہیئے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کو مزید دفع صوت کا امر فرماتے تھا اگر انہیں آزاد کرانے کا امر ہوا اس کا جواب واضح ہے کہ اعلیٰ مرتبہ جبر معتقل الذی یجوز مسدود کہ اذن اللہ تعالیٰ و استیع بین ذالک سبیل۔ اور حضرت عمر کی آزاد ہو کر متوسط درجہ سے زیادہ تھی لہذا اس مقام پر جبر متوسط کے مقابلہ میں اولیٰ درجہ تھا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جبر مضبوط سے جبر متوسط کی طرف راجع

کہے کہ انہیں ارفا ہے اعلیٰ مرتبہ کی طرف متوجہ فرمایا۔

تیسرا شعبہ یہ کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث جبر کی یا مخصوص نماز کے بارے میں وارد ہے اسے ذکر پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ یہ حدیث اگرچہ نماز کے ذکر مخصوص کے بارے میں وارد ہے لیکن اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ خاص کا حکم عام پر اس وقت جاری نہیں ہوتا جب اس حکم کا مقتضیٰ خاص کی خصوصیت ہو اور جب اس حکم کا مقتضیٰ خاص کی خصوصیت نہ ہو تو یہ خاص کا وہ حکم حقیقت میں علم ہی کی طرف مارجی ہوتا ہے اور مابین جنسہ میں ذکر و اجر کے لئے نماز مخصوص نہیں ہے کہ یہ نگہ بات کی نقلی نماز حق اور حقی کو فرائض میں قرائت یا سرادہ یا بلہ بڑا طرح جائز ہے۔ یعنی بات کی نقلی نماز قرائت جبر کے ساتھ خاص نہیں ہے پس ظاہر ہوا جہاں سرادہ جبر و قرائت جائز ہوں وہاں مطلوب استحسن جبر ہوتا ہے۔

ثانیاً استدلال کا مرکزی نقطہ ارفع من صونک شیئاً (اپنی آواز بلند کرنا) ہے اور اس کو حضور علیہ السلام نے فی الصلوٰۃ کے ساتھ مقید نہیں فرمایا۔ قلہذا وہ اپنے علوم اور اخلاق پروردگار کا حکم ہو جس پر فی الاصول۔

ثالثاً یہ صحیح ہے کہ ارفع من صونک شیئاً صلوٰۃ القیصل کے بارے میں وارد ہے لیکن ذوی الاخطا ہم پر مخفی نہیں کہ اقبلا و عزم اللہ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصاً مرد و کا۔

واللہ اعلم۔ استاذ المدینہ شیخ مشائخ علماء مدینہ جبر کی نے فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۶ پر اس حدیث سے ذکر باجبر پر استدلال کیا ہے۔

عبد اللہ العزیز۔ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ ذکر باجبر ذکر بالسر پر فضیلت رکھتا ہے۔ اب ہم آپ کے سامنے حجۃ کی فضیلت پر

ملے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من حج الی اللہ فہو کما ان حج الی اللہ۔ انوارت کے پیش نظر ہی سے معنی دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: من حج الی اللہ فہو کما ان حج الی اللہ۔ (۲۳)

تیس دوسرے پیش کرتے ہیں کہ بعض دوسرے علماء اسلام نے اپنی تصانیف میں ذکر فرمائی ہیں۔ اور اکثر دوسرے علماء عزوجل نے واقعہ الحروف کے عقب پر اکتفا فرمائی ہیں۔

۱۔ ذکر باجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطرب ہے کما ہو مستفاد من نقل کے جاتے ہیں۔

ذکر اللہ تعالیٰ کی وضاحت کا سبب ہے وہ شیعوں کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور منافقین کے درمیان مل جلنے والی باتوں کو یاد دلاتا ہے (۱)۔ دل کو طریق اور مسرور کرتا ہے (۲)۔ دل کو
بدی کی تقریر کا باعث ہے (۳)۔ ہر سعادتمند کو متذکر کرتا ہے وہ عابد و باطن کی امت کو یاد دلاتا ہے (۴)۔
فراموشی مٹانے کا باعث ہے (۵)۔ پیشہ ذکر کرنا محنت کا سبب اور عظیم دعوت ہے (۶)۔ ذکر
مراقبہ تک پہنچاتا ہے جس کے قدیم مقام احسان حاصل ہوتا ہے اور چند اپنے آپ کو
کی اس طرح عبادت کو تک پہنچاتا ہے کہ گویا اسے دیکھ رہا ہے (۷)۔ بہت کریم کے قریب
کا باعث ہے (۸)۔ بندے کے دل میں سعادت کا دعوت کھولتا ہے (۹)۔ اس سے بندے کو
اپنے رب کی جلالت کا احساس پیدا ہوتا ہے (۱۰)۔ اس سے انسانی دل اللہ کی حاصل کرتا
ہے جیسے بارش سے گھاس (۱۱)۔ ذکر روح کی قوت ہے جیسے کہ خدا جل کی (۱۲)۔ اس کی وجہ سے
دل خشیت اور تپانچ شہادت کے زینت صحاف پہنچاتا ہے (۱۳)۔ فکر کے لئے ذکر وہی حیثیت رکھتا
ہے جو تاریکی میں ہمارے لئے چراغ نور، گناہوں کو ختم کرتا ہے۔ اور خدا ہادی تعالیٰ
ہے ان الحقائق فی ذہن ہے (۱۴)۔ اس وحشت کو دور کرتا ہے ہر فانی بندہ
کو پیدا ہوتا ہے (۱۵)۔ ہر شخص عرفان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبب کے وقت اس
پر تمام فرماتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جب ذکر کرنے والا دعا مانگا ہے تو فرشتے وحی کرتے ہیں
اسے کہ کریم ہو گواہی دیتی ہے (۱۶)۔ اور بندہ بھی خدا سے اس وجہ سے کہ خدا غفلت و غما
و غما مانگا ہے کہ (۱۷)۔ شہدائے حق کرتے ہیں اے بہت قدوس یہ آواز اور بندہ وہی ہے فرشتہ
ہیں (۱۸)۔ اس سے ہر شخص اللہ تعالیٰ کے مناب سے پانی پانی (۱۹)۔ ذکر کی وجہ سے
سکون و طمانین کا دل ہوتا ہے۔ اور خدا ہدی تعالیٰ ہے (۲۰)۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ۔
(۲۱)۔ فرشتے ذکر کرنے والے کا احاطہ کرتے ہیں (۲۲)۔ یہی کریمیت جبروت اور ہر عمل بات
و باطنی صفہ ہے (۲۳)۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم رافع من موتک مثینا۔

۲۔ ذکرِ پیر صاحبِ کرام و ضامنِ اشدِّ تعالیٰ علیہم اجمعین کا معرل ہے (ذکا فخر سلیم

صیفاً)۔

۱۔ ذکر کرتا ہے (۲۵) ذکر کرنے والے کا ہم نشین بہ جنت نہیں بہکا (۱۲۱) بلکہ عرضِ نصیب بہکا ہے۔
 ۲۔ ذکر کے ساتھ رونما بھی شامل ہو جانے کی قیامت کے دن عرضِ حیدر کا سایہ غن کا سبب ہے۔
 ۳۔ جو شخص دُعا کی بجائے ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بہتری جزا دے گا (۲۶) جہنم سے گناہ کی
 ذریعہ ہے (۲۷) گناہ و آخرت میں نسبتیں سے بچاتا ہے (۲۸) ذکر پر اللہ تعالیٰ کی کوئی دیکھتا
 (۲۹) دل سے کساوت کو دور کر کے نرمی اور فروخت پیدا کرتا ہے (۳۰) ذکر میں کی ہر مرض کی
 دوا ہے جبکہ مغفرت، دل کی بیماری ہے (۳۱) اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں سے عالمِ کبر کے ملت فخر
 فرماتا ہے (۳۲) ذکر کرنے سے جنت میں مکانات بنائے جاتے ہیں (۳۳) ذکر آدمی اور مالک کے
 درمیان دیواں ہے۔ اگر آدمی سید ہے ذکر کرے تو دیوارِ حیدر پہلے حدیثِ مکرورہ (۳۴) ذکر کی
 حکمتیں پہلے نے اور پچھنے والی چیز سے زیادہ ہیں (۳۵) ذکر کرنے والے کے دل اور چہرے سے
 تروتازگی اور خوش منشاکی ہوتی ہے اور آخرت میں اس کا پیرہ چاند سے بھی زیادہ واضح
 ہوتا ہے (۳۶) اس کے لئے ہر جگہ گواہی دے گی جیسے کہ دوسری جگہوں اور گناہوں کا معاملہ
 ہے (۳۷) ذکر کرنے والا زندہ ہے اگرکہ ظاہری طور پر مر جائے اور ماضی مکرورہ ہے۔
 اگرچہ پہلا ہر ذرہ ہو (۳۸) ذکر موت کے وقت کی پیاس سے نجات دیتا ہے۔
 (۳۹) خردناک مقامات میں امن کا باعث ہے (۴۰) ذکر میں شکر کی
 علامت ہے منافق بہت کم ذکر کرتا ہے (۴۱) ذکر ایک آگ ہے جو عزت
 سے زیادہ کھائی ہوئی چیز کو جلا دیتی ہے (۴۲) تاجر کیوں کو دور کر کے انوار کو پیدا
 کرتا ہے۔

مشافح الصلاح ص ۱۱۱ پر شایعہ اکت النبی

جلد ۱۲ ص ۱۲

مشافحہ کی تصدیق

- ۳۔ ذکرِ باہر سے انجاہوں کو ذکر کی تسبیح ہوتی ہے۔
- ۴۔ ذکرِ باہر کرنے والوں کو ذکر کا شوق اور اس کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔
- ۵۔ عشاق اور مجاہد کی قلوب پر ذکر سے طرب ملتی ہے۔
- ۶۔ گفتِ اہلِ برہیت چھا جاتی ہے۔
- ۷۔ شریعتِ اسلام اور شعائرِ دین نمایاں ہوتا ہے۔
- ۸۔ ذکرِ باہر سے زبانِ دل اور دماغِ مخیموں مشغولِ عبادت ہر لمحہ ہیں۔
- ۹۔ ذکرِ باہر میں مشقت ہوتی ہے۔ حدیثِ شریف میں ہے افضل العبادات احسنھا اور افضل عبادت وہ ہے جس میں زیادہ مشقت ہو۔
- ۱۰۔ ذکرِ باہر کا نفع متعدی ہے کیونکہ شغفِ عالمی کو بھی شرابِ عطا ہے۔
- ۱۱۔ ذکرِ باہر ذکرِ کوثر، ذکرِ نیند اور رستہ کی سے عطا فرماتا ہے اور جہاں اس کی آنکھوں کو سیدارِ قلب کو مشتاق اور ذہن کو ہشیار رکھتا ہے۔
- ۱۲۔ ذکرِ باہر کی برکتیں ان تمام جگہوں پر پہنچتی ہیں۔ جہاں تک ذکر کی آواز جاتی ہے چنانچہ انسانی، حیوانی، شجر، حجر، سب جہز پر کونوں سے مستفید ہوتے ہیں۔
- ۱۳۔ ذکرِ باہر کی وجہ سے فاکر کو اپنے ذکر پر کثرتِ عطا ملتی ہیں جس سے جگہ آواز جاتی ہے وہ سب قیامت کے دن اس کے ذکر پر گواہی دیں گے۔
- ۱۴۔ ذکرِ باہر کرنے والوں کو فرشتے ڈھونڈتے ہیں۔ (کتاب فی خبرِ مسلم و بیہقی)
- ۱۵۔ فرشتے ذکرِ باہر کرنے والوں کا زمین سے آسمان تک اعطا کرتے ہیں۔
- ۱۶۔ ذکرِ باہر کرنے والوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ نے بشارت دی۔
- ۱۷۔ ذکرِ باہر کو بے جا غیور فرشتے مامور ہیں۔
- ۱۸۔ ذکرِ باہر کرنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بدکاروں کو بھی بخش دیتا ہے۔
- ۱۹۔ حدیثِ شریف میں ہے کہ جس ذکر کو فرشتے شغفے ہیں۔ وہ اس ذکر پر رستہ۔ درجہ فضیلت رکھتا ہے۔ فرشتے نہیں کھنٹے۔ (ما محمد از ائدای عزیزی)
- ۲۰۔ ذکرِ باہر سے فاکر غیر کی اصلاح کے لئے کوشاں ہوتا ہے اور یہ طریقِ انبیاء

کی پیروی ہے۔

- ۲۱۔ ذکرِ بالِجبر کی وجہ سے دوسری دوسری امور کو غیباتِ نفسانیہ سے منع ہوتے ہیں۔
- ۲۲۔ عبادتِ کائنات کا اظہار ہوتا ہے۔ اثنائاً لا حول ولا قوۃ الا باللہ والیہ یعنی ایک لمحہ کو
- ۲۳۔ ذکرِ بالِجبر کی وجہ سے مسلمان ایک مجلس میں جمع ہوتے ہیں۔
- ۲۴۔ ایک دوسرے سے ملاقات، تعارف اور دوستی کا سبب ہے۔
- ۲۵۔ ذکرِ بالِجبر سے اللہ فرشتوں پر مبادت فرماتا ہے۔
- ۲۶۔ ذکرِ بالِجبر بشر کے حق میں طائفہ پر حجت ہے۔
- ۲۷۔ ذکرِ بالِجبر کو بارگاہِ ایزدی میں حضور کی کاشف ملتا ہے۔
- ۲۸۔ ذکرِ بالِجبر کی وجہ سے لوگ باہم عبادت میں تعاون کرتے ہیں۔
- ۲۹۔ ذکرِ بالِجبر کے لئے جمع ہونا دوسری عبادت کی طرف پہنچانے والا ہوتا ہے۔
مثلاً سلام عند المسکاتی والموادع عند الاحتتام اور حسن معاشرت۔
- ۳۰۔ ذکرِ بالِجبر مسلسل اور سیہ و قادیہ و چشتیہ کا معمول ہے۔ وہم پرانی ما اللہ
منکوردہ بالا سطور میں ذکرِ بالِجبر کی ذکرِ بالسر پر حرافضیت بیان کی گئی ہے وہ
اس وقت ہے۔ جب بیاد، مغزِ مسلمین اور عقلِ عبادت کا خوف نہ ہو اور جب ان
امور کا خوف ہو تو اس وقت ذکرِ بالبیتر افضل ہے۔ اور اگر غائرِ نظر سے دیکھا جائے
تو مغزِ مسلمین اور عقلِ عبادت محض ایک کھلا ہری امر ہے۔
- حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے نہ مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے نہ ان کی عبادت
میں خلل پڑتا ہے اور اس کی کما حقہ تحقیق ہم انشاء اللہ العزیز آئندہ صفحات میں بیان
کریں گے میں ثابت ہوا کہ ذکرِ بالسر کی افضلیت صرف ایک لمحہ سے ہے اور وہ ہے
خوفِ ریا پس اگر خوفِ ریا نہ ہو تو ذکرِ بالسر افضل ہے اور اگر خوفِ ریا نہ ہو تو ذکرِ
بالجبر افضل ہے۔ خدا صیہ ہے کہ ایک وجہ سے ذکرِ بالسر افضل ہے اور تیسری
وجہ سے ذکرِ بالجبر افضل ہے اور یہ بات بلا خوف و خطر کہی جاسکتی ہے کہ ریاوار
کا خوف ناقصین کو ہوتا ہے جن کا نفس مطمئن نہیں ہوتا اور اصحابِ فقر و س

حکمتِ اہلِ کمال میں اس قدر شہید و اشتغال ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ پر
 دیر کا تصور ہی نہیں کر سکتا ہیں وجہ ہے کہ امامِ اہلِ علی و رئیسِ اہلِ علی سیدنا
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارفع من صرتی
 شیناً۔ بلند آواز سے ذکر کرو۔ پس ثابت ہو کہ ذکرِ بالِجہر کرنا انبیاء و ائمہ علیہم
 السلام اور صلحا و اہلِ کمال میں کا طریقہ ہے۔ علامہ اذہبی و احکامات، اسبابِ اہلِ دہلی
 مختلف ہوتے ہیں لیکن تہذیب و تمدن کا موقع ملتا ہے اور کچھ انسان مشائخِ اہلِ سنت کے اس
 طرح محمود ہوتا ہے کہ اس کا دل اور زبان دونوں ذوق و شوق سے آباد ہوتے ہیں
 پس ہمارا تو یہ وقت ہے لیکن کسی وقت نیز افضل ہوتا ہے اور کسی وقت جہر افضل
 ہوتا ہے۔ و ہذا هو الحقیق۔

ذکرِ بالِجہر پر احادیث سے لائل

| | |
|--|--|
| <p>وہی ابن عباس رضی اللہ عنہما قال كنت اعرف الفقهاء و صلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکبیر متفق علیہ۔</p> | <p>بخاری اور مسلم نے یہ حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کہنے سے پہنچنا کرتا تھا۔</p> |
|--|--|

| | |
|--|--|
| <p>شیخ عقیق عبدالحق عقیق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشویح میں فرماتے ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تعبیر سے واردِ خلقِ فکر ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور اہلِ مسلم میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے باز میں نماز میں کہ بعدِ فکرِ بالِجہر معروف تھا اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں (اعتقاد)</p> | <p>دشکوۃ مشرف ص ۴۸ حضرت اندک مراد بکبیر و یا فکر است چنان کہ حدیث میں اذہبی ابن عباس آہست کہ رفع صوت بکبر وقت انصراف مردم از نماز فرض و اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معبود بود گفت ابن عباس ی شنا ختم من انصتاء و صلوات ما ہاں پست آوردہ</p> |
|--|--|

است۔ بخاری میں حدیث دس معلوم
شعر کہ مراد تکبیر مطلق ذکر است۔
راستحیۃ الصلوات جلد ۱ ص ۴۱
کو ذکر بالجرح پہناتا تھا۔ اس کے بعد
امام بخاری نے اس حدیث کو ذکر کیس
معلوم ہوا کہ یہیں تکبیرت مراد مطلق ذکر ہے۔

امام نووی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

هذا دليل على انه ليس بصلوة
ولم يستحب الجهر بها التكبير والذكر
عقب التكبيرة ومن استحب
من التثنية من حزم الظاهر في
یہ حدیث صنف کے اس مسلک پر دلیل ہے
کہ فرض نمازوں کے بعد غنہ آواز سے ذکر
کرنا مستحب ہے اور ساتھ کریں ہی ای حرم
ظاہری کو یہ ہی مسلک ہے۔

(شرح مسلم علی حاشیہ سنن شریف جلد ۱ ص ۴۲)

صحیحین کی اس حدیث کے بعد ذکر بالجرح دوسری حدیث کا مفہ فرمائیے۔

۲۔ وعن عبد الله بن النضر قال
كأن رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا صلح من صلواته يقول بصوته
ألا على إلا الله لا اله الا الله وحده لا
والحدیث سنن ابی داود مشکوٰۃ مشرق
شیخ عثمان بن سعید بن مسعود
یہ حدیث سنن ابی داود مشکوٰۃ مشرق
میں ہے۔

شیخ عثمان بن سعید بن مسعود
یہ حدیث سنن ابی داود مشکوٰۃ مشرق
میں ہے۔

اس حدیث صریح است وجہ ذکر کہ
آنحضرت با آواز غنی خوانند۔
راستحیۃ الصلوات جلد ۱ ص ۴۱
اس حدیث کو ذکر بالجرح پر جوئے کا دہمی کی جہالت ہے۔

۳۔ صحیحین کی ایک اور حدیث استحب
عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
اے ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

اللہ تعالیٰ انا مستدین عبدی
 جب وانا معہ اذا حضر
 فاموت ذکرہ فی نفسه فحکرتہ
 فی نفسہ وان ذکرہ فی ملأ
 فحکرتہ فی ملأ خیر منہ
 متفق علیہ۔
 (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹)

ہے کہیں اپنے بندے کے گناہ کے ساتھ
 ہیں اور جب وہ لکھ یا د کرتا ہے نہیں
 اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ
 مجھے لکھ یا د کرتا ہے تو میں اسے اکیلا
 یاد کرتا ہوں اور اگر وہ جماعت میں
 میرا ذکر کرے تو میں اس سے بہتر
 جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔
 ودر این حدیث دلیل است بر جواز ذکر ہر
 چنان کہ گذشت۔
 (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۵۱)

و در این حدیث دلیل است بر جواز ذکر ہر
 چنان کہ گذشت۔
 (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۵۱)

صحیحین کی حدیث کے بعد اب استحباب فکر یا بھر پرفانی شریف کی روایت
 حاضر فرمائیے۔

عن عبد الرحمن بن ابی نعیم
 قال کان یقول اذا سلم
 سبحانک القدوس شاکراً
 یسبح صلیتہ باننا لشیئہ۔
 (مشکوٰۃ ص ۱۱۴)

عبدالرحمن بن ابی نعیم
 کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سلام پھیرنے کے بعد تین بار
 سبحان القدوس شاکراً
 اور تیسری مرتبہ آواز بلند فرماتے۔

اس حدیث کے تحت شیخ ترمذی محدث دہلوی فرماتے ہیں۔
 ودر این حدیث دلیل است بر شریعت
 ہر فکر و ماں مثبت است بے مشبہ۔
 (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۵۳)

و در این حدیث دلیل است بر شریعت
 ہر فکر و ماں مثبت است بے مشبہ۔
 (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۵۳)

اور اعلیٰ قدری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

مفسر مقرر فرمایا یہ حدیث بلند آواز سے دکر کرنے کے جواز بلکہ استحب پر دلالت کرتی ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابیہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہر گزیر فرشتہ کی ایک ہمارت ہو ذکر کی مجلسوں کو اور مرنے کی ہمارت ہے یہاں مجلس کلامی ہے اور اس مجلس کو غیر کلامی ہے نیز یہاں تک کہ جس کی جگہ کے کہ کسی ایک نام فرشتہ بھی مرنے کی ہمارت ہے اور یہ مجلس کلامی ہے۔ تو وہ آسمانی کی طرف جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے رحا لکھو وہ ان کے لئے جاتے والے ہے کہ کہاں سے آئے ہو وہ کہتے ہیں ترے بندوں کی مجلس سے آئے ہیں تو ان کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کیا مانگتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں جنت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں یا رب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس وہ اگر جنت دیکھ لیتے تو یہ کیا حال پڑا فرشتے عرض کرتے ہیں وہ پتہ نہ لگتے

قال المظہر هذا اعيان على جواز القول برفع الصوت على الا احتجاب - (مرقاۃ شرحین جلد ۱ ص ۱۴) فی روایتہ مضمر قال ان اللہ ملائکۃ میاۃ فی فضلہ یستقون عباس الذکر فاذا وجدوا مجلسا فیہ ذکر قد و اعظم و حفت بعضهم بعضا باحفظهم یملأون انما بینہم و بین المساکین الدنیا فاذا انصرفوا عرجوا و صعدوا الی السماء قال فیصلہم اللہ کوہو اعلم من ان جنتہم یقولون بکنا من عندہ لوک فی الارض یسجدونک و یکبرونک و یصلونک و یحسدونک و یسئلونک قال و ماذا یسئلون قالوا یشئونک جنتک قال صلی را واجبت قالوا الا اھی رب قال و کیف لہذا اذ اجفت قالوا بستیجیرونک قال و مثا یستیجیرون فی قالوا ان

نارک خان ہل راؤ ناری
قالوہ قال فطیفت نوراً و
ناری قالوا الاستغفر ذک
قال فیقول قد عذرت
لہم فاحطیہم ماکانوا
اجرتہم مما استجاروا
قال یقولون رب فیہم
فلان عیب خطا و انما
صرفہم قال فیقول
ولہ عذرت ہوا القوم
لا یشقوا بفسر جلیسہم
مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۵

(مسلم جلد ۲ ص ۳۵۷)

تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے پناہ
مانگنی تھی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں مدد
ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے
مدد مانگی تھی۔ فرشتے عرض کرتے
ہیں نہیں یا رب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اگر وہ مدد مانگتے تو کئی شدت سے پناہ مانگتے
فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تو مجھے تسلی دیتے تھے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور
ان کا مطلب انہیں عطا کیا۔ اور جس نے انہوں
پناہ مانگی اس سے پناہ دے ہی۔ فرشتے عرض
کرتے ہیں اے بارالہ یہی ایک گنا بھاری بندہ
تھا جو یہی راہ چلتا ہوا ہی میں شامل ہو گیا تھا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا
کیونکہ یہ ایک عفو کرنے والی قوم ہے جو
وہ جو ان کی وجہ سے بخشا جاتا ہے۔

اس صیغہ سے ثابت ہے کہ جو عاصی کو سزا دینا ہے اور جو ذرا
کچھ سزا دے اور فکر یا غم ہی ہو گا ہے۔ دیکھئے عاصی کو سزا دینا ہی ذرا غم ہی والی عاصی
فی اللہ لا یکن الا حق جہنم رحمت سے جو ذکر ہو وہ جہنم ہی ہو گا ہے۔
رفاویٰ شریف ص ۱۹۵

ثانیاً۔ فرشتوں کا سنا جہنم پر قرینہ ہے کیونکہ سماعت موت کی فراہم ہے۔ نیز آواز کے
مخلیے کا کوئی معنی نہیں۔ ثانیاً۔ حدیث شریف میں ہے۔ لیجھو تک یکبیر تک و یصلو تک
و یصلو تک یعنی سماعت کے ساتھ سماعت اللہ تعالیٰ کی لایا اللہ لا اللہ اور اللہ تعالیٰ
تھے اور جب تک جہنم کے ساتھ یہ کلمات ادا نہ کئے جائیں ان میں جہنم تک نہیں

ہو سکتا کیونکہ ذکرِ باطن میں کسی دوسرے کو یہ نہیں اس لئے کیا پڑتا۔ جب خود جیسا کہ حکم کیا۔
ان حکمت کی ادائیگی میں جو معنی انوارِ قہر ہی پیدا ہوگا جب ہم کچھ جہر جہر کے کلمات لگا
کئے جائیں اور انہیں امامِ نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے وحفہ بلعینہ اور بعضاً
کے تحت فرماتے ہیں۔

| | |
|----------------------------------|--------------------------------------|
| ای حدیث عن الحسن بن صالح بن حماد | یعنی بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کی مجلس |
| فروہی مشورج مسلم شریف | میں حاضر ہوئے اور ذکرِ شریف پر پڑھتے |
| (مسلم جلد ۲ ص ۳۵۲) | کھتے ہیں۔ |

علامہ نووی کے اس کلام سے ظاہر ہو گیا کہ اس حدیث میں فکر سے مراد
فکرِ باطن ہے۔

ملاحظہ فرمائیے اس حدیث کی شرح میں یہ مقتضی اصل الذکر کے تحت
فرماتے ہیں۔

| | |
|-------------------|-------------------------------------|
| ای یطہروہم لیسوہم | بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کو بگاتے |
| ویرتھوہم و ذکرہم | ہیں کہ وہ فکر میں کی نیابت کریں اور |
| | ان کا ذکر سنیں۔ |

اور ھلکوا یا بختھو کے تحت فرماتے ہیں۔

اس میں استباح الذکر و ذکرہم اور ذکر سننے اور ذکر کرنے والے کی
نیابت کے لئے۔

اور فریقہ منہم ملائکہ عبدہم و ملائکہ منہم جہنم کے تحت فرماتے ہیں۔

| | |
|---------------------------------------|--------------------------------------|
| اس کا یہ معنی ملائکہ منہم ملائکہ جہنم | یعنی اس شخص نے اللہ کا ذکر تصدیق یا |
| و انہم ملائکہ جہنم | انہما میں سے کسی کا ذکر کو منہم جہنم |
| در کتابہ شریف جلد ۱ ص ۵۸ تا ۵۹ | فکر کرتا ہے۔ |

یہ عبارت فرشتوں کے قول پر پیدا ہونے والے ایک سوال کا جواب ہے فرشتوں
کے کہا کہ ذکر میں ہیں ایک ایسا شخص تھا جو موت ان کے پاس سے گزرا اور مرے گئے میں

اس نے ذکر نہیں کیا، اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ذکر کی کاشفا اور فکر کاشفا میں فکر کو کس طرح شریعت سے کیے کہا کہ اس نے ذکر نہیں کیا۔ اس کا جواب ملا علی قاری فرمیتے ہیں کہ اس کا ذکر کاشفا اور تصدیقاً نہ تھا بلکہ کاشفا کی طرح اس نے ذکر کاشفا میں ملا علی قاری کے اس کلام سے یہ ظاہر ہو گیا کہ حدیث شریف میں بھی ذکر کی کا ذکر ہے۔ اس فکر کو فراموش نہیں کرتے ہیں اور اس کا بھی اور کاشفا جہر کی طرح ہے پس بحمد اللہ تعالیٰ دلائل یثبوتہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں جاء سے کے ساتھ ذکر بلکہ حقیقی اور توفیق کی گئی ہے۔

اور مسلم شریف کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت پر کثرت سے لعنت اور فرمایا تم جیسا کہ میں دیکھتا ہوں جو عرض کیا ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی۔ فرمایا قسم اللہ کی تم اسی لئے بیٹھے ہو۔ غرض کی اسی لئے بیٹھے ہیں پس فرمایا میں نے تم سے بدگمانی کی وجہ سے قسم نہیں طلب کی بلکہ میرے پاس ہر اہل عہد السلام آگئے اور انہوں نے خبر دی کہ تمہاری دعا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فر فرماتا ہے (یعنی ان پر تبارک و تعالیٰ کی رحمت کا بار بار آتا ہے)

إِنَّ مَسْئُونَ إِلَهُ يَحْقُّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
وَمَنْ خَرَجَ عَنْ حَقِّهِ مِنْ تَحَابُّهِمْ
فَعَالِي مَا أَهْلَكْتُمْ صُلَيْبًا قَالُوا
جَنَّتْ سَفَرُهَا اللَّهُ وَتَحَنَّنَ اللَّهُ
عَاصِدًا مَا يَفْقَهُ سَلَامٌ وَمَنْعَ بِهِ عَيْنًا
كَانَ مَا أَهْلَكْتُمْ إِلَّا ذَا بَأْسٍ قَالُوا
أَفْئَاتُ أَهْلَكْتُمْ إِلَّا ذَا بَأْسٍ قَالُوا
أَفْئَاتُ أَهْلَكْتُمْ إِلَّا ذَا بَأْسٍ قَالُوا
تَكْرُوهُ لَكُمْ أَتَانِي جِبْرِيلُ
فَاتَّخَذُوا مِنْهُ اللَّهُ عَزَّ وَتَعَالَى
مِثَابًا بِكُمْ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ جَعَلَ اللَّهُ
مُشَافَاةً شَرِيفًا وَمُسْلِمًا شَرِيفًا
جلد ۲ صفحہ ۳۵

یہ احادیث مسلم شریف کی روایت میں ہیں۔ حدیث سابق کی طرح اس حدیث میں بھی جماعت اور ملکہ کے ساتھ ذکر کا بیان ہے۔ اس سے پہلے واضح ہو چکا ہے کہ کثرت

کے ساتھ فکر سے ذکر یا لہجہ مراویں ہے۔ یہی ثابت ہے کہ فکر یا لہجہ صحابہ کرام و پیغمبروں کے
 صحیح و صحیحین کا طریقہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکر یا لہجہ کی غفلت سے ہر کرنے
 کے لئے قسم طلب فرماتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی بشارت دیتے آتے
 ہیں اور انشاء اللہ اسے پسند فرماتے ہیں۔

ارشاداتِ علماء اور ذکر یا لہجہ

امام نووی شافعی فکر یا لہجہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

| | |
|--|---|
| <p>جو ذکر یا لہجہ کو غفلت دیتے ہیں ان کی عقل یہ ہے کہ پر تشبیہ عقل افضل ہوتا ہے اور جو فکر یا لہجہ کو ترجیح دیتے ہیں ان کی عقل یہ ہے کہ زبان سے فکر کرنے میں عقل زیادہ ہوتا ہے اور عقل کی زیادتی سے غراب زیادہ ہوتا ہے۔</p> | <p>وَأَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّعْ لِعَقْلِ وَلَا لِهَيْئَةٍ وَلَا لِهَيْئَةٍ الْقَلْبِ فَإِنَّهُ لَيَكُونُ الْقَلْبُ بَيْنَهُ أَكْثَرُ قَلْبًا مِمَّا يَأْتِيهِ مِنَ الْقَلْبِ (المتن) ترجمہ: انبیاء۔ (نووی شرح مسلم ج ۲ مطبوعہ جامعہ اسلامیہ دہلی) اصل جہاں تک</p> |
|--|---|

جہاں یہ تشبیہ ہو کہ زبان سے فکر یا لہجہ ہی ہو سکتا ہے اور علامہ نووی کی مروی
 یہ ہے کہ جو کو علامہ نے فکر یا لہجہ کو ہرگز کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے اور یہ تقابلی اس وقت
 صحیح ہوگا جب فکر یا لہجہ سے فکر یا لہجہ مراویں۔
 اس عبارت کے بعد قول فیصل ذکر فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| <p>الصحيح ان ذكروا لسان مع حضور العقل من القلب -</p> | <p>صحیح بات یہ ہے کہ حضور قلب کے ساتھ زبان یا فکر کرنا فکر یا لہجہ سے افضل ہے۔</p> |
|---|---|

نووی علی ہدایت مسلم شریف جلد ۱ ص ۴۴

اور عبارت صادی مافی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

| | |
|--|---|
| <p>وَقَالَ الْأَعْمَلِيُّ (الْمَوْجِبُ) - فَوَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَهُ وَالْحَقُّ الْقَائِمُ غفلت میں ذکر یا لہجہ سے بہتر یہ ہے کہ</p> | <p>کیا دونوں کے ساتھ ذکر یا لہجہ یا</p> |
|--|---|

وَمِنْهَا مَنْ كَانَتْ الْإِذَاءُ يَنْشَطُ
وَلَمْ يَكُنْ مَكْنُونًا مِنْ اللَّهِ
بِهَذِهِ آيَةِ النَّاسِ خَالِصَةً مِنْ
تَحْقِيقِ الْفَضْلِ وَلَا مِنْ حَقِّهِ
فِي النَّاسِ الْفَضْلُ إِنَّمَا يَنْشَطُ لَوْ
بِغَيْبِهِ النَّاسُ فَكُلُّهُ مِنَ اللَّهِ أَنْ
يَجْعَلَنَا مِنْ أَهْلِ فِي حَقِّهِ

(تفسیر صواعق شریف جلد ۱ ص ۱۶)

حاصل قاری مخفی فرماتے ہیں ۔

كَانَ الْمُسْلِمُ عَدَايَةً لِقُلُوبِ
جَدَارِ الْوَحْشِ بِزَوْجِ الْمَشْهُوبِ
بَلْ عَلَى الْوَسْطِ بِإِذَا أَجْتَبَ
الْمَرْيُومَ إِذَا كَانَ بِقِيَمِهِ وَتَعْبُدُهُ
وَلَمْ يَكُنْ بِهِيَ قِيَمَتُهُ لَمْ يَكُنْ
مَرْفُوعًا فِي الْعَمَلِ وَالْإِيمَانِ لَمْ يَكُنْ
إِنْ كَانَ الْإِيمَانُ بِهِيَ وَمَا يَنْشَطُ
الْمُسْلِمُ بِالْمُسْلِمِ مِنَ الْخِيَمَةِ
وَالْمُسْلِمُ وَالْمُسْلِمُ وَالْمُسْلِمُ
بِغَيْبِهِ النَّاسِ فَكُلُّهُ مِنَ اللَّهِ أَنْ
يَجْعَلَنَا مِنْ أَهْلِ فِي حَقِّهِ

سید احمد عظیمی مخفی فرماتے ہیں ۔

كَانَ فِي الْمُسْلِمِ لَا يَنْشَطُ مِنَ الْمُسْلِمِ
بِإِذَا كَانَ فِي الْمُسْلِمِ إِذَا كَانَ

اس میں تفصیل ہے ۔ اگر صحابہ ذکر کرنے
میں سرورِ آقا پر اور لوگوں کی ولایت پر
سرور ہو تو غیبت میں ذکر کرنا افضل ہے
وردہ لوگوں کے ساتھ ذکر کرنا افضل ہے
تاکہ سرور حاصل ہوا اور لوگ افتدائیں
ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے
قاری میں سے بنائے ۔

منہج نے کہا یہ حدیث جبراً آواز سے ذکر کرنے
کے جواز پر استصحاب پر دلالت کرتی ہے
جب کہ مکملہ سے ہے پر سب پر تا کہ وہی کا
انجیل ہو اور سامعین کو تعلیم ہو اور غفلت
کی توجہ میں سونے والے کو بیداری نصیب
ہو اور ذکر کی برکت وہیں کے فخر و جزاء
الہی ہو ان تک پہنچے ۔ چنانچہ ذکر
کی آواز نہ پہنچے اور دوسروں کو اللہ اور پھر
حاصل ہوا اور پر طالب دیا بیس اس کی
گواہی دے ۔

(مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۶)

قاری ہذا میں ہے کہ مساجد میں ذکر کرنا
سے زور کا جائز تاکہ قرآن کی آیت کریمہ

اللَّحْرِ لَيْسَتْ قَوْلِي مُعَالَفٍ وَمَنْ أَكْفَرُ
وَمَنْ أَكْفَرُ مِنْ مَنَاجِدِ اللَّهِ أَنْ يَكْفَرَ
فِيهَا بِسْمَةِ اللَّهِ الْإِسْمَاءِ وَ
عَنْ الشَّعْرَانِي فِي وَجْهِ الدَّاجِرِ
بِسْمِ اللَّهِ وَبِالْأَجْرِ لَيْسَتْ كَوْنِ
مَا لَقِيتُ وَأَجْمَعُ الْبَلَاءُ وَبَلَاءُ
وَعَلَى عِلِّ اسْتَبْدَانِي وَبَعْدَ اسْتَبْدَانِي
تَعَانِي جَمَاعَةً فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا
مِنْ غَيْرِ تَكْبِيرٍ إِلَّا أَنْ يُقْبَلُ مِنْهُمْ
بِالْقُرْآنِ نَدِيمٍ أَوْ مُجَلِّدٍ أَوْ قَوْلِهِ
قَدْ رَأَيْتُكَ فِي كِتَابِ الْغُفَّةِ وَفِي الْغُفَّةِ
أَلَا فَضْلُ الْخَيْرِ بِالنِّسْبَةِ وَفِي الْغُفَّةِ
يَكُونُ بَعْدَ قَوْلِهِ قَدْ رَأَيْتُكَ فِي الْغُفَّةِ

وَبِالْقُرْآنِ نَدِيمٍ (قوله في الحاديه جلد چہارم ص ۴۰) مطبوعہ مکتبہ نبیانی
طبع دی ہے قادیان ہزارہ شجرہ الکریمہ ص ۱۰۰ و ۱۰۱ کے حوالوں کے بعد

اب علامہ شامی کا کلام ملاحظہ فرمائیے۔
فَالْيَقِينُ أَهْلُ الْغُفَّةِ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
أَفْضَلُ رَدِّهَا أَكْفَرُ مَعْنَى وَغَيْرِهَا
فَأَمَّا رَدُّهَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَبِالْقُرْآنِ
قَدْ رَأَيْتُكَ فِي كِتَابِ الْغُفَّةِ وَفِي الْغُفَّةِ
وَلَيْسَتْ كَوْنِ الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا
الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا الْمَسَاجِدِ
(شاہ جلد ۱ ص ۴۰)

بعض اہل علم نے فرمایا کہ گریبا جملہ افضل ہے
کیونکہ اس میں عمل زیادہ ہے اور اس کا کلمہ
سابعین تک پہنچتا ہے اور اگر کہ قلب
کو پیدا کرتا ہے اور اس کی محبت کو فکر
کی طرف راہ جمع کرتا ہے اور اس کی سعادت
کو فکر کی طرف مہیرتا ہے اور فیض کو دور
کرتا ہے اور سرور کو زیادہ کرتا ہے۔

صاحب دہخدا کے ساتھ علامہ شیخ ابوالعین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ذکر کے لئے اعلیٰ پانچواں اور اس کے ساتھ
چکر کرنا اور آئندہ تصانیف کرنا میرا حال ہائز
ہے کیونکہ اس میں وہ اعلیٰ ویت دوسریں جو
چکر کا امتداد کرتی ہیں جیسے بنامی و سلم و
ترمذی و نسائی و ابن ماجہ اور احمد نے
اسناد صحیح سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ جو مجھے جماعت میں یاد کرے کہ
میں نے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرنا
ہوں اور جماعت کے ساتھ توکل بغیر چکر کے
مقصود نہیں۔ اسی طرح ذکر کے لئے اعلیٰ
بنانا اور طائر کا اس کے گرد طواف کرنا
سوا چکر کے مقصود نہیں اور بہتر کے واسطے
میں میں مدینہ میں ہوں اور میں امدان مالوش
میں آپس میں اسی طرح ہے کہ سرآمد چکر خاص
اور اوقات کے مشافہت سے مختلف ہوتا
ہے جس طرح سرآمد چکر کے ٹوکلی میٹروں
میں آپس میں وی ٹی ہے اور اس سے بعض
وہ حدیث نہیں ہے جس میں ہے کہ بہترین
ذکر بالسر ہوتا ہے کیونکہ اس کا عمل یہ ہے
کہ جب ریاء کا خوف ہو یا مسلمانوں کو
ایذا ہو یا نیند میں خلل ہو اور بعض اہل علم
نے فرمایا کہ جب ان امور سے خالی ہو کر

فَاتَمَّ حَلَقُ الْمَذْكُورِ وَالْجَمْعُ بِهِ وَإِنْ شَاءَ
الْمُتَكَلِّمُ فَتَمَّ بِجَاذِ فِي الْقَوْلِ نَيْتِ
مَّا أَفْضَلُ حَلَقِ الْجَمْعِ فَتَمَّ وَرَأَتْ
فَافْضَلُ فِي مَلَا فِي حَقِّهِ فِي حَلَقِ
خَيْرُ حَلَقٍ مَرَّوَا الْفَلَا فِي وَاسْتَمَّ
وَالْجَمْعُ فِي وَاسْتَمَّ فِي وَاسْتَمَّ
مَرَّوَا أَحَدُ حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ وَاسْتَمَّ
الْجَمْعُ فِي حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ الْفَلَا
وَالْجَمْعُ فِي حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ الْفَلَا
حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ
الْمَرْكُورِ بِطَاوَعًا وَتَمَّ فِي حَلَقِ
وَمِنْ الْأَفْضَلِ نَيْتِ فَاذَاتُ ذَاكَ الْفَلَا
يَكُونُ فِي الْجَمْعِ بِالْمَرْكُورِ حَلَقِ
أَحَادِيثِ الْمُتَكَلِّمِ حَلَقِ الْفَلَا
وَالْجَمْعُ يَكُونُ بِطَاوَعًا ذَاكَ حَلَقِ
بِأَفْضَلِ الْفَلَا فِي حَلَقِ الْفَلَا
كَلَّا حَلَقِ حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ
الْجَمْعِ فِي حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ
بِطَاوَعًا فِي حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ
خَيْرُ حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ الْفَلَا
حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ
أَوْ الْفَلَا فِي حَلَقِ الْفَلَا فِي حَلَقِ

بہرِ فضل چھو کیونکہ اس میں عمل زیادہ ہے
 اور اس کا فائدہ سامعین تک پہنچتا ہے
 اور فکر کے مل کر زیادہ کرتا ہے اور
 اس کے ذہن کو فکر کی طرف راہیں کرتا
 ہے اور سرزد کو زیادہ کرتا ہے۔

اِنَّكَ اَفْعَلُ خَيْرٍ خَلَا وَتَاذَكَ
 بِذَلِكَ اَحَقُّ وَحَقُّهُ وَرَشِيْدِي
 تَاوِيْلَتِي بِرَافِ الشَّوْبِ عَلَيَّ وَكَوْنَا
 قُلُوبُ الدَّاعِي فَتَصِيحُ رَحْمَةً اِلَى الْفَقْرِ
 اَيْضَرُكَ تَحْتَهُ اِلَيْهِ وَرَافِطُ
 الشَّوْبِ وَرَافِطُ الشَّوْبِ

(نماز غیریہ کتاب الکرامیہ (الاستقامۃ ص ۱۷۰)

نماز میں عالم گیری میں ہے۔

جماعتِ عظیم کے مل کر کراؤ اَللّٰہُ اَعْلٰہُ اور
 صبح کی فکر کرنا آواز ہے فکر کرنے میں
 کوئی حرج نہیں ہے۔

جَمْعٌ عَظِيْمٌ يَزِيْدُ رَحْمَةً اَللّٰہُ اَعْلٰہُ
 بِالشَّيْخِ وَالْمَشْرِقِ جَمْعٌ وَبِالنَّاسِ
 مَبْرُكٌ (عالم گیری جلد ۲ ص ۹)

اور آدابِ مسجد میں ہے۔

مساجد میں اللہ تعالیٰ کے فکر کرنے کے
 سوا آواز بلند نہ کی جائے۔

اِنَّ لَا يَرْفَعُ صَوْتًا اِلَّا بِصَوْتِ
 غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰہِ (عالم گیری جلد ۲ ص ۹)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بنیاد آواز ہے فکر کرنا نماز کے بعد مطلقاً
 مشروع ہے۔ اس کے بارے میں
 احادیث وارد ہیں۔

بَاخْرُ بَرِّ ذِكْرٍ مَلَقًا بِمَدَانِ نَوَافِلِ شَرْعٍ
 اسْتِ وَاَوْشَعُ اسْتِ وَرَمَّہُ اَمَّاوِثِ
 (اشتہ اللغات جلد ۱ ص ۱۹۴)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

فکر یا بھربا شہ جہاز ہے۔

وَعَزَّ بِذِكْرِ جَزْزٍ جَزْزٍ اسْتِ بَلَّغِ
 (اشتہ اللغات جلد ۲ ص ۱۹۴)

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں

حق یہ ہے کہ ذکر یا بھربا انکار کرنا بھربا

وَعَزَّ بِذِكْرِ جَزْزٍ اسْتِ بَلَّغِ

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 تَعْلَانِ مَعَ قَوْمٍ يَعِدُ سَفَاطَةً تُغِيصُ إِلَى
 أَنْ يَنْفُخَ الْفُخْشُ الْكَبِيرُ إِلَى مِنَ الدُّنْيَا
 تَعْلَانِ مَعَ قَوْمٍ آيَاتُ دَاوُدَ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ
 نَجْعٍ قَوْمٌ كَرِهُوا لِي أَنْ تَعْلَانِ مِنْ حَلَاةٍ
 الْقَتْلَ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبَّ إِلَيَّ
 مِنْ أَنْ أَتَيْتُ أَرْبَعَةَ ثَمَنٍ وَلِي السَّكِينُ
 وَلَئِنْ أَتَيْتُ مَعَ قَوْمٍ مَدَّ حُكْرَهُ عَلَى اللَّهِ
 مِنْ حَلَاةٍ تُغِيصُ إِلَى أَنْ تَغِيصَ الشَّمْسُ
 أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَيْتُ أَرْبَعَةَ ثَمَنٍ
 أَوْ يَكُنْ لَكَ سَلَامٌ عَلَيْكَ وَلَمْ تَلِ الْبُيُوتَ
 الْبُيُوتَ تَحْتَلُّ عَلَيْهَا الْبُيُوتُ وَتَحْتَلُّ
 بِحَدِّ الدُّنْيَا وَلَقَدْ تَعْلَانِ الْمَرْحُومَةُ
 وَمِنْ حَلَاةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَى أَحْمَدَ وَمُسْلِمَ
 أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى عَمَلِكَ وَتَرَى أَنَّ لَكَ بَيْتًا
 يَلْحَقُونَ اللَّهُ الْأَحْفَادُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
 حَتَّى تَعْلَانِ الْمَرْحُومَةُ وَتَرَى عَلَيْهَا
 الْقَتْلَ وَلَقَدْ تَعْلَانِ حَتَّى تَعْلَانِ مِنْهَا
 وَإِذَا جِئْتَ أَنْ يَلْبَسَ دَاوُدَ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ الْجَنَّةَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَذْكَرُ الْأَوَّلُ
 يَكُونُ الصَّبْحُ وَغَيْرُهُ تَسْلَامًا مَحْمُودًا
 مِنَ الشَّيْءِ وَهُوَ قَوْمٌ أَوْلَى خَيْرًا

فی خبر ایضا۔
(فتاویٰ عینوی جلد ۱۱) | شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو مستحق

اب غور فرمائیے صرف از صاحب صاحب میں فکر یا الجہ سے روکتے اور شاہ
عبدالعزیزؒ محنت و جہد فرماتے ہیں کہ یہ دیکھا غلم ہے اب صرف از صاحب ظالم میں یا
شاہ صاحب اس کا فیصلہ ہم ناظرین کی بصیرت پر چھوڑ سکتے ہیں، وعدہ صلیبیہ ہے کہ
صرف از صاحب کہتے ہیں کہ فکر یا الجہ بدعت و منکرات ہے۔ (ماہ سنت ۱۱) اور
شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا انکار جہالت ہے۔ (فتاویٰ عینوی جلد ۱۱) اور
اب بتائیے کہ صرف از صاحب صاحب میں یا شاہ صاحب بدعتی اور گمراہ کا مثل کہ
صرف از صاحب اس سوال کا جواب دے کر لاکھوں مسلمانوں کی ذہنی غلطی کو
تعمد کر سکیں۔

شاہ عبدالعزیزؒ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جاہل فتوے کے بعد آئیے آپ کو
شریعت منگورہ سے بھی فکر یا الجہ کے جواز اور مستحسن پر فتویٰ دلا دیں۔ علامہ فرمائیے
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

سوال۔ ذکر یا الجہ افضل ہے یا غنی بالغ کی ارقام فرماویں۔

جواب۔ دونوں میں فضیلت ہے مگر وجہ کسی وجہ سے جہل افضل ہے اور غنی
وجہ سے غنی افضل ہے اور دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مطلق ذکر کا حکم فرمایا ہے نہ کہ ذکر یا
ذکر یا الجہ مطلق کی فراموشی جو ہر مومن ہے اور غنائی خارجی محنت ہے کہ
باقتدار ذکر اور وقت اور کیفیت اور اثرات ماضی علم کتب الاحقر رشید احمد گنگوہی
(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۴۳)

یہیں کہ آپ جہل متوسطیہ بھی کہتے دہتے ہیں اور جہل آپ کے پیرو و مرشد
کہ علی الاطلاق ذکر جہل کو خواہ خفیض ہو یا شدید یکساں جہل قلم جائز کر دیا ہے اس کا
کیا حکم ہو گا۔ اس فتوے سے ظاہر ہو گیا کہ مستندین و یونیورسٹ کے قلب عالم مولوی
رشید احمد گنگوہی کے نزدیک ذکر یا الجہ اور ذکر یا الترویضوں میں فضیلت ہے اور

سفرانہ دیوبندی راہِ سنت میں فکرِ بالہر کو بدعتِ سیئہ اور بدعتِ غلطہ اور بدعتِ ضلالت قرار دیتے ہیں اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ بدعتِ سیئہ کا مراد کب جہنی ہے تو اب بتا دیجئے کہ مولوی غلامی صاحب دیوبندی جہنم میں بھیجے یا نہیں خدا جگر تمام کر جواب دیجئے۔

اور میں مولوی اشرف علی صاحب خان قریٰ مریشانی دیوبند کے ہاتھ سلیم کا ذکر کرتا ہوں، فَتَوَكَّلْ عَلَىٰ فَتَوَكَّلْ کے تحت یہاں اقوال میں لکھتے ہیں: "آواز کا اعتبار ہے جو مفرد نہ ہو یا تو بالکل آہستہ سے حرکت لسانی کے اور یا ہر معتدل ہو" اور اگر عطر دیوبند کا یہ شعر میں آپ کو اس آواز سے تو عافیت کیجئے پھر آپ کے مرضی کا علاج ہوا سے بس سے باہر ہے۔

آیات، احادیث، اجماعِ اُمت، معتزل اور مسلکِ جہندی میں کے جنادری علماء کے اقوال سے ہم نے فکرِ بالہر کے ہزارا اور استہسان کر کتاب سے لیا دعا و خوش کرو یا اگر جہنم میں کی آنکھوں سے افکار اور دعا کی سچی اب میں دانت سے اور مستحق کے و خوش یہاں نظر رکھیں تو اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ مَنْ كَذَبَ فِي كَذِبٍ آعْلَىٰ فَتَوَكَّلْ عَلَىٰ فَتَوَكَّلْ آعْلَىٰ وَآعْلَىٰ سَبِيحًا۔ اس تفصیل کے بعد اب ہم مفسرین کے شبہات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ فَتَوَكَّلْ بِاللَّهِ الْمُتَوَكِّلِ

قرآن سے فکرِ بالہر کے خلاف استدلال اور اُس کی تحقیق

وَلَا تَهْزَنْ جَنْجًا فِي فَتَوَكَّلْ فَتَوَكَّلْ | اور فکر کر اپنے رب کا عاجزی سے اور
خیریت و قوت و اعتراف من المقبول۔ | اوستہ ہونے کے دیگر ہے۔

اس آیت کریمہ سے جہنم میں فکرِ بالہر کے خلاف استدلال کشید کرتے ہیں اور بدھم غرض سچی ہیں کہ یہ آیت کریمہ فکرِ بالہر کی نفی پر نص صریح ہے۔

والد عار والتسبیح والتخلیل وغیرہ | اور اس کے علاوہ دوسرے افراد کو شامل
فَذَٰلِكَ ذَرْبُكَ عَلَىٰ مِثْلِ الْأَرْذَلِ جلد ۳ ص ۱۳۵ | ہے۔
علامہ سیوطی اشباح فی منہاجتہ میں۔

عام فی الاذکار من قرأتہ القرآن | یہ آیت اذکار قرأتہ دعا اذان کے علاوہ
والد عار وغیرہ دعا ووضو ہی جلد ۳ ص ۱۳۵ | دوسرے افراد کو شامل ہے۔
علامہ سیوطی اشباح فی منہاجتہ میں۔

وهو عام فی الاذکار من قرأتہ القرآن | یہ آیت اذکار قرأتہ قرآن دعا تسبیح تہلیل
والد عار والتسبیح والتخلیل وغیرہ ذلک | اور ذکر کے دوسرے افراد کو شامل
د شریف جلد ۲ ص ۲۳۳ | ہے۔
شیخ احمد انصاری المالکی تحریر فرماتے ہیں۔

ای ما حق نوع من انواع الاذکار التسبیح | ذکر عام ہے خواہ کسی قسم سے جو تسبیح
والتخلیل والد عار والقرآن و | تہلیل دعا قرآن یا دوسرے افراد۔
غیر ذلک (دعاوی جلد ۲ ص ۱۰۰) |

اور علامہ ابن المنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عام فی الاذکار من قرأتہ القرآن | یہ آیت اذکار قرأتہ قرآن دعا تسبیح
والد عار والتسبیح والتخلیل وغیرہ | تہلیل اور ذکر کے دوسرے افراد کو
فَذَٰلِكَ۔ (تفسیرات اصحیح ج ۲ ص ۲۵۰) | عام ہے۔

علامہ ابوالعباس السیوطی فرماتے ہیں۔

وهو عام فی الاذکار | یہ آیت ذکر کے تمام افراد کو شامل ہے۔

(ابن سیرین علی مِثْلِ الْأَرْذَلِ جلد ۳ ص ۱۳۵)

اور علامہ ابن سیرین کے مقتدا ابوالعباس صدیق حسن بھوپالی بخت ہیں۔

المراویہ الذی تحریر فیہ ما هو اہم من القرآن | اس آیت میں ذکر ہے مراویہ عام
وغیرہ من الاذکار التي يذكرها بعد | ہے کہ وہ قرآن ہر اذکار ہوں یا اس کے

(فتح المبین جلد ۳ صفحہ ۴۲) ملاحظہ فرمادے۔

خالص میرے کرام۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حنفی شافعی مالکی مسک کے تمام اجتہاد مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے عام ذکر مراد ہے اور سب سے بڑھ کر ہے کہ ولید کے مستند اور نواب صدیق حسنی بھرپالی کا بھی یہ عقائد ہیں۔ یہ کہ لڑا بھٹا کے سامنے داخلہ بھی لڑی کی تفسیر کو مستند سمجھ کر اس سے پرہیز کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے پوری جماعت کو مطلع کرنا ہوں کہ وہ قرآنی کریم سے کوئی صاف اور صریح آیت پیش کریں جس کا مطلق ہو کہ جماعت کے ساتھ مساجد میں ذکر بطور کرنا حرام ہے۔ لیکن آیت اس مفہوم میں قطعی الامتداد اور صریح ہو نہیں سکتی کہنا ہوں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اچھے پیچے مذہب۔ اللہ اللہ مبتدیس کی پوری جماعت قیامت تک ذکر کو ایسی آیت پیش کر سکتی ہے یا نہیں کوئی مزید حدیث دے سکتی ہے۔ خالق و رب العالمین اے کائنات کے رب!

مذہب اٹھے گا نہ تواریں۔ یہ بات ولید سے آگے بڑھتی ہیں۔ نہایت بعض مفسرین نے اس آیت میں تفسیر بھی کی ہے لیکن وہ تفسیر قرآن کے ساتھ ہے نہ کہ غیرادکار کے ساتھ متعین نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے علامہ طبرانی سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر پیش کرتے ہیں۔

قل ابن عباس یعنی بلکہ قرآن | ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس فی الصلاۃ۔ آیت میں ذکر سے مراد نماز میں تہجد کی پڑھنا ہے۔

اور جتنے ولید کے مستند اور نواب صدیق حسنی بھرپالی بھی کہتے ہیں۔ قیلاً ہوا میں بالقرآن | اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت قرآن کے ساتھ (فتح المبین جلد ۳ صفحہ ۴۲) خاص ہے۔

قابری کرام غور فرمائیں کہ سید المفسرین حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ آیت ذکر قرآن کے ساتھ خاص ہے اور نواب صاحب بھی دوسرے ترجمہ میں اسی تفسیر کو

فکر کرتے ہیں، مجتہدین سے گزارش ہے کہ اگر آیت جہر کے منافی ہے تو آپ صحت کیوں نہیں کر دیتے کہ جہر نمازوں میں قرآن کا جہر کے ساتھ پڑھنا بدعت ہے۔ غلطیوں میں افعال بدعیہ کا ارتکاب کر کے کیوں لوگوں کی نماز میں خواب کر دیتے ہیں۔ انکار اگر اس آیت میں فکر کو ذکر متنازع فیہ پر بھی محمول کیا جائے تب بھی یہ آیت فکر جہر متروک کے منافی نہیں ہے۔ چنانچہ امام داؤدی فرماتے ہیں۔

| | |
|---|--|
| <p>الصواعق مستندان يقع ذالک، یحتمل یحتمل مستنداً بین الصواعق والذات کما قال فی ولا یجوز یصلو تک ولا تخافت بها واجتناب من ذالک سبیلاً۔</p> | <p>اس آیت سے مراد یہ ہے کہ فکر و تہجد بروی میں کیا جائے جس طرح اللہ فرماتا ہے نماز میں جہر کرو تا خلا کرو اور وہ یہ حدیثی کو تلاش کرو۔</p> |
|---|--|

و تفسیر جہر جلد ۳ ص ۳۳۳

امام داؤدی کے علاوہ دیگر مفسرین نے بھی یہ تفسیر کی ہے۔ طحاوی کی وجہ سے ہم نے دیگر مفسرین کی عبارات کو ذکر نہیں کیا اور اس تفسیر کا مفاد یہ ہے فکر میں جہر کی بھی اسی طرح ہے جس طرح نماز میں جہر کی نہیں ہے اور نماز میں جہر کی بھی علی الاطلاق نہیں ہے بعض اوقات میں ہے چنانچہ امام داؤدی فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| <p>ولا یجوز یصلو تک کلیداً ولا تخافت بذلک ولا یجوز یصلو ذالک سبیلاً یا ان یجوز یصلو الیصل تخافت یصلو الشہار د جلد ۳ ص ۳۳۳</p> | <p>ذکر نمازوں میں جہر کرو اور ذکر نمازوں میں اٹھا کر اور وہ حدیثی کو تلاش کرو یعنی وہی کی نمازوں میں اٹھا کر اور ذکر کی نمازوں میں جہر کرو۔</p> |
|---|---|

پس ظاہر ہوا کہ بعض اوقات فکر یا جہر مستحب ہے اور بعض اوقات فکر یا جہر مستحب۔ یہاں پر یہ وہم نہ ہو کہ نماز میں کہیں میں اٹھا کر واجب ہے اور پڑھنا وہی میں فکر یا جہر واجب ہے نہ چاہیے۔ کیونکہ متنازع فیہ ذکر سے ہے واجب ہی نہیں مستحب ہے لہذا بعض اوقات میں جہر مستحب قرار پائے گا اور بعض میں سر۔ اور یہ ہم بھی کچھ لوگ نہیں دیکھتا کہ کشمیر کا مفاد یہ ہے کہ وہی میں اٹھا کر مستحب ہو اور راستہ میں جہر

کیونکہ قضا تو اہل علم پر مبنی نہیں کہ شریعت صحیح اہل علم میں نہیں ہوا کرتی۔ ثانیاً یہ کہ غلو کے لئے توہین میں اختلاف اور بات میں جھڑکی قیسی شائع علیہ السلام نے کی ہے اور فکر کو شائع علیہ السلام نے اپنے اطلاق اور غلو پر دیکھا ہے خلافت اہل علم پر ہی رکھا جائے گا ہم آیات، احادیث اور اقوالِ سلف سے جو متوسط کا ہونا اور استحسان پیش کر چکے ہیں۔

اور آیت جو مفرطہ اور جبریلین پر محمول ہے جن سے زیادہ پہلے ذکر ہے اعتدالی سے اللہ کا ذکر نہ کیا جائے چنانچہ اشباح و دیوبند اور افواج محمدی و عبد الوہاب کے جیش اور اہل تفسیر کی شریعت کے ناقوس حافظ ابن کثیر بھی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

وَجِبَ اَنْ يَكُونَ اَلْحَقُّ لَا يَكُونُ مَرْدًا | مستحب یہ ہے کہ فکر نہ تو طریقِ مذاہب اور وجہ و ایضاً۔ جلد ۱ ص ۴۸ | نہ ہی جبریلین سے ہو۔

حافظ ابن کثیر کی اس تفسیر سے ظاہر ہوا کہ اس آیت میں نفس جبریل بھی نہیں ہے بلکہ جبریلین اور جبر مفرط کی نفی ہے اور اگر کوئی شخص جبریلین کے ساتھ بھی فکر کرے تو وہ مفرط مستحب کے خلاف ہوگا مذکورہ آیت اور حرام جیسا کہ عام طور پر جنت میں دیوبند و رابلیہ کا شعار ہے۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ جبر متوسط کے ساتھ ذکر کیا جائے اور یہی بات ہم کہتے چاہتے ہیں۔

اب اس آیت کے تحت متدین دیوبند کے حکم الامت مروجی اثرات علی مساجد و مدارس کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے۔

”حاصل اوّل یہ ہے کہ دل اور بیعت میں تداخل اور توفیق ہو اور نہ ان کے اعتبار سے جبر مفرط نہ ہو تو بالکل آہستہ بین مع حرکت اعتدالی کے اور یہ جبر معتدل ہو“ دلی دلائل اور کئی مسئلہ مطہرہ (کہیں) ظہری دیکھو یہ جہادی ہے تو اپنی تیری

آئینہ ہے کہ جنت میں دیوبند اور کسی کی مدہی اپنے حکم الامت کی لاج رکھیں گے اور اس آیت سے فکر بالجبر کے عدم جواز پر استدلال کرنا چھوڑ دیں گے۔

مزید برآں یہ کہ صلیب و دیوبند کے مرنے والے مولوی رشید احمد ظفری اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ وہی اہل جہاد ہیں جبریل ہے کہ ادنیٰ درجہ ہے۔ دلائل و تفسیر کامل ص ۳۸

نفی جہر کی دوسری دلیل اور اس کا حشر

ذکر الہر کی نفی پہنچتی قرآن کریم سے دوسری دلیل یہ ملنے لگی۔
 اَلْعَمَلُ الَّذِي يَفْعَلُهُ الْمُشْرِكُ نَجَسًا ذَاكُمُ الْمُنَافِقُ
 مروجی سرفراز صاحب لکھنؤی کا ضل و یوہند اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس
 آیت کی مراد میں فکر اور فکر کرنے کے لئے دقتیں نکالنی لگی ہیں۔ ایک یہ کہ فکر اور دقت
 نہایت اخص عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہوا اور دوسری یہ کہ آیت اور پہلے جو
 انتہی (۱۶ ص ۱۶)

علامہ کی عبادات میں قرآن کثرت پرست کہہ تم ہی تھے اب نیز سے قرآن میں غریب
 شروع کر دی۔ چنانچہ سرفراز صاحب قرآن کریم کی اس آیت میں مد کو
 کا ترجمہ آپ نے لکھا ہے۔ اس آیت میں دُعا مانگنے کا ذکر ہوا ہے اور دعا کا ترجمہ
 کہنا لکھا ہے اس میں فکر کا پورا مدعا دیکھو اور کس تاخیر کے تحت تلاش کریں اور آپ
 کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ آپ اللہ کے حکم میں اپنی جہوں اور میں مالی چھات کی گنجائش
 نکالیں اس آیت کے تحت لکھتے وقت اگر اور کچھ میسر نہیں تھا تو اپنے حکم دست کر رہو
 ہی دیکھو یہاں ہر جہر لکھتے ہیں۔

تم لوگ اپنے چور و غار سے تمہاری فکر نکل کر ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی۔ (اشد)
 (مطالعہ مطبوعہ تاج پبلیشرز)

نفی جہر پر تیسری دلیل اور اس کا حساب

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْمَعْ فَاذْكُرْ مَا يُنْذِرُ
 اللہ اللہ کے حکم کی مشایخ ہے کہ اگر تم بکاؤ کہ بات کہو تو وہ چپکے سے بھی ہرئی بات

اشغول و الخسوسہ (جہن جہل کا نام) کے لئے۔

اور عارف صادی ماکلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

| | |
|--|---|
| <p>اس آیت سے غیر شرعی امر میں جہر کو منع کرنا مقصود ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جہر کے ذریعہ سے اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالو گے اور میں اس کے بغیر بھی سنتا ہوں پس اس کو سننے کی فرض سے جہر کو اجہل ہے یا اگر اور دوسری افراض کے لئے جہر کرنا مثلاً حضور قلب یا توبہ دوسرا اس کے لئے میں مطلوب ہے۔</p> | <p>المقصود هنا التفتت عن الجہر بغیر امر شرعی کا منہ بقول ای الامر عن الجہر ولا تجتهد فتنک بہ فالجہر بالذکر والدعاء مراد القراءۃ بقصد استماع اللہ تعالیٰ اما جہل او غرض و اما بغیر عن آخر کما یشتکو الجہاد فخصویر القلب و ذلک المشغول جہل والوسوسہ فیہو المطلوب۔</p> |
|--|---|

(تفسیر رحمانی جلد ۴ ص ۵۸)

اور چند معنی دہاویہ کے مقتضاً اعظم نواب عبدی حسینی خان جو پالی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

| | |
|--|--|
| <p>اس آیت تو شرعیہ ہے اس امر پر تنبیہ ہے کہ فکر اور دعا میں جہر مشغولیت اللہ تعالیٰ کو خیر دینے اور سننے کی فرض سے نہیں ہے بلکہ اور افراض کے لئے ہے مثلاً ذکر کو نفس میں ثابت اور داسع کرنے کے لئے اور اس سے دوسراں کو ڈوہ دگہنے کے لئے فریاد و زاری سے اس کا غرور توڑنے کے لئے اور اس سے دوسرے اشغال سے روکنے کے لئے۔</p> | <p>و فی آیت تنبیہ علی ان شغور الذکر والدعاء و الجہر فیہما یس لا یلزم اللہ تعالیٰ و اسما علی بل بغرض آخر کما یقصد فیہا و فیج بالذکر و وسوسہ فیہا و فیج المشغول والوسوسہ و منعہما عن الاشتغال بغیرہ۔</p> |
|--|--|

(فتح الہیان)

جلد ۲ ص ۵۸

ناظر یہ کہ کام آپ ان کثیر حوالوں سے آگے لگئے ہوں گے لیکن ہمارا سابقہ ایک

ایسی بات کے ساتھ ہے جو گواہ سمجھنے کے علاوہ ابن ہشام کی طرح ضد ہی بھی واقع ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ مسئلہ کی تحقیق کے لئے اس کے ہر پہلو کو خطوط دلائل سے مزین اور محکم کے مسلم حوالہ جات سے مہربانی کر دیا جائے اور اگر منکرین اور جھوٹریں کو چرچہ ہدایت حاصل نہ ہو تو ان کی شدت کو سعادت سے بدل دینا بہ حال ہماری تحریر کے اختیار سے باہر ہے۔ بطور دلائل ہم نے تقاسیر سے جو بکثرت حوالے پیش کئے ہیں ان سے جہاد و بات واضح ہو گئی ہے کہ نبیؐ جبر کا عمل کیا ہے وہاں تاقرین کو کام میرے جی روشنی ہو گیا ہرگز کو سنی، اثنی، مکی، اہل ظاہر اور تقریباً ہر مسلک کے علماء افریقی مصری، پیر جہاد کے ساتھ ذکر کرنے کو جاکر مشروع اور مستحب قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ذاک

احادیث سے ذکر بالجہر کے خلاف استدلال

مولوی سرفراز صاحب گنگوڑی ذکر بالجہر کی نفی پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے ایک موقع پر جفا آواز سے ذکر کیا تو آپ نے ان کو منع کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔

| | |
|---------------------------------|--|
| ایہذا انما من انہموا علی القیصر | اسے لوگوں نے جہاں پر نری کرد تم اس بات |
| انکر لیس قدرہون اہم دلائل | کو نہیں پکارتے جہر جہری اور غائب |
| انکر قدرہون سیمہا قریبا دھو | سے تم قریم اور قریب ذات کو پکارتے |

لے اس حدیث سے استدلال کہ جہاد صریحاً علی صاحبہ نری ویریدی کی ذہانی سمیٹا۔

حدیث کا جواب دعائیں اس طرح دیا ہے

المنی من الجہر فی سیر واد وفاق : نری اور آسانی کے پھرش نظر سے منع کیا گیا

لا ان یکون الجہر غیر مشروع اثنی : ہے اس لئے کہ جہر ناجائز ہے۔

شری، اثنی

وہاں ادا دہ جہاد ہزار و ص

جہاد

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
 دارالافتاء، ص ۱۹

الجواب :- اولاً یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان کی بارگاہِ حجۃ نہ تو معصی
 جہر کی ضمانت فرمائی ہے اور نہ جہر متوسط کی (وہی وہی غیوہ البیان) بلکہ اس مرضی
 سے جہر مفرد کی بھی فرمائی ہے چنانچہ مولوی رشید احمد گلگڑی کہتے ہیں قال علیہ السلام
 اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما حدیث اور یہ بھی ذکر جہر ہے۔ رہن گو فرمایا ہے کہ جو بڑے
 سے منع کیا ہے اور مطلق آیات و احادیث بہتہ ہزار پر وال ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ
 اعلم۔ رشید احمد گلگڑی۔ (فتاویٰ رشیدیہ کالی ص ۲۴)۔ ثانیاً جو کہ دوسرے
 دلائل سے جہر متوسط ثابت ہے۔ لہذا اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جہر کے ذریعہ اپنے
 آپ کو مشقت اور ہلاکت میں نہ ڈالو جیسا کہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما اس پر قریضہ ہے۔
 ثالثاً اس طرح جہر نہ کرو جیسے کوئی جہر سے گناہگار کرتے وقت جہر کرتا ہے اور اس پر
 انگور لا سند وہی احکم قرینہ ہے۔ ثانیاً۔ اس طرح جہر نہ کرو جیسے کوئی گناہگار
 شخص کو ڈھکے پیٹنے کے لئے لگا رہا ہے اور چلاتا ہے اور اس پر دلا خالبا قرینہ ہے۔
 خامساً اس طرح جہر نہ کرو جس سے یہ معلوم ہو کہ تم اللہ کے سناتے کے لئے جہر کر رہے
 ہو اور تمہارے چلتے بغیر وہ مشی نہیں سکتا۔ اس پر انگور قد دعویٰ معہ حاقینہ
 ہے۔ سادساً۔ اس طرح سے جہر نہ کرو جس سے یہ ظاہر ہو کہ خدا تم سے ڈرتا ہے اور
 تم جتنا کہ دوسرا اپنی آواز پہنچا رہے ہو اور اس پر قریناً قھو معصومہ قرینہ ہے۔
 سابعاً یہ فرمان اس صورت پر محمول ہے کہ جب جہر سے کوئی مومن مفرق ہو چنانچہ
 خدا کو ام سے بیلی فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ کے موقع پر اس فرمان
 کے ذریعہ جہر سے روکا تھا تاکہ مسلمانوں کی آواز دشمن کو گناہ گواروں کے مقام اور سرکاری
 کا علم نہ ہو جائے۔

فادریں کلام۔ آپ نے مفرور فرمایا کہ غزوہ بنی نضیر میں اس امر پر واضح قرآنی
 پائے جاتے ہیں کہ اس فرمان میں مطلقاً جہر کی نہیں ہے بلکہ یہاں جہر مقصود وہی ہے کہ

وہ کچھ سمجھ نہیں پڑتا۔ آئیے اب ہم آپ کے سامنے مستند علماء کرام کا وہ کلام پیش کرتے ہیں، جو انہوں نے اس حدیث کے تحت پیش فرمایا ہے دیکھئے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے مردمانِ نرمی و دُعا کی کنیت پر غضبنا
خود دیرا کہ شہانے خراسیند کرو غائب
را مضنون اولیٰ و اولاد است واد کر منی
از جہت شققت است نہ از جہت
عدم جواز تفتیح سیر کردہ است بلذکار
و ادعیہ در سواحن کثیرہ چہا نکودہ
حضر خندق و حمل سنگ و غشت
برائے مسجود و جزا کی و ہمہ نہیں آہرہ
است از سلف صلیب و من بعد ہم
و ہمہ از بنا و ولادت دارد بر جواز چہرہ و
اجتہاد برائے ذکر۔
و اطلعہ المجلدات جلد ۲ صفحہ ۱۵۴

یعنی اے لوگو! اپنے نفس پر کسا کی کرو کیونکہ
تم کسی ہرے غائب کو نہیں پکارتے۔
اس معنوی سے یہ چلتا ہے کہ حضور کا منہ
فرمانا شفقت کی وجہ سے تھا نہ اس وجہ
سے کہ چہرہ پا کر نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے غیر مقامات پر اذکار اور نماز
میں چہر کیا ہے جیسا کہ خندق نکودہ
کے موقع پر مسجد کے لئے ایٹھ اور پھر
اٹھائے وقت اور اسلاف صحابہ و
تابعین سے بھی خبر حضرت علیؓ ہے اور یہ تمام
امور چہر کے جواز اور ذکر کے لئے اجتماع کے
ثبوت پر دلالت کرتے ہیں۔

اور علامہ ابن عابدین مشاہیر امام قاضی کے نقل فرماتے ہیں۔

قال ابو حازم و ابو حازم و ابو حازم و ابو حازم
علیہ السلام قال لو انی
أشوا شجر یا شکیبیر یا ریعوا
عقلی الخ یحکم انکم انی شد عوا
اھم ولا غائباً انکم شد عوی
سویحاً بصیراً قریباً انکم مع حکم
الحدیث و العقل انکم سویحاً و الفیح

امام قاضی نے فرمایا کہ وہ جو صحیح حدیث میں
آیت ہے کہ ہوں میاں اسم غنہ آواز سے خبر کہنے
والوں کو فرمایا اپنے اوپر نرمی کی کہ کیونکہ نہ تم
ہرے کو پکارتے ہر انداز غائب کو کہہ تم اس
کو پکارتے ہر جو صحیح و بصیر اور قریب
اور قریب سے ساتھ ہے اور یہ فرمان اس حدیث
پر عمل ہے کہ آواز بلند کرنے میں کوئی

مصلحت نہ ہو کہ اگر تحقیق نہایت کیا گیا
ہے کیونکہ ایک جنگ کے موقع پر
اور شاید کہ آواز کا اوجھل کرنا کسی مصیبت
کے لئے آتا اور جنگ ایک دشوار کام ہے۔
اسی طرح جنگ میں کسی بھانے سے بھاگنا
ہے اور فکر کے ساتھ آواز دینا بھلا بھول
جانتا ہے جیسے کہ اذان خطبہ جملہ سجدے کے
طریقوں سے ظاہر ہے

مصلحت فقط مدعی امت کا نہ
فی حجازة واصل رفع الصوت
يجوز بل هو المصوب عليه
ولقد انشأ من الجرس
في المصارتة واما رفع الصوت
بالدحر فبما سركما في الاذان
والخطبة و البصحة والجمع
دشا ہی جلد ۵ صفحہ ۵۷

عبداللہ بن مسعود اور ذکر بالجہر

میت میں دیر بعد نماز اور مولوی سرفراز صاحب لکھنوی خصوصاً اس پر تفسیر
ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ذکر بالجہر کے عادت تھے اور اسے بدعت قرار دیتے تھے
چنانچہ مولوی سرفراز صاحب نے مختلف کتابوں سے تحقیق کر اس روایت کے خلاف
تلاش کر کے انہیں روایات کے اوراق میں جڑ دیا۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ ذکر بالجہر
کو بدعت قرار دینے کے لئے انہیں کوئی گراں قدر روایات حاصل ہو گئی ہے اور
اس روایت کو انہوں نے حسب عادات اسرائیلی طریقے سے پیش کیا ہے اور کتابوں
کے مفہوم بدل کر اہل مذاہب عبادات کو ترک کر کے فطری جہلانی خیانت کا شرمناک
مکے بڑا کیل ہے۔ ہم آپ کے سامنے اس خیانت کی ایک مثال پیش کر رہے ہیں۔
تیسری کمی پاکستان میں یہ سارا

ملاحظہ فرمائیے سرفراز صاحب لکھتے ہیں۔

مشہور علماء محمد بن محمد الخوارزمی المشہور بالجازی الحنفی المتوفی ۳۵۲ھ
صاحب جازریہ جہر ذکر کا مسئلہ نقل کرتے ہیں۔
عن ثاوی انما حق اذان حرام لما صح کا حق صاحب کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے کہ

کو چہرے سے فکر کرنا حرام ہے کیونکہ حضرت
عبداللہ ابن مسعود سے صحیح روایت کے
ساتھ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے
ایک جماعت کو مسجد سے محض اس لئے
نکال دیا تھا کہ وہ بلند آواز سے لا الہ الا اللہ اور خدا آواز سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر دود و شریف پڑھتی تھی
اور فرمایا میں تمہیں بدعتی خیال کرتا ہوں۔

عن ابن مسعود وامنہ اخرج
جماعتاً من المسجد یحذرون
ویحذرون علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم جہراً و
قال لیسوا ارا حطرا لا
یہتدین۔

(مشای جلد ۵ - صفحہ ۳۵)

والا سلفت ص ۱۳

مولوی سرفراز صاحب نے مشای جلد ۵ صفحہ ۳۵ سے صاحب بزاز نے کلام
نقل کیا ہے اور اس عبادت کے متعلق جو پہلی اور بعد کی عبادت تھی اسے دہرائی کی
پوریوں سمجھ کر محکم کر گئے۔ اب ہم آپ کے سامنے شای کی اصل عبادت پیش کرتے
ہیں آپ اسے پڑھیے اور سرفراز صاحب کی اسرائیل خیانت کی داوید بجیے۔

میں کہتا ہوں کہ صاحب بزاز یہ کہ کلام
میں سخت اضطراب ہے پس اقلہ انہوں نے
فائدہ قاضی غازی سے نقل کیا کہ ذکر
بالہر حرام ہے کیونکہ صحیح روایت سے
ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود صلی اللہ
تعالیٰ علیہ نے ایک جماعت کو مسجد سے
اس لئے نکال دیا کہ خدا آواز سے کہہ اور
مرد و خرفین پڑھتے تھے اور فرمایا کہ
میں تمہیں بدعتی خیال کرتا ہوں کہ تمہیں پھر اس
کے بعد صاحب بزاز نے کہا اور صحیح
روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ

اقول اضطراب کلام بالہر ازینہ ففعل
اولاً عن قتادہ بنی القاضی ابن مسعود
طاحم عن ابن مسعود وامنہ اخرج
جماعتاً من المسجد یحذرون
ویحذرون علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم جہراً قال لیسوا ارا حطرا لا
یہتدین شہر قال ابو زاری
وہم روی فی الصحیح امہ علیہ
السلام قال لرا حق اصوا شہر
یا تکبیر اربعوا علی انفسکم
انکم من تدعوا احم ولا تفتان

انظر تصانيفه في سيرة ابيها
 قريبا منه معظم الحديث
 يتفق انتم لم يكن للرفع
 مصلحة فقد روي انه كان
 في غزاة ولعل رفع العتق
 بجربلاء والحرب خدعة
 وهذا اظهر عن الجور
 في اسخاري واما رفع الصرا
 بالذبح فها شركا في الاذان
 والخطبة والجمعة والمسيح
 وقد ورد المسئلة في الخيرية
 وحمل ما في نكاحي القاضى
 عن الجهر المضر وقال ابن هانك احاديث
 انقضت طلب الجهر والعلوي طلب
 الاسرار والجميع بينهما بان ذلك
 باختيار الاشخاص والحوال فلا يصل
 افضل حيث خيف الزمان او ما من المصلين
 والقيام والجمعة افضل حيث
 خلاصها ذكره لاني انظر
 حملا ولقد روي فامدني ان
 انما معين و يوقف قلب
 الذبح في جميع هذه الى الفكر
 وتصرف سمعي ويطرد النوم

۱۔ میں یہی (اختصاص)۔

اعداد و نبات سے مختلف ہیں تاکہ پس جب
ریا کا خوف ہو یا نماز اور غیر میں نسل کا
اندریشہ ہو تو سزا فضل چاہد جب یہ خوف
ذہن تو ہر افضل ہے کیونکہ اس کا ناکہ طبعین
کو پہنچا ہے اور یہ فکر کے عقب کو سدا رکھتا
ہے اور اس کے ذہن کو فکر کی طرف اور وحدت
کو فکر کی طرف مڑا دیتا ہے اور وہ نہ کو دور
کو تباہ ہے اور اس کے سرور کو نیا دے گا۔

(رہائی جلد ۵ صفحہ ۳۵)

تاریخی کوام پر شاہی کی جلد ۵ صفحہ ۳۵ کی مکمل عہدیت ہے جس کو سر فرزانہ صاحب نے
ذکر بالجہ کے حرام اعدہ و عہدیت ہونے کے ثبوت میں پیش کیا تھا اور اقل کا خطرہ عہدیت کو
حذف کر کے مطلب جاری کی معنی شعوم کی تھی۔ مہملوہ سر فرزانہ صاحب نے یہ کیونکر پاؤد
کر لیا تھا کہ ان کی اس تحریر پر ہمیشہ پردہ چڑا دیتے گا اور دہائی کے صفحات تک کسی کو
دہائی نہ ہو گی کیونکہ قادیانی شاہی کوئی ایسی قایم ہے کہ اس میں ہے کہ کسی کے ہاتھ نہ
آئیں یہ حال اس پر وہی عہدیت کے ساتھ آجائے تصویر خارج ہو گیا کہ قادیانی بڑا شدید
قادیانی خیر و قادیانی شاہی کے نزدیک بالائے اتفاق ذکر بالجہ جائز ہے۔ دیا اور دہائی طبعین
کا خوف نہ ہو تو ذکر بالجہ فکر بالجہ سزا فضل ہے۔ شاہی کی عہدیت کے فوائد و احاطہ
فرمایا ہے۔

۱۔ صاحب ہادیہ کا کلام ذکر بالجہ کے بارے میں بظاہر مضطرب ہے لیکن حقیقت میں
کوئی اضطراب نہیں کیونکہ وہ ذکر بالجہ کو اس وقت منہ کہتے ہیں جب اس میں کوئی
مصلحت نہ ہو اور جب اس میں مصلحت ہو تو یہ جائز ہے۔

۲۔ قادیانی تاحی حاکم نے جس ذکر بالجہ کو حرام کہا اور اس میں مسعود نے جس ذکر بالجہ
کو بدعت قرار دیا ہو یہ وہ ذکر بالجہ ہے جو دنیا کاری کے لئے کیا جاتا ہے۔

۳۔ ذکر بالجہ ہر حال جائز اور ثابت ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں ہم مشرب

ہے اور بعض مسعودی درجہ پر مستحب ہے۔ مولوی سرور ان صاحب کی خیانت ظاہر کرتے کے بعد اب ہم پھر حضرت عبداللہ ابی مسعود کے اس فرمان کی طرف توجہ دیتے ہیں جس میں انہوں نے ذکرِ باہر کو لے کر اس کو حقیقی قرار دیا پس اس کے جواب میں گفتاوش ہے کہ جب کتاب اور سنت علمی صاحب و تابعین سے ذکرِ باہر کا جواز اور مستحسن ثابت ہو چکا تو حضرت ابی مسعود کا یہ فرمانی لا محالہ عملی کاویلی میں قرار پائے گا اور بہترین تاویل وہ ہے جس کو علامہ خوافی نے دلی نص میں فرمایا کہ ان لوگوں کا جو چہ چاہتے تھے وہ یہاں گامی سے بڑھ کر کہتے تھے۔ ثانیاً یہ چہ چہ مرقہ تھا۔ اسی وجہ سے اسی مسعودی نے انہیں بہرے نکال دیا۔

ثالثاً۔ امام احمد بن حنبل نے کتاب الموضعین میں ردایہ کیا ہے۔

| | |
|--------------------------------|---|
| عن ابی واثلہ قال قال رسول اللہ | ابی واثلہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا |
| یومئذ یقول اللہ اعوذ بک | یہ لوگ عبداللہ ابی مسعود کے بارے میں |
| محمداً کانت یقول | گمان کرتے ہیں کہ وہ ذکر سے روکتے ہیں |
| اللہ عر ما جاء فیہ | عاد گمراہی نے ان کے ساتھ کسی مجلس میں |
| الادھر اللہ اے جبر | شرکت نہیں کی گروہ اس مجلس میں ذکر |
| فیہ۔ | باہر کرتے تھے۔ |

امام احمد بن حنبل کی اس صحیح روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ ابی مسعود کی طرف انکار چہ کی نسبت گمراہ صحیح نہیں۔ فقہانہ ابنہ میں کی وہ دنیا میں ختم ہو گئی جس پر انہوں نے انکار چہ کا عمل تحریر کیا تھا۔ مابجا احادیث صحیحہ مرقہ سے جماعت کے ساتھ ذکرِ باہر ثابت ہو چکا اور یہ حدیث مرقہ ہے اور اسالیح علم پر مبنی نہیں کہ گمراہی کے وقت مرفوع حدیث مرقہ پر داعی اور مقدم ہوئی ہے۔ فقہات الاستدلال عن احمد۔

امام ابو حنیفہ اور جہر بالکبیر

امام ابو حنیفہ اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک عید کی

تکلیفات میں اختلاف بڑا شہرہ ہے اور عقل کی تقریباً تمام کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں عیدین کی تکلیفات کو سرگرمی اور عین حین کہتے ہیں کہ تکلیفات کو سہرا کہجے۔ سرگرمی امام صاحب نے کبیری سے امام صاحب کی دلیل نقل کر کے اس پر گروہ لگائی لیکن حسبِ عادت میثاق و سہاق کو صاف مہتمم نہ لگے لیکن پہلے آپ سرگرمی امام صاحب کا کام خاصہ قرار دیتے تھے ہیں۔

اور علامہ علی حنفی لکھتے ہیں۔

| | |
|----------------------------|---|
| ولا یرى صیغۃ اوف دفع الصوت | حضرت ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ بلند آواز سے |
| باللحز مبدعة عذائف الاصر | ذکر کرنا بدعت ہے اور اظہارِ عقل کے اس |
| فی قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم | ادشہ اور کلمات کو تم اپنی تہذیب کو عاجزی |
| الایست۔ (صحیح مسلم ص ۵۶) | اور نیچے سے پکارنا۔ |

اس حدیث سے بعذر معلوم ہوا کہ جفاکارانہ سادقہ ذکر کرنا امام صاحب کے نزدیک احکام کے تذکرہ اور ادشہ اور کلمات کے خلاف بھی ہے اور بدعت بھی ہے۔ فرقی مخالفت کی قسم قرطبی حاشیہ ہو کہ وہ ذکر یا تہذیب کرنے و دامن کو روک دینا کہتا ہے یا ذکر یا تہذیب کو ابی سنت کی حد سے تجاوز دیتا ہے۔ (رداء سنت ص ۱۶)

آؤ آؤ گڑا دھن یہ ہے کہ عید الفطر کے موقع پر امام صاحب کا ذکر یا تہذیب کو بدعت قرار دینا مستحب چہر کہ عموم و اطلاق کے منافی نہیں ہے۔ چنانچہ خوب مخالفت کے کوئی عظیم مولوی و شیعہ حوٹنگری لکھتے ہیں۔ امام صاحب نے چہر کہ بدعت اس موقع پر فرمایا ہے حالانکہ اگر کا موقع ہے اور آپ سے علیہ الصلوٰۃ و السلام چہر کہیت نہیں جیسا عید الفطر کی نماز کو جاتے ہیں اور مطلقاً ذکر چہر کہ منع نہیں فرمایا ذکر چہر فراج درست ہے لہذا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۱)

اور ثانیہ معروف ہے کہ مولانا صاحب نے جس کبیری کے صفحے سے یہ عبارت نقل کی ہے اس سے حاصل پڑتا ہے بعد کی مباحث کو چھوڑ دیا۔ ہم قارئین کی عذر سے یہ پہلے وہ مسئلہ پیش کرتے ہیں جو اس سے پہلے کی ہے۔

و یستحب است تکبیر چہرہ را فی
طرفین المصنوعی۔ یوم الاضنی
اتفاقاً لا یجایح و اما یوم الفطر
لنقلی ابو حنیفہ لا یجہر بہ
و قال یجہر و عن ابی
حنیفہ لا یقولہا۔

عید الاضنی کے دن عید گاہ کے ٹکڑے میں چند
آواز سے ٹکیر کہنا بالاتفاق (یعنی امام اور
صحابین کا اتفاق ہے) جائز ہے اور
عید الفطر کے دن ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ چہرہ نہ کیا جائے اور صحابین نے
فرمایا کہ چہرہ کیا جائے گا اور ابو حنیفہ سے
ایک روایت صحابین کی طرح ہے یعنی
عید الفطر کو بھی چہرہ کیا جائے۔

سرفراز صاحب نے ٹکیری کی اس عبادت کو کربوں چھوڑ دیا کی بات اب بھی متوج
ہیاد رہ جاتی ہے۔ واصل مفسر از صاحب کو کس سبب کا طرف تھا وہ سمجھتے
تھے اگر اس عبادت کو ذکر کر دیا تو وہاں نہیں چہرے کی اہمیت ملے گی کہ احتساب اور کا
ساد بھرم کھول کر دکھائے گا۔ اس سے پہلے کہ ہم سرفراز صاحب کا محاسبہ کریں
چند ضروری حقائق اقام کرتے ہیں تاکہ یہ بات مزید حکم ہو جائے کہ عید الاضنی کو نہ سنتے ہیں
بلکہ آواز سے ٹکیر کہنا بالاتفاق مستحب ہے اور عید الفطر میں اختلاف ہے لیکن ایک
روایت امام صاحب سے یہ بھی ہے کہ عید الفطر کو بھی چہرہ یا ٹکیر کیا جائے۔ حافظ
ہرمزہ علیہ الرحمۃ و العالیہ در مختار میں فرماتے ہیں۔

و قال ابو حنیفہ۔ سنتہ
کا الاضنی وہی روایت ہے
عنہ۔ اور صحابین نے فرمایا کہ عید الفطر کو چہرہ
یا ٹکیر سنتے ہیں۔ عید الاضنی کی طرح اور
امام صاحب سے بھی یہ ایک روایت ہے۔

ہم سرفراز صاحب سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب بلکہ آواز سے فکر کرنا امام صاحب کے
نزدیک بدعت ہے تو بتائیں کہ صحابین امام صاحب کے نزدیک بدعت ہو سکتے یا
نہیں جو عید الفطر اور عید الاضنی دونوں میں چہرہ یا ٹکیر کا حکم کرتے ہیں۔ ثانیاً خود
امام صاحب عید الاضنی میں چہرہ یا ٹکیر کا حکم کرتے ہیں۔ بتائیں اب وہ خود بدعت

ہے یا نہیں۔ ثانیاً۔ عید الفطر کے دن میں بھی امام صاحب سے جہر باتھیر کی عداوت ہے۔ اب بتائیے کہ وہ بدعتی ہے یا نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ جہر باتھیر کو ناسنت سے ثابت ہے اور آپ جہر کو بدعت قرار دیتے ہیں تو سرورِ انصاف صاحب وہ بدعت کی کوئی قسم ہے جو سنت سے ثابت ہوتی ہے۔ ذرا سوچ کر اور پیشکش سے جواب دیں۔
خامساً۔ علماء اہل عادیہ پر شامی فرماتے ہیں۔

| | |
|---|--|
| وَيُؤْمِنُ بِالْفِطْرِ لَا يَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ دَوِّ | عید الفطر کو امام صاحب کے نزدیک جہر |
| عِنْدَ هَمَا يَجْهَرُ وَهُوَ دَوٌّ أَيْ سَوْتٌ | نہیں، ہر گاہ اور نہ جیسے کے نزدیک جہر ہوگا |
| عِدَّةٌ وَالْخِلَافُ فِي الْأَفْقَانِيَّةِ (۱) | اور یہ اختلاف اقصائیت میں ہے اور کراہت |
| الْكُفْرَانِيَّةِ فَمُعْتَنِقِي هِيَ الطَّرَفِيَّانِ | تو ہر حال دونوں کے نزدیک نہیں ہے۔ |

(شامی جلد ۱ ص ۷۷)

پس معلوم ہو گا کہ امام صاحب کے نزدیک عید الفطر کے موقع پر جہر باتھیر کو ناجائز و جائز ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ جہر جائز ہے اور آپ اسے حرام و مکروہ سے کم نہیں کہتے۔ اب بتائیے کہ مسلکِ حنفی کو ہم نے چھوڑا آپ نے۔ سادہ سرورِ انصاف کے جوش و احساس سے عداوت کے ساتھ شامی سے ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے۔

| | |
|--|---|
| بَلْ كَرِهَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ | بلکہ چاہئے کہ امام صاحب سے عید الفطر میں قتل |
| أَوْ أَوْفَاتِهِ لَعَنَ هُمَا أَمَّا يَجْهَرُ | کہ جسے ایک یہ کہ اختصار کر کے دوسری یہ کہ جہر |
| الْمُكَايِفَةُ أَمَّا يَجْهَرُ كَقَوْلِهِمَا | کہے جیسے صاحبین کا قول ہے۔ انہوں نے |
| قَالَ وَهُوَ الصَّحِيحُ عَلَى مَا قَالَ الرَّازِيُّ | کہا کہ یہ دوسری روایت ہی صحیح ہے اور حسن |
| وَمُثْلُهُ فِي الْمَنْظُورِ وَقَالَ فِي الْهَلِيَّةِ | البرکات نامی نے کہا اور اس کی شکل نہیں ہے |
| وَالْمُخْتَلَفُ فِي عِيدِ الْفِطْرِ هُنَا الْجَبَرُ | اور عید میں فوق الزعم عید الفطر میں اختلاف ہے |
| حَنِيفَتِي وَهُوَ قَوْلُ سَاحِبِ بَيْتِ | پس امام صاحب سے ایک روایت یہ ہے کہ |
| وَإِخْتِلَافُ الطَّهَوِيِّ أَمَّا يَجْهَرُ | جہر کیا جائے اور یہی صاحبین کا قول ہے اور |
| وَعِنْدَهُ أَمَّا يَجْهَرُ | یہی امام طحاوی کا مختار ہے اور ایک روایت |

پس معلوم ہوا کہ عید الفطر کی تکبیروں میں امام صاحب سے دو دعائیں ہیں ایک متر کی اور دوسری چھری اور قسطنطنیہ کے نزدیک صحیح معاویتہ جبری کی ہے۔ اسی کو سائین نے اختیار کیا جو فقہاء کے طبقہ ثانی سے اور مجتہد فی السذہب میں اور اسی کو امام ابو جعفر طوسی نے اختیار کیا اور یہ طبقہ ثانی ہے جن اور مجتہد فی المسائل میں اور اس کو ابو بکر رازی نے اختیار کیا یہ طبقہ رابع ہے جن اور صاحب تحفہ کی ہے۔ اس کے علاوہ صاحب نبر صاحب علیہ اور صاحب جامع رموز قسطنطنیہ نے اس کو اختیار کیا۔ یہ سب طبقہ سادہ ہے جن۔ پس اب سرور اوصاف سے گفتگو ہے کہ ذکر کتب فطریہ میں بدعتی اور حرام کے متعلق ہر قسم میں یا اس تکلیف فطریہ سے کچھ حصہ امام ابو حنیفہ سے لے کر طبقہ سادہ تک کے فقہاء کو بھی ملے گا خوب غور و فکر سے جواب دیجئے بینو اتوجہ۔

تفسیری کرام، علی کے زمانہ میں پیدا ہوا کہ جب عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو بلند کرنا بدعت تکبیر کہنا جائز اور ثابت ہے اور یہی ائمہ احناف کا مختار ہے تو کبیری اور دوسرے فقہاء کی اس بدعت کے کیا مصعب ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ اس قول میں امام صاحب نے عید الفطر میں چہرہ انگیر نہ لگایا اس کی ذمہ دہی ہے کہ اس اصطلاح یا تکبیر پر بدعت۔

زچہرہ انگیر بدعت ہے) اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کے دو معنی ہیں ایک اصطلاحی معنی میں جس کام کی اصل رسول اللہ سے ثابت نہ ہو اور وہ حضور کی شریعت کا خلاف اور مخفی نہ ہو اور اسے وہی میں داخل کر لیا جائے اور یہی بدعت سیدہ قیو اور بدعت ضلالت ہے اور ایک بدعت کا لغوی معنی چھٹی دنیا طریقہ اونیہ کام۔ عام الیق کہ اس کی شریعت میں اصل ہو یا نہ ہو اور اس مقام پر بدعت کے لفظ سے فقہاء مراد بدعت سیدہ اور بدعت ضلالت نہیں ہے کیونکہ بدعت سیدہ وہ کام ہے جو حضور علیہ السلام کے خلاف ہو اور چہرہ انگیر خود حضور کے ثابت ہے۔ نیز بدعت سیدہ کا مبیح خالی اور مفضل ہونا ہے۔

پس اگر چہ انگیر بدعت سیدہ ہو تو لازم آئے گا کہ امام صاحب سے لے کر طبقہ سادہ تک کے فقہاء ضلال اور ضل جہل۔ فقہانہ ثابت ہوا کہ یہاں بدعت اصطلاحی معنی پر عمل

نہیں ہے بلکہ بدعت سے مراد نیا اور اجنبی کام ہے اور جو نکتہ نماز کو جانتے ہوئے بلند آواز سے
 غلیظ بات کہتا ہو نماز میں اختیار نہیں کیا جاتا اس لئے یہ ایک نیا طریقہ قرار پایا۔
 اس وجہ سے قہبانے کہا کہ یہ محد و مشرع میں بلند ہے گا اور عیساٰ علیٰ نبیؑ میں جو نکتہ یہ
 طریقہ سنت کے تحت ثابت تھا اور امام صاحب نے عیساٰ علیٰ نبیؑ میں جہر کا حکم فرمایا اور
 عیساٰ علیٰ نبیؑ کے بارے میں امام صاحب کے یہ نکتہ وہ قول میں ایک جہر کا اور دوسرا جہر کا
 تو قہبانہ نے سر کے قول کے اختیار کی وجہ یہ بتائی کہ ان کے قول کے بالذکر مبدعہ
 کہ کلمات کو دہانت میں بلند آواز سے کہنا ایک نیا طریقہ ہے اور چونکہ اس موقع پر
 پر ثبات نہیں اس لئے یہاں بہتر ہی افضل ہے یہ قہبانہ دکر امام کا حاصل ہے جو انہوں نے
 امام صاحب کے قول کیلئے پیش کرتے ہوئے کہا اس میں منکرین جہر کے لئے کوئی
 نکتہ پیش نہیں ہے اور جیسے کہ قبستانی اور علامہ کے حوالہ سے لکھا جاتا ہے کہ میں بات میں ہے
 کہ امام صاحب کا حوالہ عیساٰ علیٰ نبیؑ میں جہر وغیرہ میں غلیظ بات کہنا اور بدعت ہی
 ہے کیونکہ ان معین دونوں میں علامہ کے دست میں جہر سے غلیظ کہا بہر حال ایک نیا طریقہ ہے لیکن جو نکتہ
 اس کی اصل سنت سے ثابت ہے اس لئے بدعت بدعت ہے اس لئے بدعت نہیں

نمازی کرام بدعت کا جنہوم خارج کرنے کے بعد اب ہم جہر اصل بات کی طرف رجوع کرتے
 ہیں اور اب آپ کے مسئلے تحریری کی بعد والی وہ عبارت پیش کرتے ہیں جسے سرفراز صاحب نے
 چھوڑ دیا۔

| | |
|--|--|
| <p>اور میں یہ ہے کہ وہ اختلاف جہر کے استحباب میں ہے پس صاحبین کے نزدیک جہر افضل ہے۔ اور امام صاحب کے نزدیک احتیاط افضل ہے کیونکہ جہر کے ساتھ ہے احتیاط ہے مثل دعوت</p> | <p>واللہی یشعرون ینظرون الخلافت فی استیجاب الجہر وعدہ من لاتی کراہیتہ وعدہ منہا اعتد تھا استحب وعدہ الاختار والفضل وذاک لایزال قد غفل من بحشیہ الصف کا میں صمد</p> |
|--|--|

وعلی و ابی امامۃ الباقی و الخلیف
وہیں جیسے و جیسے بن عبد العزیز
و ابی ابی یوسف و ابی بن عثمان الخلیف
و حسان و مالک و احمد و ابی ثور
مختلف عن الشافعی و حنبلہ بن اہلق
فی الاشراف۔

جس قدر ابی عمر حضرت علی (علیہ السلام) باقی تھے
ابن جریر بن عری عبد العزیز ابی یوسف ابی بن
عثمان بن عکرم حواصم مالک امام محمد بن ابی ثور
اس طرز امام شافعی کے بھی مختلف ہے اور
اس کو ابو حنبلہ نے اشراف میں ذکر کیا۔

نمید ہے تاہم یہی کلام پر اب واضح ہو گیا ہو گا کہ سرفراز صاحب کے کمری کی منقولہ یادداشت
کو کہیں تک کیا تھا۔ کاش سرفراز صاحب کے دل میں یہی خوف آخرت تھا اور وہ چند دفعہ
مسکن کے عیشوں میں مبتلا نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے مساجد کا
کے ذکر کو روک کر وہیں انظار میں منع مساجد اللہ ان پلے پھر فرما اسے۔
مصدق نہایت

عیادت علماء اور ذکر بالجہر

ہندو میں دیرینہ ذکر بالجہر کو روکنے کے لئے بطور حرب علماء کے چند اقوال پیش کیا کرتے
ہیں جن میں کسی نے ذکر بالجہر کو حرام کہا اور کسی نے خلاف مستحب اس سے قبل کریم ان
عبادات کا مطلب بیان کریں۔ سرفراز صاحب کی شیافت کے لئے چند ایسی عبادات بھی
پیش کرتے ہیں جن میں بعض علماء اور فقہان نے ذکر بالجہر کا انکار کیا تاہم ان کے سامنے تصویر کے
دونوں طرف آج بھی اور ہر حیثیت تک پہنچنے میں آسانی ہو جا پھر مدح فرمائیے۔ علامہ
نقدہ امام غلامرضا شادری سلم فرماتے ہیں۔

تعلم ان الذکر کلام المستودع فی الصلوة
و غیرہا واجبہ کلت اور مستحبہ ہوا
بکمالی منہا ولا یعد بدہ حق یفقد
مہر حیث یمسک نفسہ ان کلت جمیع السبع
لا عارض لہ (مقام الذکر کلام مستودع)

ذکر مستودع غرض میں ہے اس کے معنی واجب
ہوں یا مستحب ان کا اس وقت اعتبار کیا جائے گا
جب تک کہ اس طرح قطع کیا جائے کہ اگرچہ
و لہ کے ساتھ درست ہو تو اچھے زمانے میں
(باقی صفحہ پر)

کی دھڑاؤں فرماتے ہیں۔

اور جماعت میں گفتگو وغیرہ پر موقوف نہ لا
اور سنا کر کی ایک جماعت اور ان کے غیر
ثواب فی ذکر القلب وحدہ (ذکر اللہ) سے کہا کہ حفظ ذکر بالقلب میں کوئی ٹوٹ نہیں ہے
اور عمل کا یہی دھڑاؤں فعل جاری ہے نقل فرماتے ہیں۔

وکل فعل مشروع اس ماحول پر بہ فی اشراق
واجب کا ان اور مستحب لا یہذا یعنی مستحب
یستحب منہ (مستحب کا جلدہ ص ۱۱)
مستحب اس کی اس وقت تک کہ مستحب نہیں جب
تک حفظ نہ کیا جائے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بعض فقہاء کے نقل فرماتے۔

بعض فقہاء گویند کہ ذکر کرنے یا شہدائے ربانی
وادی امرتہ سے آنت کر بشنوائے خود
ما بر قول مناد و غیر سے مستحب نیست بلکہ
مذکورات و مطلق مانچ بدل است آن
فعل قلب است از قسم علم و تصور ذکر
یست چنانکہ قرأت نیست و ذکر ہم
چیز است کہ فعل اسان است۔
(اشادہ جلد ۲ ص ۱۱۱)
اور ان جماعت سے یہ ظاہر ہو گیا کہ علماء کی ایک جماعت اس طرف توجہ کر کے کہ ذکر بالقلب
کا نام ہے جو زبان کا فعل ہے۔

ان جماعت سے یہ ظاہر ہو گیا کہ علماء کی ایک جماعت اس طرف توجہ کر کے کہ ذکر بالقلب

اور شیخ محمد ریاضی شافعی مطہر باللہ رحمہ اللہ اس میں فرماتے ہیں۔

انہی قول ذکر باللسان اور بلسان
تحتی بقبول فعلی متا منہ
تحتی فاعل تصور ہم یا ان الصلوۃ
بالقلب بلا تلفظ لا لسان (توضیح)
حرفی جلد اول ص ۱۱
ذکر کا قول کہ سنو چکر کی زبان سے
کہا ہے اور دل سے صلوۃ پڑھا ہے ان
پارہی حضرت نے امر اس کی ہے کہ اپنے حفظ کے
زبان سے پڑھے (یعنی دل سے صلوۃ پڑھنے کا
کوئی ثواب نہیں ہے۔ (حروف جاری)

کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ علیؑ کی جہاد کا جو مقام نقل کیا ہے وہ چر مغرور
یہ چر مشوبہ بالریا و پر مغرور ہے۔

سرفراز صاحب بخاری کے ما مشیر سے نقل ہیں۔

| | |
|--|--|
| <p>وقتل ابن بطال السخا صاحب الاصل عقل عدم استجابہ۔ رد ما سنت ۱۲۹</p> | <p>ابن بطال یہ فرماتے ہیں کہ چاروں غریب اس پر عقلی ہیں کہ چہرے فکر کرنا مستحب نہیں ہے۔</p> |
|--|--|

اولاً یہ سوار سرفراز صاحب کو متذکر نہیں ہے کہ یہ جہاں استجاب کی نفی ہے اور
استجاب کی نفی کو اہت کو بھی مستلزم نہیں ہے چنانچہ بہت سی عورت کو مستلزم ہے
وہ آپ کا دھڑکا ہے۔ ثانیاً یہ بھی نفی اخراج ہے کہ اگرچہ چہرہ کو غیر مستحب قرار دیتے
ہیں۔ اگرچہ عید الفطر کی تحریرات میں دہر باصورت کو مستحب قرار دیتے ہیں اور اگر
تلاش کے نزدیک عید الفطر میں بھی دہر باصورت کو مستحب اور صحیح بات یہ ہے کہ امام صاحب
بھی عید الفطر میں چہرہ کو مستحب قرار دیتے ہیں۔
دیکھئے علامہ شامی فرماتے ہیں۔

| | |
|--|--|
| <p>ومن ای حیثیۃ وہو قول صاحبہ واختیار المصلح والی الامر بحسبہ و شامی جلد ۱ ص ۱۱۱</p> | <p>امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ چہرہ کی حالت اور یہی صاحبین کا قول ہے اس کو گوارہی لے اختیار کیا۔</p> |
|--|--|

اور علیؑ نے ہر اہل رحم علی فرماتے ہیں

| | |
|--|---|
| <p>ابن الجہاد قد نقل عن حذیر بن السلف کان من عمر وعمل وابی امامۃ الباقی والفقہی وابن جبر و عمر بن عبد العزیز وابن ابی یس و ابان بن عثمان والحقم و حاکم و مالک واحمد و ابی ثور و مشعل بن اشعث (حذیر بن عمر ص ۵۲۵)</p> | <p>بنا رب کثیر اسلاف سے چہرہ منقول ہے یعنی میں حضرت عبداللہ ابن عمر حضرت علی ابن امامت باقی نقی ابن جبر عمر بن عبد العزیز ابن ابی یس ابان بن عثمان حکم و حاکم و مالک و مالک و امام احمد ابی ثور اور امام شافعی رضوان اللہ علیہ اجمعین شامل ہیں۔</p> |
|--|---|

پچھلے سرفراز صاحب اب تو اٹھارہ کے علاوہ صحابہؓ ایسے اور دوسرے بہت سی کی کثرت
 ہے جو ثابت ہو گیا۔ مزید یہ خطہ فرمائیے۔ (علامہ غلامی فرماتے ہیں)

| | |
|---------------------------------------|---|
| اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استصحاب | محققین اور سادہ فہم لوگوں نے جماعت کے |
| فہرہ اللہ تبارک جماعت فی المساجد و | مسجد فکر یا لہر کے مستحب ہونے پر تاج یک |
| غیرہا (مطالعہ دینی شاہ جلال شاہ) | عام اذہن کو مساجد میں جوتا اس کے غیر میں۔ |

اگر شمس جو اس بات پر عمل کرنے کے بعد گزارش ہے کہ ابی بھال کا اقرار ہے جسے جب کہ عدم
 استصحاب عقل کو زبردستی تصدیق نہیں ہے۔ اور اس لئے کہ جب قرآن اور حدیث سے جبراً
 حکم ادا اس کی طوع و ترغیب اور قہر میں ثابت ہو چکی تو اس کو غیر مستحب کہنا غیر سمجھ ہے۔
 ثانیاً جب تمام محققین اور سادہ فہم لوگوں کا استصحاب جبر پر اتفاق ہے اگر ارباب علم غیر مستحب
 کیسے فرما سکتے ہیں۔ کیا وہ محققین میں سے نہیں ہیں مثلاً ہم صحابہؓ تا نہیں ائمہ مجتہدین
 (صحابہؓ اور ائمہؓ اور ارباب علم) استصحاب جبر پر صریح تصریح نہیں کر چکے ہیں پھر اٹھارہ کی
 طرف عدم استصحاب کی نسبت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ (ابا ابی بھال کے کلام کی غایت غیبت
 ہمارے نزدیک کسی ہے کہ یہ کلام اس جبر کے بارے میں ہے جس میں دیا کا احتمال ہو
 اس کے علاوہ ابی بھال کے کلام کا اور کوئی صحیح عمل نہیں ہے۔)

ذکر یا لہر پیغمبرین کی عقلی شہادت اور ان کے جوابات

جب مقولات میں محققین کا ایسا نہیں چلتا تو فرزند نبیؐ عبد الوہاب اور غلامی وغیرہ
 عقل اعتراض کے سہارے غم غریب کر ساتے کہتے ہیں اور عقل میں عبادہ کے قوت و اثر سے
 بھارتی ہے۔ اس لئے ہم نے خود ہی سمجھا کہ اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ان عقلی اعتراضات
 کے جوابات تحریر کئے جائیں تاکہ یہ بحث مکمل ہو جائے چنانچہ ایک مشہور اعتراض یہ ہے کہ
 نمازوں کے بعد جو بلند آواز سے فکوکیا جاتا ہے اس سے بعد میں آگوشنے والوں کی نماز
 میں غفل پڑتا ہے۔ (ایک جواب)۔ ہم شریعت میں بخاری اور مسلم کی احادیث پیش کر چکے ہیں کہ صرف
 صلی اللہ علیہ وسلم کا صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے بعد بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

اور حضور کے ہمدریں ہونے کی فکر نہ کیے۔ حال ہی میں تھے ان کی ناخوش خلق کیوں نہیں پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غفلت کی وجہ سے فکر و توجہ کو متوقف کیوں نہ کیا جس کا واسطہ یہ ہو کہ سوائس میں بلوائے جبر حضور اس کے ترک میں مزاحمت فرمائیں۔ آپ کی تحقیق کے مطابق عہد امت ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے آپ آپ بدلتے جاتے رہتے ہیں۔ مثلاً غفلت غفلت میں جبر کے واسطے ہوتا ہے کہ وہاں کواری وجہ سے پڑتا ہے خواہ وہ کواڑ سرانہ ہو یا چھوٹا شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا کوئی شخص آہستہ آہستہ اچھٹکے اچھٹکے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات استعمل کرے یا صلا کر رہی جناب میں کوئی گستاخی کرے تو لازمی کو دھشت اور اضطراب لاحق ہوگا اور اس

مجلس: ہر عورت کی چھکڑی اور اندر کی اس غلیظ سے چھریک کر جو بیاض ناس کے برابر اور اصل نامہ
آواز سے زیادہ تپت ہو۔ وہ آواز آہستہ و بلند و موائی آواز سے لڑتی اور جھٹک دے اور اس طرح
میں تو اندر سے تپت ہو جائے اور جب تپت ہو تو جھٹک دے تا جتنی ہے آگے لڑتی ہے کہ لگے تو آپ کو کہانی

توحش اور اضطراب کا حال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیقی کو ہر گز شبہ نہ کیا اور یہی وجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خود کا توحش نہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ اس کا وہ ہے شہت و غش نہ ہوتا ہے اور غش آواز سے غش اور شہت یہاں سے ہے۔ اب بتی میں معلوم ہے کہ وہ اللہ کے ذکر کو موافق قرار دیتے ہیں یہ غش کیا یہ حیرت تک اس میں کہ اللہ تعالیٰ کو فرمان ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اللہ کے ذکر سے اس کا دل چاہتا ہے اور بتی میں یہ بتی ہے کہ اس میں اللہ کے ذکر سے وحشت ہوتی ہے۔ غشیا عجیب۔ غشیا عجیب گندار میں ہے کہ آپ اللہ سے ہر گز بدشاعت ہے یہ تقریر کرتے ہیں اس وقت میں آخر نمازی نماز پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں غش نہیں کرتا۔ اگر واقعی آپ لوگوں کی غشوں کے لیے یہی ہے وہی لڑا ہے یا غش اور تقریر میں غش کیا یہ پھر یہ کام غش میں کیا ہے جب مسجد ہمارے ہر گز آپ کے لیے نہیں کریں گے کیونکہ آپ کی غش کا معاملہ ہے اور اگر غش اور تقریر میں غش ہے میں اس سے تو قرین اور بہت اور بتی میں غش کے لئے ایسا میں کیسے فراہم ہوا۔ غش اللہ تعالیٰ۔

وہ سزا شہید ہے کہ فکرِ باطن پر سے لڑائی کی ایندھنیں غفلت کی تباہی کے تباہی میں گندھول ہے کہ غافلوں کے لیے سزا باطن پر کیا جاتا ہے کب تیندھ کا وقت ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس وقت

مسجد اور گھر آتے واقعی جگہاں ہی چاہیے۔ شانہ نشین کے علاوہ مکانی امور موقوف ہیں۔ یہاں یہ ہر موسم
میں گزیرا مکان ہی نہیں۔ خدا عزوجل کی قورش عطا فرماتے۔

یہ سلا مشہور ہے کہ ایسا اوقات لوگ حوائج ضروریہ میں مشغول ہوتے ہیں تو فکر و تامل کو ترک کر کے
تذکرہ لکھنا ہوتا ہے۔ الجواب۔ یہ امر غلط نہیں ہے بلکہ اگر کسی کو ذکر خاص طور پر صبح کی اذان
جس وقت ہوتی ہے وہ خاص طور پر اس مشکل اور مشکل دیکھتا ہے اور یہ امر سمجھتا ہے ایسا ہے
ہو جیسے کوئی کہے کہ بعض لوگ نماز کے وقت دیکھ رہے ہوتے ہیں اس لئے غور فرماتا ہے چھوڑ دو تذکرہ
ہر گز چاہیے کہ اس وقت دیکھ رہا ہے بلکہ اس طرح ذکر کے اوقات میں ان حوائج سے استراحت
کرنا چاہیے بلکہ ذکر کو ان اوقات میں بند کرنا چاہیے۔

خود کا نام جنوں دیکھ دیا اعد جنوں کا خبر

ہو چاہے آپ کا حس کہ خبر ساز کرے

حضرت مولانا غلام احمد علی صاحب دہلوی سے انتہائی غفلت اور کم فرائض۔
انہوں نے دینی امور اور پیشہ فرائض کی حق کو نہیں دیکھا بلکہ یہ کہ غفلت جس میں انتہا ہے اور
اور مگر یہ کہ شہادت کا احتساب میں یہ وقت گزاریں ہم ان کا حق دیکھیں مری طبی سستی کو
اور سب سے بڑا کہ یہ ہفت حق اس کے شروع کرنے میں مدد ملتی ہے۔ انوش میں ہفت حق
چشم بیکار دوزخ میں یہ کام پانچ نکمیں کو چھوڑنا اس میں ملے ہیں ہم نے قرآن کریم اور روایت علیہ
سلمات علیہ السلام کے اقوال اور روایت اہل سنت اور قید اس کی روشنی میں جبر متوسط کے ہوا اور
استحسان کر دہش سے روشنی ذکر دیا ہے اور آپ ان کی حیا پائشیں نے سنگین
کے کڑے اس کی غفلت کو لکھ ہم چھوڑ دیا۔ وہو العبد الذی اس میں قیل کر قبول فرماتے۔
اور اپنی حق کے لئے اس سے اور بہت سے لکھے مصلح بنائے۔ وہاں تک اصل حق معین

ابو الوفاء غلام رسول سعیدی غفرلہ

خدا سے ہر امر نصیب ہو گا حق شہرہ لکھ

بکر شہرہ لکھ





بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله ونصل على خير من هو المكرم

مقدمه

گنڈا شیش لہوائی قوسی

الہیئت و اجسامت کی بعض مادیوں میں نفاذ کے بعد متروک ہونا ان کے
ساتھ گراویٹیک سے کہ اگر کیا جاتا ہے۔ عام طور پر لوگ بھی دیگر مادیوں
کا اگر گنڈا شیشی سے اس کے بعد میں خود داخل ہونے میں مشغول ہو جاتے ہیں جس سے بگاڑا ہوا ہونے کے
بعد نئی حدود میں خود کا اگر گنڈا شیشی اور ہر گھوڑہ اگر متروک ہونا ان کے ساتھ انسانی قوسی ہونا
میں جاتا ہے۔ اس لئے وہ اس دیگر شیشی کی نفاذ میں مشغول ہوتا ہے اور یہی دیگر شیشی کی
فیصلہ دہا ہوتی ہے جس میں گنڈا شیشی سے ہر گھوڑہ اس دیگر شیشی کی فیصلہ دہا ہوتی ہے
عربی اس کے قوسوں یا اس کے ہر گھوڑہ کی نفاذ میں ہونا ہے بلکہ اس میں علوم و تحقیق کی مدد سے
واقعہ کہتے ہیں کہ خدا کی عبادت سے وہ شیشی کا اگر گنڈا ہوتا ہے۔

اس نیا ٹیپ دوسری سبک لوگ عبادت سے بیکر غافل ہو رہے ہیں اسلام
کا یہ اگر بھی غیبت ہے اس سبب تھا کہ لوگوں کا خدا کا کہنے اور اس کے دیکھ کر کی
خوش آگوشی کی جاتی ہو جنہوں کا اپنے رب کے ساتھ رہنا ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے دگر
سے لوگوں کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے کہ ان کی دنیا میں دگر ان کی قسمت اور درد و شریعت کی
عدالت سے بہرہ مند رہیں اور ان میں ان میں اخروی مساوات کے حصول کا موقع فراہم ہوتا
لیکن بعض لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ہم کی حرمت کا پاس بچنے والے نہیں سمجھتے ان کی دنیا
تھی سے دلچسپی ہے ان میں عدالت کے صفات اللہ تعالیٰ کے اس دگر کو بدست کرتے
ہے ان میں چھتے اور بر حاسب ہیں اللہ تعالیٰ کے دگر کو مٹانے کے لیے چھتے
ہیں اور ان میں سب سے زیادہ کہ جس میں ان میں دگر جہالت اور غفلت کے سبب
دگر ان کی کوتاہی کے ساتھ ان کی بیکار ہوئے اور عدالت کی نگرانی سے پہلے جب ان میں

حکم الذکر بالجبر کا تعارف

اس کتاب پر مولف کی حیثیت سے صرف اذ صاحب کا نام لکھا ہوا ہے جس صاحب کی مدد و نہایت غامد اور گروہ ہے اور وہ ہدایت میں بخیرانی اتفاق ہے کثرت لکھتے ہیں، شائستگی و تہذیب سے انہیں دور کا بھی واسطہ نہیں ہے چنانچہ ہم بتا رہی ہیں اور اب کثرت قسم کے لوگ بھی ان کا یہی کوثر غار کے ساتھ دے رہے ہیں پہلے سنو میں مارٹنکس کو لکھتے ہیں ان صاحب نے وہ گایاں بلا کثرت دی کہ کتابوں میں لکھ کر صحابہ دی ہیں ان اتفاق کو نقل کیا بھی ہم تم کی تو یہی سمجھتے ہیں اس لئے عرض کرتے ہیں جی جی اور انہیں کچھ شیخ مولفہ کی شرافت و تہذیب و شائستگی کا دور ہے۔

صفت لکھتے ہیں عمارت اکبر ص ۲۸ سطر ۱۱۲ اور حکم الذکر الجبر ص ۲۴ سطر ۲ پر تو میں میں پہلے قہر اور عشق اللہ لکھتے ہیں کہ کسی صاحب اور شائستگی سے توقع نہیں کیا جاسکتی میں سوچتا ہوں کہ جس جہت کے عالم دیں بلکہ شیخ العیض کا یہی قہر میں پہلے اللہ لکھتے ہیں تو اس جہت کے ہم لوگوں کے اتفاق کا کیا عالم ہوگا۔ اس کتاب کا مقصد خود بخود غایت سے صاحب میں اذ تھا ہے کہ ذکر کو غم کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اعطیہ من منہم مسلجہ اللہ ان یہ ذکر جنبہ السعدہ اس شخص سے ہے کہ اگر کوئی عالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے صاحب میں اس کے دل کے لئے لکھتے ہیں۔

حیرت ہے کہ صفت کے کسی پہلے یہ دہائی اور یہ غوفی سے لکھا ہے اتفاق انکس کے ہم کو صاحب سے شائستگی کی ذمہ داری کہ کہ غیب اللہ وندی اور اس کی دہائی سے ہدایت کی ہے۔

صفت نے اس کتاب میں بلکہ جگہ سفاکت اور ہم بصیرت کا علم ہو گیا ہے ذیل و ہائی اس قدر مرقا ہے کہ لوگوں میں کوئی شائستگی نہیں اور تحقیقی اعتبار سے پھر اس کتاب اگر کوئی سے لڑا نہ حیثیت نہیں رکھتی اس لئے اس کتاب کے جواب کی چند

کہ اہل طلب کیا ہے سو چکر کھڑے تھے کہ انھوں نے سجدہ کرنا پسند
 کر کے سجدہ کیا تو اہل بیت کے مقابلہ اللہ تعالیٰ کا کرم و رحمت متعززا
 و عظیمہ و وحدۃ الجہر الخیر دونوں میں بھی سجدہ کر کے اہل بیت کے
 قال طلب السلام اریہوا علی انفسکم الصیۃ ۛ

پانی بھٹکے اس بات میں کہ اریہوا علی انفسکم میں جو چیزوں کی بات ہے
 اس میں ہم نے اتفاق سے کثرت سے عبارت کا وہ حصہ نقل کیا تھا جو اہل بیت پر ہے
 اور یہ سجدہ لگائی صاحب کھٹکی کے پیش میں کر لیا کرتے تھے کیا ہے اور
 لگوا لگائی تو اہل بیت کے اندھا اہل بیت ہوا کہ اس حدیث میں جو چیزوں کی بات ہے اس
 میں سے صرف اتنی حدیث نقل کی گئی تھی، باقی جو متعلق عبارت کو چھوڑ دیا گیا تھا اور یہ بھی مراد
 صاحب کی مراد ہی ہے ہر انہوں نے لکھا ہے کہ پورا فقرہ نقل کرنا چاہئے تھا اور اگر
 وہ یہ بھی لکھ دیتے کہ پورا فقرہ اس کے کتبہ یہ انہوں نے نقل نہیں کیا اور یہ ان کی غلطی بات
 ہے نہ اب بھی ہم مراد صاحب کا کیا دیکھ سکتے تھے؟

یہ جو عبارت ہم نے نقل نہیں کی اس میں لگائی صاحب نے یہی ترجمہ کیا ہے
 کہ اگر اہل بیت صاف کا اختلاف ہے تو یہی بات قول ان کا ہے جو جو ان کے ذاتی میں لکھ
 بتا ہے کہ یہی عبارت ما شہد آئے کے بعد بھی بار سے مختلف میں کیا فرق آیا ہے
 یہ میری گئی کہ قیامت میں کہ خدا کے ہوتے اکثر سگئے

یہ میری سمجھ میں آیا ہے کہ جہاں امری تھی وہ میری رہی
 ان دو شاہوں سے قاضی کا نام کہ شہادہ ہو گیا کہ کس انداز کے اہل بیت کے جو بات کی
 کیا حیثیت ہے وہ ان شاہوں میں مراد صاحب نے اپنی مدنی قاضی سے واقف
 کے حق میں کہ تو کہ طرح انھیں بتا دے والا اور قاضی "وہیرو کے خلاف استعمال کر کے
 اپنے دل کی ہر شے سے خود نکال لی ہے یہ بھی واقف کے ہوائی کے جواب کے اور سے

ۛ اس کے مراد صاحب نے اتفاق کر کے جو کچھ میری سجدہ میں ہو لگا لگا لگائی
 صاحب اور اگر اہل بیت کے زیر عنوان آ رہی ہے،

و بعد ہمارے سنی ائمہ کا نام، جس میں ایک کو حضورؐ کے نام پر دعا کی جاتی ہے۔

غلط بحث اور سقیا تہری

اس مسئلہ کی ایک اور شان پیش کرنے سے ہمیں حصہ فرما صاحب کی کوثر و تسلیم عدلی ہوئی دانی کی طاقت اور استدلال میں ان کے علم کی محبت اور طاقت سامنے آئے گی۔

انہی ہر گتھی کو سمجھ کر دیکھ کر سنے سے نازیل کی غلامی میں ملحق ہوا ہے، اس کی جگہ میں دیکھ کر الجھن لکھا جا کر۔

”آپ کا وہ سب کچھ کہ جس میں تہی، تحریر کر تہی، اس وقت بھی آخر نماز کی غلامی سے تہی، کہ وہ نماز میں غلامی میں ہے، اگر آپ دانی لوگوں کی غلامی کے ساتھ ہی ہوتا ہے تو آپ یا کہ اس اور تقریر میں ختم کیجے یا پھر یہ کام مکروہ وقت میں کیا کریں، جب تک کہ وہ ہمارے ہر ایک آپ یہ نہیں کریں گے کہ آپ کی غلامی کا معاملہ ہے“ (دیکھ کر الجھن میں)۔

اس بات میں، ہمارے اسچرا سچ میں تو لوگ مکروہ وقت کے ساتھ کسی دوسرے وقت میں نماز پڑھتی ہے، جتنی نماز اس میں اس وقت میں کسی یا تقریر ہوگی لوگوں کی غلامی میں ملحق ہوا کہ اس سے نماز کا کس اور تقریر میں بدگامی یا پھر ان وقت میں کسی یا پھر وہی ان وقت میں نماز مکروہ ہے کہ نماز ہر دوسرے میں غلامی کا غلبہ ہے!

اس دلیل کا فرق صاحب سے کیا ہے، وہ کہتا تھا کہ اگر آپ دیکھ سکتے ہیں

”مکروہ میں نماز دیکھ کر دیکھ کر یا پھر یہ کام مکروہ وقت میں کیا کریں! کیا وہ خدا کی کہ غلامی میں نماز کوئی وقت مکروہ ہے، میں غلامی کے لئے نماز میں آفتاب، استقامت و غروب آفتاب، غروب مکروہ میں یا پھر

جیسے کہ کھڑے ہر انسان دریں دو خط کا آمیزش کیا قلع اور چرٹے کے اس کلچر ہند
اس کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور یوں ایک نئی کی ہے ۔

• یا پھر کام کرو، وقت میں کیا کریں اور اہل راجہ سے کہیں بدست
دی کی کیا بھی بصیرت سے تو لیجیے یہ غور و غیبت مگر کہیں غمناک ہو جی
تو وہ ترک و بدست کے دہرے ہوں کہ بچے وہ بگٹی سچا اور طور سے
کھڑا وہ غنڈا لعل کی اس پر بدست سے غریب لپائی ہو چکی ہے لہذا آج
میں بات کی قیامت کی سر سے سے کوئی ترقی نہیں ؟ ملے
ترقی و غریب میں آکر یوں نکلتے ہیں ۔

• ہر نوعیت کے دیگر کاموں کو یہ تیسری دوزی کا معاملہ ہے تو یہ ایک نئے
خیال ہے کہ اگر ملے جن کا وہ خیر و خیر و خیر کی ایک اور سے پہلے گرا دیا
سچا کو وہ مذہبی نہیں کہتا تھا ؟ اکیلا آج بھی ملے جن کا ہر دوز کا سپیکر کا
انتقال کی کیا سچا ہو کہ جس ہی دیا ہے نہیں اس کو وہ مذہبی غریب ہوئی ہے ؟
کیا وہ حضرت جبر و توریسیہ تھی یا وہ ؟ ان کے انصر کے شمال کے تھے وہ
مذہبی نہیں کا سنے ؟ اس کے کیا بڑی قیاس نہیں کہ صحیح اور غلط
وہی غرضت سے کتاب دیکھ لیجئے غور و غیبت میں کو جو غنڈا اور ضعف و غرض
آؤ فی تہنیک کے گا اور لوگوں کو اپنی طرف اٹل کر سنے کے سنانہ اپنی گفتاری
بجائے کہ سنے دوزی کا سنے کا یہ دھنگ آپ لوگوں سے غنڈا کر لیا ہے
کو چاہیے کہ اگر کو سنانہ دوزی غریب و غنڈا ہوئی ہو کہ شہر میں غنڈا ہی ہاں لوگوں
کو چاہیے کہ سنانہ میں کچھ ہو دیا ہے اور کیا ہوئی ؟ اور جس دوزی میں لوگوں کہ
غریب سے سے دوسرے کو اس کا دوزی کو اپنی دوزی اور جو سے دھنگ سے کا
دور یہ دوزی کا سچا اور غنڈا اہل جن کو دیا ہوا ہے کہ یہ تیسری دوزی کا معاملہ

• ان رضع الصوت بالذکر حین یصوت الناس من الحکوة

کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

• عہدِ نبوت میں رسولِ خدا کرگم جماعت سے قارحہ بوسنے کے بعد
ذکرِ الجبرک کا کرتے تھے۔

اور قرآن شریف میں مذکور آیت کی تفسیر یہ ہے کہ ۱۔

وصح عن ابی الزبیر اسد مع عبد اللہ بن الزبیر

یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بعثتہ

الہ علی لا الہ الا اللہ والحقیقۃ

• حدیث صحیحہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

پیش قدمی کے بعد خدا کے نام سے پڑھتے تھے۔

اور علامہ ابی حنیفہ شافعی فرماتے ہیں کہ ۱۔

اجمعوا علما سلفا و خلفا علی اسحاب ذکر اللہ تعالیٰ

جماعت فی المساجد وغیرہا من غیر تکبیر الا من اشوش

حدیث میں ذکرِ علی نامیہ اور مصحفی اور قاری

• بجز کسی اختلاف کے تمام علماء و پچھلے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ

مساجد وغیرہ میں جماعت کے ساتھ ذکرِ اکر یا بکر کا انتخاب ہے مگر یہ کہ

وہ جہر و سحر کرے یا کسی کی قیادت و قاف میں عمل کرے

اور علامہ ابی حنیفہ فرماتے ہیں کہ ۱۔

۱۔ مسیحی علماء : ۱۲ : ص ۱۲۰۔

۲۔ روح البیان : ۲۲ : ص ۱۶۲۔

۳۔ روایت : ۱۲ : ص ۹۱۰۔

علامہ ابی حنیفہ کا استدلال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ”سبحہ“

مشروط کیا ہے کہ ہر شخص کی نماز، قراۃ تین مرتبہ میں مکمل واقع ہو اور جماعت کے بعد جب ذکر الہم کیا جائے گا تو اس سے پہلے میں شلے والے نمازیوں کی نماز میں مکمل واقع ہوگا۔

جماعت کے وقت نیند یا قرأت کی کثرت تو لائق نہیں ہے بھٹک اور چھوڑنا نماز پر عبادت میں غل کی وجہ سے ہوتا ہے وہ چھوڑنا ہے اور نماز کے بعد توسط آواز سے چھوڑنا تھا جس کی وجہ سے ذکر الہم کیا جاتا ہے وہ کسی کی نماز میں غل کی وجہ سے نہیں ہوتا چنانچہ مولوی عبدالحی کی اس حقیقت کو واضح کر کے یہ ہوتے دیکھتے ہیں۔ ۱۔

والحاصل ان الجہر وان كان جائزاً لكن المصنوع منه
مذہبی عنہ والسر افضل من الجہر الفجاء المصنوع ايضا
کیفۃ والجہر المصنوع یستلزم مفساد منها
ایضا لظہر الشیاء ومنها اشغل قلوب المصلین و هو
یغنی عن سہرہ و منها ان خشیوہ عما یمشی الی
غیر ذلک من المفساد ۛ

• ماحل کا یہ ہے کہ ذکر الہم اگرچہ ہر نماز میں چھوڑنا منع ہے اور
ذکر الہم غیر منقول ہے مگر غل سے ہر نماز کے بہت سے مفسد ہیں
جیسا کہ متذکرہ ہو گا اور دوسرا نمازیوں کی توجہ شغل کرنا جس کے
سبب وہ نماز میں مستند ہوتے ہیں اور اس طرح کا ذکر کرنا
وغیرہ ۛ

مولوی عبدالحی ذکر الہم کے ماحل ہیں وہ کسی کو افضل قرار دیتے نہیں بلکہ ان
کو اس کی تعلیم کرنا چاہتے ہیں کہ جس چہرے نیند اور نماز میں غل کے غاصد منترتب ہوتے ہیں
وہ ہر نماز میں چھوڑنا چھوڑنا کے جہاز میں کوئی کام نہیں ہے۔

نیز اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جبر توسط کے ساتھ دیگر کون کون سی باتیں
 میں سے کیا معمول تھا اور بعد میں اگر غلاموں میں سے واسطہ ہوگیا جو مسلم کے بعد غلام
 پیدا کیا کہ تفریق اس دور میں بھی ہوتے تھے اور آج تک امت اسلام تفریق میں رہا ہے
 یا نہیں غلاموں کی حالت کے بعد اگر ایسا کرتی ہیں تو یہی چھوٹی کچھ کسی کی تفریق غلام
 واقع نہیں ہوا اس کو یہی سبب چھوٹا کر جبر توسط کے ساتھ ہونا ہے اور
 اس کے کسی کی غلامی عبادت میں اصل واقع نہیں ہوتا۔

اسی مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جبر غلام کا حالت ہے وہ جبر غلام ہے جس کے
 بہت کم تفریق اور اس کے بہت کم ہیں، اسی جبر توسط وہ جبر غلام نہیں ہے، ادا دیت
 صیغہ و غلام اس کی عبادت ہے اس پر کوئی تفریق نہیں دینی جا سکتی کہ جبر توسط سے
 عبادت میں غلام واقع ہوتا ہے وہ غلام ہے ادا دیت اور عبادت غلام تفریق
 جبر کو بھی کیا گیا ہے وہ غلام اور غلام جبر توسط ہے جبر غلام بالاد۔

ذکر بالجہ اور قرآن کریم

قرآن کریم الہانی نام لگے کہ تمام شیعوں میں دنیا کی کئی کئی جگہ اس قسم کی نام زیارات کا سنت قرآن کریم ہی ہے۔ لیکن کس کو یہ طلب نہیں کہ پڑھنا اور پڑھنے کے متعلق قرآن کریم ہی تفصیل دیتا ہے۔ اسے مزید حکم موجود ہے۔ عام طور پر قرآن مجید میں اصول و مطلق یا ان کے لکھنے میں اور ماوریت میں ان کی تفصیل اور تبیین کر دی گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ہمارے لفظ موجود ہیں جن کی تفصیل میں ہمارے کلام کو طول دینا نہیں چاہیے۔

اطلاق اور کلام سے ثبوت

قرآن کریم میں اگر کس کے واسطے میں کلام اور اطلاق کے ساتھ احکام بیان کئے گئے ہوتے تو فرمایا خدا اذکرہ والافتخار کراکت جہا الزیادۃ اللہ تعالیٰ کا کبریت و اگر کہہ اور اگر کلام اور اطلاق میں ذکر بالجہ بھی شامل ہے۔ نیز اصولی حنفیہ میں مفرد ہے کہ احکام میں مطلق کو اپنے کلام پر لکھا جاتا ہے اور اس اصول میں اتنی شدت ہے کہ اگر حدیث صحیح بھی کسی آیت کے اطلاق کے مزارعہ پر تو اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ فاضلہ و اماتہ صبر من الفقر ان میں بارہ سے فقہائے شیعہ قنوت کے اطلاق کو ہمیشہ صحیح کے دائرہ میں لے کر دھرم و سورۃ فاتحہ کے ساتھ مقہور نہیں کیا۔

حضرت نقیہ کی عبادت سے صفا الطہر فی

ہر کسی انسانی کا ایک عام نام ہے عزم کی اس اصول سے واقف نہیں ہے۔ لیکن مولانا صاحب نے اپنے نگار کی تصنیف اور جو کہ ساتھ ساتھ لکھنے کے بارے سے عبادت کے سبب کس اصول کا بھی لکھا کر دیا اور حضرت محمد و اعدائے فیہ من اللہ علیہا درج ذیل عبادت سے اس اصول سے انحراف کی مذکور میں اس کے بعد حضرت محمد و اعدائے فیہ من اللہ درج ذیل تحریر فرماتے ہیں :-

• "اگر وہ اپنے ختم علیہ اشوک اذکرہ و عذر و ساکت باشد و مطلقاً تہیز باشد اور انقل یہ چاہت ہے کہ اصل و باریہ کہ وہ مقہور کہ در عبادت و کجی کا حق شدت است

فان خلق فتقید را دایدا داشت و ہمارا مقصود از انہیں یا نشانی ہر خودیچہ علم ہر خلق
 اگر کسی دہاوت خلق و اہل طلاق میں ہے کہ ہر خودیچہ عمل کے لئے اور ہر اہل
 عمل خلق پر فتقید ہائزہ داشت و انہیں ہر خودیچہ علم ہر خلق
 " اگر کسی دہاوت فتقید میں ہے کہ انہیں ہر خودیچہ علم ہر خلق
 علی الاطلاق ہزارہ و دست کرتی ہر خودیچہ علم ہر خلق
 گاہی میں ہے کہ ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق

واقعی ہے کہ فرائض کی ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق

" اہل حق ہے کہ فرائض کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 " اگر کسی دہاوت فتقید میں ہے کہ انہیں ہر خودیچہ علم ہر خلق
 اب ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق
 " ہر خودیچہ علم ہر خلق کے ساتھ ہر خودیچہ علم ہر خلق

عبادت تھی چنانچہ علامہ لکھا ہے کہ جب تک کہ ظہیر فرمائی کہ اس آیت سے اگر
 الجبر کو ثابت کیا جائے تو اس کے معنی جہاد میں کیا تکلیف دہا ہے ؟
 یہ سب دینی جگہ تسلیم ہے لیکن کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت بھی نہیں ہو سکتا
 عہد اللہ ہی عہد اس آیت سے اگر الجبر کے لغوی معنی ہوں گے یا استدلال کرتے تھے
 لیکن ایک غور و خیر پر مبنی قرآنی حاکم کو یہ خود قرآنی عہد اور کچھ حقیقت میں نہ کہ
 دالہ دیا ہے اگر حضرت عہد اللہ ہی عہد ہوں گے تو اگر الجبر کو خداوندوں کو نہ ہونے سے
 نکال دیا جائے تو اس کا نام یہی تحقیق اللہ اللہ کی کتاب میں اپنی جگہ پر کہا جائے گی اس پر
 اجماع عالم کے ہر مفسر میں کتب قدس سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے اس جملہ آیتوں
 بالخصوص شاریع علیہ السلام سے اگر الزام ثابت ہے تو اگر الجبر کو مکروہ قرار دیا جائے اس
 کا متصل بحث بھی ایک تقریر مزاحمہ کے تحت نہیں ہے ۔

اب ہم آپ کے مانتے "اللہ ہی عہد دہی" سے جو حدیثیں لکھی ہیں پیش
 کرتے ہیں جو انہوں نے اس آیت کے جو اس میں پیر قوم زانی سے فرماتے ہیں ۔
 قلت الجواب عند من وجہ من احد صبا ان
 المراجع فی تفسیر منہ فیقول ان العاصم وید و اختراجم
 دعوی لا اصل لها فی الشریعہ و یؤیدہ ما اخرجہ
 ابن ماسجہ و الحاکمی مسندہ کہ و صحیح ابن
 ابی نعیم رحمہ اللہ صد ان عبد اللہ بن مغفل سمع
 ابنہ یقول اللہ صبا فی اسبکتک القصر الا بیحش عن
 یحیی بن الجعد فقال ان سمعت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یقول سیکون فی خذہ الامۃ قوم یعنونی
 فی الدہاء فخذہا تفسیر صحابی و هو اعلم بالعماء المتانی
 علی تقدیر التسلیم فالثبوت فی الدہاء لا فی الذکر و العہد
 یخصر صبا الاصل فی الامور انہ اقرب الی الاحوال

اوجھڑا ہے

”پھر اس آیت میں مراد ناز و خیر میں ذکر ہے جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے موقع پر زبان سے ذکر کی بجائے خاموشی بہتر ہے خواہ ذکر شریعہ میں ہو۔“

نکات - اسی طرح ناز اور خیر ناز کے معنی اصول پر حمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ میں ہرگز اپنی برتری پر حمل نہیں کرتا۔ اور غرض کہ اکثر دون الجھڑ من القول کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

وهكذا يستحب ان يكون الذكر لا يكون نوازاً

جھڑا بطبعاً ہے

”مستحب ہے کہ ذکر بیجا و بیکار اور ہر طرف کے مضر فیقہ پر نہ ہو۔“
اور جہت تفسیری علماء اسی وادکر و بیکار فی نفسہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-
والمراد اذا ذكره متضرراً لمقتصدات
”مراد ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر مایوسی اور غصہ و ناز سے کیجئے۔“
اور دون الجھڑ کے تحت فرماتے ہیں:-

والمراد بالجھڑ رفع الصوت المفطر والمأذون
فروع اخر من الجھڑ ہے۔

”پھر مراد ناز و خیر بہت زیادہ بلند کرنا ہے یعنی ہر طرف سے مضر فیقہ سے ہرگز دور رہنا۔“

مکملہ تفسیر نیکو کشیدہ ۱/ ۲۲۰ ص ۲۲۲-۲۸۱

مکملہ ایضاً ۱/ ۲۲۰ ص ۲۸۱

مکملہ روح الباقی ۱/ ۲۲۰ ص ۱۵۲

مکملہ ایضاً ۱/ ۲۲۰ ص ۱۵۲

اور مولوی کشیدہ امر لکھ رہی تھیں تھی۔

”خوف الہیہ میں بھی میری سچہ کوئی درجہ پہنچا نہ

اور مولوی شرف علی قاضی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

”ماصل الاسباب ہے کہ کوئی مادہ جو کثرت میں تداخل اور تفرق ہو اور اسے

اقبال سے ہمہ غوطہ دہرہ تو بالکل ایسے ہی ہے یعنی جو کثرت لسانی کے

اور باہر متقابل ہے اور چھوٹی نفس منورہ نہیں ہے۔ یہی صورتوں میں اس کی

ماضیت آئی ہے۔ لہذا اس سے غوطہ ہے۔

یہی صورتوں میں اس کی کثرت لکھتے ہیں۔

”و اما کہ در یک علی نفسک تقصیر و اوجہ و خوف الہیہ

من القول اول ذکر غلط ہے اور جو متقابل ہے۔

اور مولوی کشیدہ امر لکھ رہی تھیں تھی۔

”اس سے دو چار ہے کہ ماضیت آئی ہے۔ یہی صورتوں میں اس کی

کثرت لکھ رہی تھیں تھی۔

ماضیت الہیہ کثرت ہے۔ کہ مولوی لکھ رہی تھیں تھی۔

کہ اس کی ماضیت ہے۔ کہ اس کی کثرت میں اس کی کثرت لکھ رہی تھیں تھی۔

ہم جو وسط بہر حال لکھ رہی تھیں تھی۔

راہِ یقین۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت کہ کسی شخص نے قرآن کریم کی

تلاوت کرے اور اس وقت دُعا مانگے۔ کہ اس کی کثرت لکھ رہی تھیں تھی۔

تلاوت میں اس کی کثرت لکھ رہی تھیں تھی۔

ماضیت الہیہ کثرت لکھ رہی تھیں تھی۔

ماضیت الہیہ کثرت لکھ رہی تھیں تھی۔

ماضیت الہیہ کثرت لکھ رہی تھیں تھی۔

تقریر فرما رہے ہیں :-

ان جماعت من المفسرین منہم عبد الرحمن بن زید
بن اسلم خلیفہ علیہ السلام و ابن جریر و حماد بن ابی حمزہ
انہ ذکر بحال قراءۃ القرآن و اسناد امرہ بالذکر علی ہذا
المصنف تعظیماً للقرآن ان قرأہ عنہ از محضات و یعقوب
انصابہما بقولہ و اذا قرئ القرآن فاستمعوا لعلہم یحذروا
” غرض یہ کہ ایک جماعت میں سے ہم نامک کہ استاد امجد الرحمن بن زید
اور ابن جریر و ابن ابی حمزہ اس قرآن کا ہے کہ و اذا قرأہ و یستمعوا لعلہم یحذروا
قرآن کے اصل پر محمول ہے تاکہ قرآن کی تعظیم اور محاورت کے وقت کسی کی آواز
نہ ہو۔“

اور جب یہ آیت تلاوت قرآن کے ساتھ خاص ہوگی تو اس کا مخرج بحث
فکر کے ساتھ کرنا تلقین دے گا۔
فائز :- یعنی صحیفہ کریم کی تحقیر :- ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو بہت شہرت
دے کر سب کا حکم حضور کے ساتھ خاص ہے اور امت کے ہر بانی افراد میں کا وہ بھی شہرت
اور وہی جملہ حیاتیات کا آہنگہ بن کر اس کے ذریعہ ذکر و شہرت کے ساتھ ہی کرنا چاہئے
چنانچہ اس کی قرینہ راستہ ہے :-

ما ذکرہ الصوفیۃ ان الامام فی الایمان خاص بالنبی
صلی اللہ علیہ وسلم الکامل المکمل و اما غیرہ
ممن هو محصل النور و من و الخواطر الخ و ثبوت قلوبہ
بالجہر لانه اشد تاملہم اقل و حقہما متہ

• سوخا کلام ہے کہ اس نسبت میں رخصا کا حکم صواب کے ساتھ ہے
 کیونکہ آپ کا ہی اور کل ہی وہ آپ کے صواب و دوسرے لوگ ہیں کا وہی بشر
 ہے۔ یہ ہے ان کو ہر کہ ہذا اگر کہنے کا حکم ہے کہ کچھ پیش اس خیال کے ہے
 ہر ہی بشر ہے بشر ہے۔

یہ جو بات کہ ہم اگر کچھ کہیں ہونا عید الیٰ سے ہیں ان جو بات کا اگر یہ ہے
 آئیہ و تو بہت کے لئے سب معلوم ہے کہ وہ ان کے جو بات کو ہی اگر کہنا چاہے
 ہونا چاہئے ہے۔

احمد بن اخطب الیہ السلام العرفیہ بہ دلیل لاج
 لہم وان لم یظهر لنا من ان هذا الخطاب خاص
 بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا بد من دلیل
 غیرہ وثانیہا ان هذا الامر یس للافق اخرہ والوجوب
 حق یجزم ہذا او یکسرہ دلیل ہو امر و ثانیہ
 میری ہذا الیہ قولہ تعالیٰ نخرجہ وخفیۃ وثالثہا
 ان ہذا الامتیۃ محمولۃ علی سامع القریٰ ان کما یدل
 علیہ اتصالہ بقولہ تعالیٰ و اذا قرئ القرآن
 فاستمعوا لعلکم ترعوا فیہ فاما المعنی
 او کمریۃ الیہا المنصت فی نفسک نخرجہ وخفیۃ
 و کذا الخرجہ ابن جریر و ابن الشیخ عن ابن زید۔۔۔۔۔
 فلا دلالت فی الاسباب علی منہم الجہر و بہا ہما ان ہذا
 الامتیۃ تدل علی اشبات الجہر الخیر المعرف لا علی
 منعہ بنا علی ما خرجہ الامام الزہری فی تفسیرہ عن ان
 قولہ اذکر یرک فی نفسک معناه اذکر خفیۃ و سرا
 و معنی قولہ و دون الجہر المعرف و المراد من ان یفہم

ہم نے کلمہ تحریر کرنے کا نام کے ساتھ ساتھ اعتقاد و مستند علماء اور مفسرین میں سے ایک کلمہ پوری
 سے لے کر تفریح و تہنیت کے علم و فن و ادب کے تمام شعبوں میں وراثت کی ماہریت کے ساتھ ساتھ
 نامور کے پاس کے کاموں میں سے کوئی بھی ان آیت کو جو جو وسط کے فوائد میں سے
 ہیں، جہاں کام آتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ قرآن کی تفسیر و تہنیت و تہنیت کے ساتھ ساتھ
 علی اللہ بعز و بزم۔



ذکر البہر اور احادیث

کئی سال کا تحقیق اور جستجو کے بعد قرآن کریم کے بعد احادیث پر مبنی ہوا مسئلہ
 کیا ہوتا ہے، یہ مسئلہ ذکر البہر و حصول الہی میں موضوع ہے پہلے قرآن کریم سے اس
 کے بعد احادیث سے وہ اہل بحیثیت کے لکھے گئے تھے مولوی سر قزاد صاحب نے اپنے
 مدار حکم ذکر البہر میں قرآن کریم کی آیات سے مسئلہ پر جو اعتراضات لکھے تھے ان
 کے جوابات ہم پیش کر چکے ہیں، اب ہم ان احادیث کی تحقیق شروع کرتے ہیں تاکہ
 ہم یہ دیکھ سکیں کہ ذکر البہر و حصول الہی اگر کیا تھا اور اس ضمن میں سر قزاد صاحب کے
 اعتراضات کے جوابات کیا ہیں کہ غیوروں و دانشمندیوں کے ہاں۔

حدیث ابن عباس

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یہ حدیث ہے: **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتَ رَجُلًا يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَدْ كَسَبَ لِنَفْسِهِ أَجْرًا عَظِيمًا.**
 انصافاً بصورت یہ لفظ کہ جس نے یہ نصیحت الناس میں
 المکتوبہ کان حلّ عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وفی الدنیا والآخرۃ احسن حکمت احسن ما اذا انصرفت من ذلک
 اذا سمعتہ۔

”عبد اللہ میں رسول تھا کہ لوگ غرض نماز سے فارغ ہونے کے
 بعد یہ آواز سے کہہ دیا کرتے تھے اور ابی عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے
 ذکر البہر کو سیکھنا یہی تھا کہ ہر صحت ہر جگہ ہے۔“

تھیں اب دیکھیں کہ انھوں کی حالت کے بعد اگر ابھر کا جوہر معمول خاص کا نسخہ
 نہایت گہرے کے لئے صرفاً صاحب کے کونسی دلیل پائی کی ہے، تاہم شاہی سے نقل
 کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

و صاروی ابن عباس من متکبر کما روینا و قال
 الشافعی و احسب انما جهر فی لایة علی الناس
 ص ۱۸۲

اور صریحاً یہی حکایت کی یہ روایت کہ آپؐ کی طرح تھا کہ تھے تو بہت
 خیال میں اس سے مراد یہ ہے کہ آپؐ نے خود امور میں کیا کارواں
 آپؐ سے چہرہ نکالیں (چہرہ ترک کر دیں)۔

صریحاً امام شاہی کی یہ عبارت، بالکل صاف اور واضح ہے کہ حضرت
 ابن عباسؓ کی یہ روایت غلط ہے اور اب جبکہ اس حکایت کی نہیں رہا تھے

صرفاً صاحب نے اس حدیث کو غلط قرار دینے کے لئے جو زلی سے
 ضعیف دلیل پیش کی ہے وہ امام شاہی کی رائے ہے جس کو خود امام شاہی اپنے
 خیال سے اختیار کرتے ہیں، اب یہ خود قادیانیوں کی کام کر رہیں کہ کیا امام شاہی کے
 خیال میں شاہی قوت ہے کہ وہ صحیح اور صحیح حدیث کے تراجم پر شکے بھی جائیگے
 اسے غلط کر دے۔

صرفاً صاحب نے اپنے ساتھ اس حکایت کو ابھر کے ص ۱۸۲ سے ۱۸۳ تک
 امام شاہی سے نقل کیا ہے کہ ان کی روایت کے مطابق حدیث نقل کی جیسے میں امام
 شاہی کے یہ خیال کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ صریحاً غلط ہے کیونکہ ان تمام احادیث کے
 پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ تمام احادیث کے ضیا و صوفیہ کے ہے

موجب کر سکیں اور اگر انفرادی صورت میں یہ قوہ مستحسن نہیں ہے بلکہ
ایہ ابطال نفس اس عبارت میں دو باتیں بیان کی ہیں، ایک یہ کہ جماعت کے
بعد اگر بالبرزخ نہ جماد پر حمل ہے، دوسری یہ کہ یہ حدیث بالاجماع منسوخ ہوئی
اور یہ دونوں باتیں مردود ہیں۔

پہلی بات اس مسئلے قابل انتہاست نہیں ہے کہ اس حدیث میں ایسا کوئی
لفظ نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ یہ زمانہ جماد کا واقعہ ہے یا جمادی
کا حمل تھا اور نہ ہی ایسی کوئی صیغہ اور عبارت حدیث وارد ہے جس میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے جماعت کے بعد بالعموم ذکر بالبرزخ سے منع فرمایا ہو جس کو قطعی طور پر
کے مسئلے پر کیا جاتے کہ یہ زمانہ جماد کا واقعہ ہے یا جمادی کا حمل تھا، اس کے
پر خلاف اتفاق حدیث سے علم ہوا، ثمری ثابت ہے اور حضرت ابی حنیفہ
و اشعاف اتفاق میں فرماتے ہیں کہ جماعت کے بعد اگر بالبرزخ نہ جماد
کا حمل تھا۔

ایہ ابطال اگر دوسری توجیہ ہے کہ وہ علماء میں سے کس ایسے شخص کو
نہیں جانتے جس نے جماعت کے بعد ذکر بالبرزخ کے استنباب کا قول کیا ہو، اس
کی بات بھی ناقابل انتہاست ہے کیونکہ بعض اسلاف اور فقہ میں نے بھی
جماعت کے بعد ذکر بالبرزخ جماد اور استنباب کا قول کیا ہے چنانچہ امام ہدای
میں صریحاً لکھتے ہیں :-

استدل بہ بعض السلف علی استنباب وقوع
النسب بالتحکیم والذکر حقیقہ المکتوبۃ سے
” اس حدیث و حدیث ابی حنیفہ کے مذکور مسئلے بعض اسلاف اور فقہ میں

نے چمت کے بعد اگر دالمر کے استہاب کا قول کیا ہے ۔

اس لئے اگر کیا ابطال کر دے تو جس میں سنگا کے مطالعات اور منتقد میں ہیں سب سے بعض علماء نے چمت کے بعد اگر دالمر کے استہاب فرمودہ ہے تو ان کے علم کی گواہی و مطالعہ کا قصور ہے اور ان کے دماغ سے اس پر ہاتھ نہیں بدل سکتا ، باقی انہوں نے جو ہر کلمہ ہے کہ یہ حدیث ، الامام جعفر صادق پر گئی اور سرفراز صاحب نے بھی اس پر خوش ہو کر اور کچھ خوش میں اگر لکھ دیا کہ ۔

" اس حدیث میں اس کی تصریح ہے کہ ابتداً آواز سے کچھ کہتے کہ اس حدیث پہلے تھا اور اس میں کے بعد تمام شہود و معروضات غائب کے علماء کا اس کے منسوخ ہونے پر احتجاج ہو گیا تھا امام ایک ایسی ذلتی دلیل چتے جس کے مقابلہ میں کوئی دلیل کارگر نہیں ہے ۔

سرفراز صاحب نے یہ جو کچھ بھی لکھا ہے غلط واقع ہے کچھ کچھ اس حدیث کو منسوخ ثابت کرنے کے لئے منکران کے دانتوں میں لٹام شاہی کی دانت کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔

اگر سرفراز صاحب کے قول میں کوئی مذمت ہے تو تمام شہود اور معروضات غائب کے علماء کی ایسی مزید حجرات پیش کریں جن میں اس حدیث کے منسوخ ہونے کی دادوں تصریح ہو بعض اپنی ابطال کے احتجاج کر دیتے ہیں تو احتجاج ثابت نہیں ہو گا جب کہ ہم چتے اگر کہہ چکے ہیں کہ اس حدیث اور منتقد میں ہیں سب سے بعض علماء نے چمت کے بعد اگر دالمر کے استہاب فرمودہ ہے تو ان کے علم کی گواہی و مطالعہ کا قصور ہے اور ان کے دماغ سے اس پر ہاتھ نہیں بدل سکتا ، باقی انہوں نے جو ہر کلمہ ہے کہ یہ حدیث ، الامام جعفر صادق پر گئی اور سرفراز صاحب نے بھی اس پر خوش ہو کر اور کچھ خوش میں اگر لکھ دیا کہ ۔

ذکر الہر سید علی اہلسنت و طہارت کا اجتماع

اہم شرفی اور عوامی سے نفوذ کے واسطے دایہ نے مائیں علی الصلح میں
میں ذکر فرمایا اور عبد الباقی طبری شامی نے دعا القدرہ ۱۷ ص ۶۱۵ میں تحریر فرمایا اور سب
کو چھوڑ کر، علیہ السلام کے سہم کا برہنہ میں سے عروہ شریفی خانہ نے
فتاویٰ اعلیٰ ۲۳ ص ۵۴ میں اور جامعہ شریفیہ شامیہ نے طبع المصنف ۲ ص ۱۴۲
میں لکھا ہے کہ :-

اجتمع العلماء سلفا وخلفا علی استصحاب ذکر
الجماعۃ فی المساجد وغیرہا الا بشوش
جہدہ صحتی دائرہ او معصی او فارسی :-

” تمام متذہبوں اور شافعیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر مسجد میں
ذکر الہر سید و نبوی واجب ہے اور یہ کہ ان کے جہت سے کسی کی نیند
نکوت و نائز میں قتل ہو :-

نوٹ :- غل کا سبب ہر شرط ہے نہ اسے ہر شرط سے غل نہیں ہوتا بلکہ
مولانا عبد الباقی کے حوالے سے گروہ ہے :-

صحابہ رضوی اور شامی صاحب کے حوالوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ
جماعت کے اندر متوسط آدمی کے ساتھ ذکر الہر کرنا معروف ہے کہ اگرچہ ہر ایک کے
استصحاب پر تمام متذہبوں و شافعیوں علیہ السلام کا اجماع ہے اور مائیں علی الصلح میں
سچے میں کے متذہبوں کوئی دلیل کارگر نہیں ہے نہ چنانچہ اصولی طور پر جماعت کے بعد
ذکر الہر کا استحباب ثابت ہو گیا :-

اس طریق بحث سے ثابت واضح ہو گیا کہ حضرت ابی ہاشم کی روایت سے
یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر ایک میں جماعت کے بعد ذکر الہر کا
حکم معمول تھا اور اس حدیث کو صرف امام شافعی کے خیال کی بنیاد پر منسوخ نہیں کیا گیا
اور حضرت ابی ابراہیم کا قول مدح صحابہ پر براہِ عام کی شہادت بن سکتا خصوصاً صاحب

زوجین کی شہادت صحیح ثابت ہو چکا کہ ہر دو میں سے ایک جہالت کے
 ساتھ اگر باہر کے انتخاب پر چھوڑ کر اس کے ترک پر
 مقرر ہوا ہے تو مرد یا عورت کی مرضی کے بغیر اس کے ترک پر چھوڑ دینا
 اور عقد میں صورت میں عورت کی مرضی کے بغیر اگر باہر کے انتخاب پر استقلال
 کرتے ہیں، ان کے علاوہ علماء جلیل الدین سیوطی شافعی نے اپنے حوالہ میں لکھا ہے
 کہ اگر باہر کے انتخاب پر چھوڑ دینا عورت کی مرضی کے بغیر ہے تو ایک حدیث پر ہے
 فرماتے ہیں:-

(الحدیث الثانی والعشرون) أخرجه الشيخان
 عن ابن عباس قال إن رفع الصوت بالذکر حين
 ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد النبي
 صلى الله عليه وسلم
 (ابن ماجہ حدیث) بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ جہالت کے
 بعد اگر باہر کے انتخاب پر چھوڑ دینا کا معمول تھا؟

اور سب کو سمجھنے کے لیے یہ ثابت کرنے کے لیے شیخ ابن ماجہ
 نے روایت کی ہے اس حدیث سے مشروعیت جہالت پر استقلال کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:-
 وعن ابن عباس أن رفع الصوت بالذکر حين ينصرف
 الناس من المكتوبة كان على عهد النبي صلى الله
 عليه وسلم رواه البخاري ۱۰۱۱۱۔ یہ حدیث مشروعیت جہالت پر
 واضح ہے۔

یہی حال ہو گیا کہ حدیث (ابن عباس) سے اگر باہر پر استقلال کرتے ہیں چنانچہ

جسے بکثرت میں سکونت سے گزرتا تو صاحب تک نام نہ رہا، اس میں شک ہے
 ڈاکٹر ایلمر کے والد اس اعتبار پر متفق نہ کر سکتے تھے۔

علامہ شیخ ابن الزبیر

حضرت عیسیٰ بن ماری سے ایک حدیث مروی ہے جس میں برص کے
 بعد ڈاکٹر ایلمر کا سر بھی جاتا ہے۔

عن عبد الله بن النضر بن النضر قال كان رسول الله صلى
 الله عليه وسلم إذا أصيب من عسلواته يقول بصوت
 الاحق لا اله الا الله وحده لا شريك له الحديث
 رواه مسلم

• حضرت عیسیٰ بن ماری رضی اللہ عنہ حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نماز سے کھڑے ہوئے کہ بعد نماز آواز سے لا الہ الا اللہ... کہتا
 گیا کرتے تھے۔

سرفراہ صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:-

• "الجباب: یہ حدیث مشکوٰۃ میں اس حد میں مسلم کے حوالے سے نقل کی
 گئی ہے اور مشکوٰۃ میں نصرت الاحق کے ساتھ موجود ہیں اور وہی
 ان احادیث کی موجودگی ڈاکٹر ایلمر رضی اللہ عنہ کی فراغت، ڈاکٹر ایلمر کی برص
 کو یہاں میں مانتے کی نالی کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
 مسلم میں ۲۱۸ پر موجود ہے لیکن اس میں صریح ہے بصوت الاحق
 کے ساتھ ہی موجود نہیں ہیں اور زاد علی معرفت اس میں ہے نفسی دیگر کا
 کوئی شک نہیں ہے، انی قال اصل بات یہ ہے کہ صاحب مشکوٰۃ کا وہم
 ہے اور انہی میں نہ تھا کہ مشکوٰۃ میں نفسی طور پر ان کے متنبہ اور وہی ہے کہ

ابراہیم بن محمد بن حبیہ کا جواب

اس حدیث کے سند پر حرج نہ کرتے ہوئے مولانا صاحب لکھتے ہیں :-
 "اس حدیث کے سند میں ابراہیم بن محمد تابعی چند ضعیف و نام شائیں قرار
 دے چکے ہیں اگرچہ بعضی سے کہا کہ ان کے قوی کے ساتھ زیادہ دھری تھا نہ ضعیف
 اس کے ساتھ کہ وہ جھوٹ روکتے اور زیادہ کہ وہ حدیث میں ثقہ تھے اکثر بڑے نقیب
 ۱۰۱۱ھ میں ایک صحابہ نام شائیں کی اجتنابی غلطی سے کہہ کر وہ اپنے غلطی
 کے بارے میں غلط فہمی کہہ کر حدیث کے سند میں ثقہ نہ تھے کتب ۱۰
 اربال میں اس کی کڑی حرج و مرج ہے چنانچہ ابراہیم بن محمد تابعی ہی سید
 احتشام فرماتے ہیں میں نے نام تک سے روایت کیا کہ ابراہیم بن محمد
 ثقہ ہے اور اب حدیث میں نہ لکھا ہوا ہے وہی میں بھی ثقہ نہیں ہے۔ امام احمد
 نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہی نہ ہو تو قدر بہ منزل اور بھی تھا اور فرمایا کہ اس کی حدیث
 نہیں لکھی جاسکتی اگر " ملے

مولانا صاحب کا ترجمہ نہیں تو قرینہ کی جگہ پر یہی مثال ہے۔ دراصل ابراہیم
 بن محمد نام کے دو نام ہیں ایک ہے ابراہیم بن محمد بن الحارث انصاری القری ۱۰۸۵ھ اور
 دوسرا ہے ابراہیم بن محمد الجعفی کسان اسلمی القری ۱۰۸۵ھ۔
 مولانا صاحب نے ان دونوں ہی کو ایک ہی شخص قرار دیا ہے جو حقیقتاً ان کے واسطے
 میں لکھتے ہیں :-

روى عن حميد بن الطويل وابي طراد وابي اسحق
 السبيعي والاعمش وموسى بن عقبة وحميد بن سعيد اللخمي
 ومالك وشعبة والنسائي وجماعة ملے

ملے مسلم بن الحجاج ۱۰۱۱ھ میں ۱۰۱۱ھ

ملے ترمذی بن عبد بن ۱۰۱۱ھ میں ۱۰۱۱ھ

”ابراہیمؑ کی طور واری کے مشائخ میں حمید موطی، بابوطار، ابراہیمؑ کی سبھی،
 بلش، موسیٰ بن عقبہ، یحییٰ بن سعید انصاری، فلک، شمس، قوی اور
 دوسرے حضرات شامل ہیں جس سے وہ روایت حدیث کرتے ہیں۔
 اس کے بعد فوت ابراہیمؑ کی موصلاں، موسیٰ بن حمزہ سے روایت نہیں کرتے
 چنانچہ ماہذا میں کمران کے مشائخ میں موسیٰ بن عقبہ کا ذکر نہیں کرتے، ماہذا دیگر
 لکھتے ہیں۔“

روى عن الزهرى، ويصحى بن سعيد لا انفصالي
 وصالح بن مولى التوام، ومحمد بن المنصور بن
 ميمون، وروان واسطوخ بن عبد الله بن أبي طلحة
 وخيرهم

”ابراہیمؑ کی موصلاں کے مشائخ یہ ہیں، زہری، یحییٰ بن سعید انصاری،
 صالح، حمزہ بن مسلمہ، موسیٰ بن رواحہ اور اسحق بن عیسیٰ وغیرہ۔“
 اب ہم کہہ دیں گے کہ ابراہیمؑ کی سند طوری، موطی بن عقبہ سے
 روایت کرتے ہیں اور ابراہیمؑ کی موصلاں سے روایت نہیں کرتے تو یہ معلوم کیا
 آسان ہو گیا کہ ابراہیمؑ شامی نے اپنی سند میں جس ابراہیمؑ کی موصلاں کا ذکر کیا چنانچہ قوی
 موطی کی موصلاں اس کو معلوم کرنے کے لئے نام شامی کی سند پر غور کیجئے، اپنی سند
 اس طرح ملے گی کہ شامی۔“

اخبرنا ابراہیم بن محمد قال حدثني موسى بن عيسى
 صاحب شافعي فرائضہ کہ ہم کا ابراہیمؑ کی موصلاں نے حدیث بیان کی اور ان کو موطی بن عقبہ
 نے اور ابراہیمؑ کے بعد موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں وہ ابراہیمؑ کی موصلاں
 طوری ہیں، مگر ابراہیمؑ کی موصلاں۔“

امام شافعی نے عبد اللہ بن زہیر کی حدیث کو روایت کیا ہے اور سرفراز صاحب نے وہی روایتیں سے کام لے کر روایت اسی کے ایک اور پیام دہانی بہاؤیم ہی کے احادیث کے سر منظر دی۔

حدیث ابن الزہیر کی مصحت پر شواہد

امام شافعی کی اس حدیث کا سنہ کی تکمیل کو ان ہی کے کچھ طووس اور لغز ہی ہی وہ ہے وہ سوتے علامہ تصنیف نے بھی اس روایت پر متناہد کا اعتبار کیا ہے اور اس حدیث کو اپنی تصنیف میں ذکر کیا ہے چنانچہ سرفراز صاحب کے حوالے سے گورچک ہے کہ سب دلائل اور صاحب بدیع الاقلی نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے نیز حمدہ استنبی اور فزوان بخاری حوالہ اس نے بھی اس حدیث کے نسخ کے ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:-

وقد جمع عن أبي الزبير عن سفيان بن عيينه
عن الزبير بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا سلم من صلاة فليقل بصوت - إلا على لا اله إلا الله والحمد لله

”عبد اللہ بن الزہیر سے حدیث صحیح میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھرنے کے بعد بلند آواز سے فرماتے تھے لا اِلهَ اِلَّا اللهُ...“

اسی حدیث کی مصحت امام بہاؤیم ہی کے فزوانی کی تصانیف و تالیفات کو سننے کے بعد سب معلوم ہو گیا ہے کہ سرفراز صاحب کے ذکر کردہ روایت بہاؤیم ہی کے احادیث کی روایت کے بعد بھی اس حدیث کی وضاحت کردہ ہی ہوتے ہوئے ان کا نام پر ہوا ہے کہ اگر یہ حدیث بالفرض بہاؤیم ہی کے احادیث میں ہی ہو تو یہی سرفراز صاحب نے اس کی ہم نام مصحت کو یہاں کوئی ناکامی اور سردی کے ساتھ کچھ غیب نہیں ہو گا۔

ابراہیم بن اسحاق کی توثیق

نور الدین صاحب صفحہ ۱۱۱ پر لکھ کر دیا ہے کہ اس میں توثیق ابراہیم بن اسحاق سے
اولاً آخر صخرہ کا حصہ نقل کروا لیکن در بیان حصہ ان کی تصدیق اور توثیق کو بیان کرتا
چھوڑ گیا، ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ صفحہ ۱۱۲ اور ۱۱۳ کا بھی یہی حال ہے اور
اس کے صفحہ ۱۱۴ پر جو قسم دیا ہے کہ توثیق سے کہ انہوں نے ابراہیم بن اسحاق کی توثیق میں اس کا نام
کی تصدیق کے احوال کو صرف چھوڑ دیا ہے جس کی بجائے اس کی توثیق سے یہ تاثر دیا ہے کہ
ان کی توثیق اور تصدیق میں امام شافعی متفق ہیں اور وہ ان کی جہاد کی عقل سے بہت اچھے
کھتے ہیں۔

”اور بصورت امام شافعی فرماتے تھے۔۔۔۔۔ وہ حدیث میں مذکور تھے
لیکن یہ حضرت امام شافعی کی جہاد کی عقل سے کہ وہ ایسے راوی کے بارے
میں یہ فرماتے تھے“

نور الدین صاحب کہہ کر دیا کہ اس سے اس میں حضرت ابی عیسا کی حدیث میں کونسا
فرماتے تھے تو صرف امام صاحب ابی عیسا کی دلیل کے امام شافعی کی رائے کا اقتدار
کو تھوڑا اور اصل ان کی رائے کو زیادہ بنا کر حدیث رسول کو شروع قرار دیتے ہیں جبکہ
اس حدیث کے شروع پر لے کر دیا ہے کہ امام شافعی کی رائے کو کوئی امید
ہے اور کوئی اصول اور امام شافعی کا یہ تمام ہے کہ وہ اپنی رائے کے لیے حدیث
کو شروع قرار دیتے ہیں اور دعاؤں کی تصدیق اور توثیق جو امام شافعی جیسے علم کا حدیث کا
اصل تمام ہے اس کے خلاف جب وہ اس کی راوی کی توثیق کریں تو صرف امام صاحب کہتے
ہیں کہ ان کی جہاد کی عقل سے ہے۔

بہر حال عقل نہایت دینی ہے اور علمی سب سے
وہ اصل امام شافعی کی جہاد کی عقل ابی عیسا کی حدیث میں کونسا چھوڑ دیا ہے

شرح گناہ کا براہیم بن محمد قدسی اور توحید کر خصوصاً جبکہ ایمان میں کفر و بدعت
و عادات براہیم بن محمد سے ہی مروی ہیں۔

اُن کے اب ہم براہیم بن محمد بن علی کی روایت کا نقل و ثبت سے گزر کر رہے۔

ما خلا بن جریر قدسی فرماتے ہیں کہ براہیم بن محمد سے روایت کرتے ہیں اور ان ہی کے
بی بی بن مسعود بن ابی ہریرہ، سعید بن ابی ہریرہ، عاصم بن زید، اور عیسیٰ بن عوف بن
دعبلہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے یہ سنا کہ انہیں براہیم بن محمد سے روایت
کرتے ہیں کہ کھانے پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے ان کے نزدیک چمت سے گرجانا
جھوٹ کی نسبت زیادہ آسان سمجھا اور وہ حدیث میں نقل کرتے تھے ما خلا محمد بن علی
کہتے ہیں میں نے ابی حنفہ سے سنا کہ ان کا کہنا تھا کہ میں نے عاصم بن زید کو یہی
ابراہیم بن محمد قدسی کہا ہے؟ انہوں نے جواب میں اپنی سند بیان کی کہ
عاصم بن ابی ہریرہ ان کی احادیث پر ہنسنا نہ کرتے تھے اور ان کا حنفہ سے بھی فرمایا
میں نے ابراہیم بن محمد کی احادیث کا بہت زیادہ مطالعہ کیا ہے وہ مسند الحدیث
نہیں تھے۔ ابی حنفہ نے کہا ابی حنفہ نے یہ جو کچھ بیان کیا ہے، ما خلا ابی ہریرہ
سے، میں نے خود بھی ابراہیم بن محمد کی احادیث کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کی احادیث
میں منکر روایات نہیں ہوتیں بلکہ ان کی احادیث میں منکر روایات کا بہت زیادہ
نقل و کتابت ہے جس سے ہمارے دورہ فی الجملہ ان روایوں میں سے بھی جن کی
روایت بھی باقی ہے۔

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے۔

حضرت امام شافعی ابراہیم بن محمد بن علی کو صادق اور ثقہ فی الحدیث کہتے تھے۔

عاصم بن ابی ہریرہ ان کی قدرتی کرتے تھے۔

ایسی عقیدہ کہتے تھے۔ ان کی کوئی روایت منکوحہ نہیں۔

ایسی حدیثی ان کو مستند روای قرار دیتے تھے۔

سفیان ثوری، ابی جریر، ابی ہمام اور مالک انہیں پیچھے نہ رکھتے اور انکو حدیث ان سے حدیث روایت کرتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ بعض لوگوں نے ابی ہریرہؓ کو پر جرح بھی کیا ہے لیکن امام شافعی، سفیان ثوری اور ابی جریرؓ کی جیسے شہسوار معروفہ انکو حدیث اور دیگر آثار صحرا سے روایت سے روایت اور ان کی تدریج کا ہے تو یہ ان کی روایت کی صحت کے لئے کافی ہے اور یہی کہنے کو تو لوگوں نے امام اعظم کے بارے میں بھی گفتگو نہیں کی کہ وہی چنانچہ، تابع بغداد میں غلیب بغدادی سلف امام اعظم پر جرح سے متعلق صفحات کے صفحات نقل کر کے ہیں، اب کیا اس بارہ امام اعظم کی روایت کو بھی بغیر حرج قرار دیا جاسکتا ہے۔

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کی حیثیت

تو تھا ابی ہریرہؓ کی تدریج سے مرعوب نظر کر کے اگر الفرض میں جب سے اعتبار بھی کر لیا جاسکے تو اس حدیث کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ وہی ضعیف کہلاتی لیکن اس سے بھی ایسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا کہ یہ کماول تو فیضی سکود جانت کہ بعد از کماول کماول حضرت ابی ہریرہؓ کی صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے اور فی الغرض کماول کماول فضائل اعمال میں ضافت کا اعتبار بھی کیا جاتا ہے چنانچہ امام ثوری لکھتے ہیں :-

قال العلماء من المحدثين والمحققين وغيرهم
بجواز ويستحب العمل في الفضائل والتزويج
والتزويج بالحدوث الضعيف ما لم يكن مروجاً
وما لا الحكم كالحلال والحرام والسبع والنكاح
والعطيان وخير ذلك فلا يعمل فيها الا

بالحديث الصحيح أو الحسن له

• صحاح شریف اور فقہ دینی میں فرستے ہیں کہ فضائل اعمال اور تہذیب و تربیت میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا درست ہے جب تک کہ اس کا مخرج پرانا ہو۔
 • ہوا ابوہریرہ رحمہ اللہ حضرت سے نقل ہیں مشقہ طویلہ و فروخت ہوا
 اور خلق کے احکام تو ان میں موت حدیث صحیحہ یا حسنہ پر عمل کیا ہو سکتا ہے۔
 نیز خود فرماتے کہ تمام انہما غلو سے کہ ایک حدیث ضعیفہ یا حسنہ پر عمل کیا ہو سکتا ہے۔
 یہی سند ضعیف ہے ثابت ہے۔ مولانا ابوالکلام علی صاحب دہلوی

و قد ذکرہ ابن الحوزی فی کتاب المرجوحات
 بطریق الدارقطنی وقال لا یثبت مؤمنی بن
 عبد العزیز مجمل عندنا وحید قد ضعیف و
 مؤمن بن عبیدہ ضعیف قال یحییٰ لیس شیئاً
 • ابی حنیبلہ اس حدیث کے تمام طرق کو کتاب المرجوحات میں ذکر
 کیا ہے اور کہا ہے کہ مؤمن بن عبیدہ غریب ہے نہ ایک اصولی حدیث
 ضعیف ہے نہ مستطیع حدیث ضعیف ہے۔ یہی کہنے کا وہ کچھ وقت
 نہیں رہتا ؟

اسی طرح بیس رکعت تراویح کی حدیث پر بھی تمام ائمہ مجتہدین کا اتفاق ہے
 اور یہ صرف حدیث ہی نہیں بلکہ تفسیر فقہاء و محدثین کے ہاں بھی حدیث ہے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میں یہ کہتے تراویح پڑھنا بیان کیا جاتا ہے وہ ابی ابی شیبہ
 کی روایت ہے جس کی سند میں ابی نعیم بن عوفان، ابی ایک لہدی ہے جو اتفاق ضعیف
 ہے اس کے واسطے میں انہی کی راستہ ہے۔

کے مقابلہ میں جب وہ کوئی راستہ نہیں دے سکتے سبکدوش گئے تو اس کا کوئی دندہ نہیں ہوگا
 سرورِ عالم صاحبِ امام شافعی تو بہت دور کہ چڑھیں اگر صریح رسول کے خلاف
 صواب بھی کوئی راستہ نہیں دے سکتے سبکدوش گئے تو حضور علیہ السلام و خلائق اہلِ ایمان کے
 مقابلہ میں ان کے راستے کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ اگر جمع و تفریق پر امام شافعی کامیاب ہیں۔ سب سے
 وہاں تو صرف اسی صاحبِ امام شافعی کی رائے کے گواہ بننا ہی عقل قرار دیتے ہیں اور چونکہ صریح
 اور جہدِ رسالت کے اصول کے خلاف ان کے راستے کو جہلِ تحقیق دان کی جہاد ہی
 عقلی جہاد صرف خود ان کے پیشانی پر کندہ و رسول سے بھی بہ اندر نشانہ چلا دیتے ہیں۔
 ہر حال انکو پرستگار ہی رہیں ان کو سب سے اہم کے لئے امام شافعی کی رائے کا
 ہر ایک جہاد ہی رسالت کو چھوڑ کر کہاں جائیں اور جا بھی کد کئے ہیں ؟

یہ چشم و شب چشم کو روایتِ خواب گویم
 چوں نمود آفتابِ بزمِ رختاب گویم
 حریقتِ دہی

نہدی اور علم میں بیک روایتِ قدسی ہے جسے مکرر نقل کیا ہے ۔
 عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم من قرأ الله تعالى انا عند ظن
 عبدي بي وانا معه اذا ذكرني في نفسي ذكرت في نفسي
 وان ذكرني في غفلة ذكرت في غفلتي خيرا منهم
 " معنی : ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے نام سے پڑھے وہ ان کی
 کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسے اپنے غفلت کے گناہ کے ساتھ ہوں اور جب
 وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں کہ میں انکو دہرا ذکر کرتا ہوں

ابن عمرؓ سے ہے اور اس حدیث سے بھی جو کہ طول سے زیادہ صاحب منہ ہوں۔
 اتفاقاً سے جہڑ ثابت ہو رہا ہے اس سلسلہ کے نتیجہ کے تحت میں اس حدیث کو کچھ کٹا
 علی اور تحقیق اعتبار سے لکھا بھی اور دست ہے اور اس کا انکار مطالبہ ہوا
 غلطی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

۱۔ سرور زما صاحب کا یہ کہنا کہ اس حدیث سے اس جگہ ذکر البکر مراد ہے
 جہاں شرفا بہر ثابت ہے۔ سرسراہل اور مردود ہے۔ اتفاقاً اس سلسلہ کے جہاں
 ہر کہ اور مطلق بھی کسی دلیل میں کسی خاص جگہ کی تفسیر نہیں ہے اس سلسلہ ضمن
 انی ہا کے سے ان کا ذکر مطلق کی تفسیر کو کن منہ آتا ہے۔ اس بحث کی
 مزید تفصیل تھانی وہ دیکھی صاحب کے نامہ ضمنی میں مختلف فرامیجہ گا۔ بہت
 بہتر یہ چون گئے ان لیا ہوا ہے کہ اس حدیث سے اس جگہ کا ہر وہ ہے جہاں شرفا
 جہڑ ثابت ہے۔ تب بھی میں عرض نہیں کیا کہ ہادی بحث غلطی کے بعد ذکر البکر ہے
 اور شرفا بہر ہے۔ یہ کہ جو نامہ کہ ذکر البکر کا کہتے تھے۔

حدیث قدسی سے جہڑ یا استدلال کرنا اس لئے ناورد علماء

۲۔ اس حدیث سے ذکر البکر استدلال کے لئے میں ہم سے نہیں بھی جگہ دیکھا اب علم
 حوزہ سے بھی اس حدیث سے ذکر البکر کے جہڑ یا استدلال کیلئے جتنا غلط
 ابن جریر مستدلی لکھتی ہے۔

قال بعض اهل العلم يستفاد منه ان الذكر الحنفی
 افضل من الذكر المجہری و التقدیم ان ذکر فی فی نفسه
 ذکر متہ بشر اہل العلم علیہ احد او ان ذکر فی جہڑ
 ذکر متہ بتواہب اہل العلم علیہ الاصلی لہ
 " بعض اہل علم نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر البکر ہے

اگر ایسی عقل ہے کہ یہ کہہ سکتی ہیں کہ اس شخص پر استیلا کرنا ہے
اس کے ثواب پر جس کی کو عقل نہیں کرتا اور جو ہرگز اگر نہ اس کے
ثواب پر جس عقل کو عقل کہہ رہی ہیں ؟

اختصاصیت سے مراد انکار ہے کہ اس عبارت سے ہر عقل پر ثابت ہو گیا کہ
بعض اہل علم حضرات نے اس حدیث سے ذکر کیا ہے کہ جانا اور استیلا پر امتیاز کیا
ہے اور اس سے وجہ ثواب گرہا ہے یہ ایک بات ہے کہ اس حدیث سے اس
حدیث کے پیش نظر اگر عقل کو عقل سمجھا ہے تو اس کے بعد غلامت و مروج حضرت
نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث سے ذکر عقل کی ذکر جبر نے اختصاصیت و عدم نہیں کیا وافی
مولوی النور شاہ کلیری لکھتے ہیں :-

ثم احسنه لتفصيل فيه على افضل المذكور السري
على الجهرى والذي فيه ان الجزء من جنس حمل
فجزئى كما حصل فاذا ذكره في ملاءم كقول ملاءم
لان هذا اجزاء من جنس حمل واذا ذكره في الملاءم
فيذكر كذلك يكون ذلك اجزاء لا لانه افضل
او مفضل له

” پھر اس حدیث میں ذکر استیلا کی ذکر الجہری خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں ہے
اس حدیث سے جو جو ملاءم ہے وہ ہے کہ جن اجزاء جنس سے ہوگی
پس جب کوئی شخص جماعت میں استیلا کا ذکر کرے گا تو استیلا ہی اس کا
جماعت میں ذکر کرے گا اور جب تنہا اس کا ذکر کرے گا تو وہ بھی اس کا
تنہا ذکر کرے گا اس سے یہ کہہ کر کہ ذکر عقل سے عقل مفضل ہے ؟

اور علامہ مصلحی اس حدیث میں ”فی هذا“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

وان ذکر فی مسلا فی جماعت جہرات
میں شخصوں کی امت میں ہر ایک کو گستاخ

اور پیشاب اور حرث وغیرہ لکھتے ہیں۔

دوسری حدیث میں است برہانہ ذکر جہر سے

”اس حدیث میں ذکر الہم کے جہاز میں ہے“

ملاحظہ فرمائیے اس حدیث کو چند اصول سے پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

والذکر فی مسلا لا یسکون الا من جہر سے

”جماعت میں جو ذکر ہو وہ جہر کے مواضع میں ہوتا“

اور وہ کہیں بھی اس حدیث کو پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

والذکر فی مسلا لا یسکون الا من جہر سے

”جماعت کے ساتھ جو ذکر ہو وہ جہر کے مواضع میں ہوتا“

اور وہ ہم ان حدیث کی مثال لکھتے ہیں۔

بما فی الحدیث ما اقتضی طلب الجہر بہ

ان ذکر فی مسلا کرتے ہیں مسلا نہیں جہر سے

”اسی حدیث میں ماوردی جو جہر کا تقاضا کرتی ہے بھیجیے اگر بندہ میرا

ذکر جماعت میں کرے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر جماعت میں کرنا ہوں“

ملاحظہ فرمائیے اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

ملک امتداد اساتذہ (الوجہ چند) ۲۲۰ ص ۱۰۰۔

ملک امتداد اساتذہ ۲۲۰ ص ۱۸۱۔

ملک امتداد اساتذہ ۲۲۰ ص ۱۸۱۔

ملک الامامیہ اساتذہ ۲۲۰ ص ۱۸۱۔

ملک امتداد اساتذہ ۲۲۰ ص ۱۸۱۔

قال العلامة العزدي في مفتاح الحصون الحصين
عليه دليل حق جواز الجهر بالاذكر خلافا لمن منع
والان قال: وقال السيوطي المذكور في الصلاة لا يمكن
الا من جهر فندل الحديث حق جواز له

• صدر جزی غلطی اصل حصین میں فرمایا کہ یہ حدیث اگر ابھر کے جواز
پر دلالت کرتی ہے رفعت، اسی کے جو بھی کہن جہاد علیہ علی غلطی
جماعت میں اگر بھر کے سرائیں ہوتا ہیں یہ حدیث اگر ابھر کے جواز پر دلالت
کرتی ہے؟

اوسب کو چیلنے کے بغیر کے عقد عالم اور بحکم امت مولوی غفرلہ
نہ، لکھتے ہیں:-

في الفتاوى المصرية من الكواحة والاستحسان
جاء في الحديث ما يقتضي طلب الجهر به نحو وان
ذكر في الصلاة ذكر في صلاة من منعه

• فذیل خبر میں صدر لی لکھتے ہیں کہ حدیث میں وہ چیز وہ ہے
جو جہراً افتحا کرتی ہے بھیجا گزند میرا ذکر جماعت میں کہ سے قرین ہیں
اگلی سے بہتر جماعت میں کہ بھول؟

مرفوعہ صاحب! اب آپ خود ہی سوچئے کہ اس حدیث سے اگر ابھر کے
استدلال کے لئے میں بہت شے ہیں، ماسوائے ہر عقائی، عوامہ عقائد، عوامہ عقائد
شیخ محمد بن محمد، ابوری، عوامہ عقائد، دلی، عوامہ عقائد، عوامہ عقائد، عوامہ عقائد، عوامہ عقائد
مولوی اشرف علی تھانی اور مولوی نور شاہ کشمیری نے تمام حضرات اسی حدیث سے استدلال کیا

ملک مسعود لکھنؤ لکھنؤ، ص ۱۶۰

ملک احمد علی مسعود، ص ۱۶۰، ص ۱۶۱

شرطِ ترکِ کردی ہے۔ ۹

میرزا نواسی کا یہ شکوک سب سے پہلے یہ تھا کہ وہ شکر کی پوری عبادت، ہمیشہ
 والدِ گرامی پر ۵۴ میں رہا نہایت عطا و دگر با لہر کے خلاف کے تحت و اگر کردی سب سے
 پیچھے وہ پوری عبادت میں ہی پورے کئے دیتے ہیں کیونکہ اس عبادت کا ایک ایک فقرہ
 پوری تائید کرتا ہے اور انہی کے سلسلے میں دلی پابندی کا تقاضا ہے۔
 فقال العظمى هذا بعد ابدال على جواران الذکر و رفع
 الصوت ملى على الا ستحيا ميا اذا اجبت قلب السويار
 اظهر لنا التدوين و تعلما للنسب معين و ايقظنا لهم
 من مرقدة الطفلة و ايعا لا ليركة الذکر الى مقدار
 ما يبلغ الصوت اليه من الحيوان و الشجر و الحجر
 و طلب اقتدار الاخير بالخير و يشهد حقل و طلب و
 باذن سمع صوتہ ۱۰

۱۰ عظمیٰ نے فرمایا کہ یہ حدیث و اگر لہر کے جوار تک مستحب پہنچاتے
 کرتے ہیں جبکہ یہ کاری تصور نہ ہو گا کہ وہی کا اظہار ہو گا تو انہی کو نصیر ہو گا
 طلبِ عظمت میں ہونے والوں کو پوری نصیب ہو اور اگر کسی برکت سے
 شہر و جواران سے وہاں سب کو فتح پہنچا دے وہی کو اقتدار و تائید حاصل
 ہو اور جو شک و تردید اس کی گواہی دے۔ ۱۱

حدِ غرض اس عبادت میں اگر لہر کے لئے یہ کاری ہے، عبادت کی شرط
 کہ اگر کسی سے اس کی کوئی بات نہیں ہے، ہم یہ اس کا اگر کچھ بھی دے سکیں
 انہوں نے جو کہ چھوٹا ہی اور فائدہ دے سکتے ہیں۔ ۱۲

”کیا ضروری ہے کہ اگر الجہر ہو تب ہی فرشتے نہیں ایک دوسرے کو غیبی انکاد اور پہچان کر لیں؟ کیا آپ سوچیں اگر فرشتے نہیں ملتے اور آپ آپس میں کوئی باتیں نہیں کرتے؟“ مزاحمت نہ کر سنے یہ کچھ عرصے تک جھوٹا ہے کہ جس طرح فرشتے ملتے ہیں، اسی طرح

الجواب

جبکہ میں اپنے سرگرمی کے لیے، جس اور تحقیقی گفتگو میں غیور و غلبہ کا کیا کام؟ ہم اس میں اور کسی کا سوچنا نہیں کریں، خود آپ کی باتیں کردہ عبارت اور آپ کے کہنے پر سنے تو مجھے ہی بتا دیتے ہیں کہ آپس میں کوئی فرشتے نہیں ملتے، اور محض ایک آپ کی باتیں کہ ہر آن عبارت ہے اور آپ ہی لکھتے ہیں تو مجھے ہے۔
الخبر عن الجبریل علیہ السلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر الخوف الذی لا یسمعه الحفظ یسبحون ضعیفاً اذا کان یوم المقیمۃ ۱۰
”صحت الجبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کہ آپس میں کوئی فرشتے نہیں ملتے، قیامت کے دن سرگرمی و جہاد ہوا گا۔“

یہ کہ جبکہ ہم یہ قیامت پر ہم ہر وقت سنے اب قیامت کی ہی خبر ہے نہ بہت دیر لگا کہ آپس میں کوئی فرشتے نہیں ملتے۔

میری نگاہ حق پر اتنی ہی سختیوں

اپنی نگاہوں کا کچھ بھی خبر نہیں

راہِ ابرار کا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اگر الجہر ہو تو

حقیقت یہ کہ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اصل یہ فاضل شامی اور ابو نعیم کا وہ ہم چہ ہیں
نہایت جیسا کہ شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں :-

وفضل الذکر الذی یسمی بالحفظۃ علی الذی
لا یسمی بالحفظۃ بسبعین ضعیفاً

”جس کو کہنا کہ کتابیں محفوظ ہیں وہ اس کے ستر گنا زیادہ ہے جس کو
کہنا کہ کتابیں نہیں محفوظ ہیں“

ایک اور سوال یہ ہے کہ :-

”یہ احتمال بھی ہو چکا ہے کہ یہ جیسے دیکھو یہ جس میں تقسیم ذکر مکتوب ہو گئے

الجواب

میں یہ کہ میں یہ کہ کوئی غلط نہیں ہے جس کو تقسیم پر اصول کیا ہوا ہے بلکہ بات
اور درجہ ضعیف سے زیادہ مذکور ہے کہ ”لو ان اول الذکر اور اول الذکر کا ذکر گوشت
ہو، اس قسم کے ہدف یا ماحول نہ رہتے نہ بنائی ہوئی اور بار بار سے تکرار اور صحبت نہیں
رہتے۔“

سرفراز صاحب کے ذکر میں کا آخری ترطا حشر ہو :-

”تأییداً لکھنؤ ضعیف اور اول الذکر کے ساتھ ایسے ذکر میں بیحد کر کے سنا ہو
وہ ایک شخص ہو یا کئی اشخاص ہوں اگر سب ذکر تصور ہوتے ہیں اور سب
قوابل کے ترقی میں وہاں کو ایک چیز میں وہ زبان سے نہیں جوستے، کیا ضروری
ہے کہ سب ایسی کتابیں ذکر ہوں چنانچہ اعلیٰ قاری سے فراموش نہ کرنے نقل
کیا ہے کہ ذکر کو سنا میں ذکر ہو کہ ہے (ملاحظہ)“

ملک ضعیف سے حشری :- ج ۱ ص ۱۷۰

ملک حشر اور ذکر :- ص ۲۵۷

ملک جہت :- ایضاً

البراس

ہر ایک شخص کو اگر عداوتی میں دیکھ ہوں تو اگر گرنے والے گرنے کے
ساتھ تھپڑ اور دھکے دے گا کہ اسے ساتھ لٹکاؤ لہذا انتہت چل گئے اور یہی
ہے کہ جو حدیث شریف میں یہ ظنون تک دیکھیں جو تک کے ساتھ دیکھیں،
اس سے مراد سب کا اگر کسی سب کا اگر سنا اس لفظ سے کہ اگر گرا اور گستا
دوں میں ہیں۔ اگر سب کا زبان سے کہ گرا مراد ہر تو چار دھکے ثابت ہے اور اگر
سب کا اگر سنا مراد ہر تو سب کی اگر گرنے والے کا اگر نہیں ہے تو اگر غلطے والے
کہاں سے آگیا اور اگر کسی داکر کے دیکھنا بعض باطن سے اور اگر اس لفظ سے کہ
گرا اور سنا دونوں مراد ہوں تو غلطی اور سے جھجھکتا اور مجاہد و فوں کا اور گرا
اور گستا کا اور سنا اور اصل الشائی فی بعضہ والہ بتائی صاحب علم بھی ہوتا ہے
کہ جمیع میں التیقہ کا شمار باطن ہے۔

حدیث مسلم

مسلم پر ایک ایک قول حدیث کے میں ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج علی
حلفت من اصحابه فقال ما اجلسکم ہنا
قالوا جلسنا لندکر اللہ ونحمده علی ما احدثنا
للاسلام ومن یہ علینا قال ما اجلسکم الا لذلک
قالوا ما اجلسنا الا لذلک قال اما فی لعل استحلکم
تلقاۃ لکموا لکنشانی حیبر یبیل فلیعلم ان اللہ
عز وجل یماہی بکم الاملا نکذہ

” رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے پاس آئے اور فرمایا

تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ عرض کیا ہم ڈاکٹر تھانے کا ڈاکٹر کر رہے ہیں اور اس کا حکم ڈاکٹر ہے۔ یہی کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی، قرآن و احکام کو اس نے بیٹھے ہو، انہوں نے کہا تم تمنا ہم سے لئے بیٹھے ہیں پس فرمایا میں نے جنگاں کی وجہ سے تم سے تم نہیں لی، بات یہ ہے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور بتایا کہ ڈاکٹر تھانے تمہاری وجہ سے رشتہ توڑ دیا ہے۔

دوسرا ذکر ابھر کئی ۳۳ پر یہ حدیث ذکر کی گئی ہے اور ”ذکر القضا“ (ہم طے کا ذکر کر رہے ہیں) اور اس حدیث میں مذکور حماصت کی وجہ سے ذکر ابھر رہا استدلال کیا گیا ہے۔ مرفوزہ صاحب اپنی کوثر و تسنیم سے مدعی ہیں ذرا ہی سے اس استدلال پر تبصرہ کرتے ہیں:-

”یہ حدیث بھی ذکر ابھر کرے کہ سے غیر متعلق ہے، اس سے جتنے مروت یا ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام نے آپس میں بیٹھ کر اس بات کا ذکر کر دیا ڈاکٹر تھانے کا مشکتہ اور کیا کہ اس نے ان کی مدد میں بیٹھ کر بیٹھ کر اور دعوت پسندیاں نصیب فرمائیں، اس میں اس ذکر کا کیا اندکس ہوا ہے ثبوت دے رہا ہے جس کا ثابت ہو تو کعبہ ذکر خداداد نماز و اثری چلی کا نور و مروت کر رہا ہے؟“ ملے

الجواب

اس حدیث سے ذکر ابھر رہا استدلال کو نے میں صورت مؤلفہ میں متنازع ہیں؟ علامہ ربیع الدینی سیر علی نے بھی امدادی لکھا دئے ہیں، ۳۹۰ میں مسلم شریف کی اسی حدیث سے ذکر ابھر رہا استدلال کیا ہے اور مروی احمد علی لکھنوی نے ساحل ملکنی ابھر کر ذکر میں ۶۴ میں اس حدیث سے ذکر ابھر رہا استدلال کیا ہے

موجودہ دینی سرکاری بشری تعلیمی نظامی سے بھی ایسی ضروری کی دوسری چیزیں تھیں۔ اگر بالآخر یہ
استقلال کی سچا پہچان نہ ملے گی۔

”پس یہ مشورہ صحت پر کسی طور و حیثیت کے ساتھ متفق نہیں ہو سکتا۔“
اور مطلق ہے کہ اگر وہ مفروضہ برقرار رہتا ہے تو یہ صحت پر اس قدر اثر
صحت سے کٹھن ہے کہ اگر وہ پہچان نہ ہو، تو یہ ہے؟

تھا تو یہ صاحب نے ذکر کردہ اصول و اصولی کے اثبات کے لئے جو مادیات
پیش کی ہیں وہ بھی سب غلط ہیں۔

(۱) عن ابی سعید قتال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واسلمہ لا یغزو قوم یدک کرمون اللہ الا حفتہ
الجلال منک۔ (مسلم شریف)

”کوئی قوم تو تم سے کا اگر کوئی کہے کہ تم نے نہیں جیتی گوارہ تم سے
کی حالت اس کا اس کا کہتی ہے۔“

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واسلمہ لا یغزو قوم یدک کرمون اللہ من حلفۃ
العصران ان یغزوہ النعمان احب الی من ان
احق من قریبہ رداءا یہود او ذمۃ

”مشرقتہ شریعت پر اس کے کہتی ہیں کہ مسلمانوں کے لئے یہ ایک
اگر میں جس سے نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ یہ ہیں جو اس کے کہ
کہ ہے یہ توں لے لے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں چار غلوں کو اتار
کہوں۔“

ایں عادیث سے عواکس سیلے ہو رہا نری صاحب نے خود گرجا میں پڑا ہوا ہے
 اگرچہ کہ کوئی شخص یہ متبادل مانتا ہو چاہے تو اگاہ است۔ سچا ہذا دلائل کی روشنی
 میں یہ متبادل مانتا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر فرد صاحب اور دیگر انہیں ہر اگرچہ بہت عطا
 فرمائے گا کہ میں وہ لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ انہا شاعرہ انہیں بھی اظہار کی ہے
 میں نہ کہ انہیں۔

یہاں تک ہم نے کہ اگرچہ کہ شہادت کے متعلق ایں عادیث پر گفتگو کی ہے
 جنہیں ہم نے دیکھا کہ اگرچہ میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ انہا شاعرہ صاحب نے ایں عادیث کی وہ صاحب
 استقلال کی پہلی کتاب کا تھا۔ اب ہم شہادت پر کہہ سکتے ہیں کہ انہا شاعرہ صاحب نے ایں عادیث پر نہیں کر سکتی۔



(۳) أخرجه الشيخان عن زيد بن أسلم قال رآه ابن الأوزاعي
انطلق مع النبي صلى الله عليه وسلم المسجد برفق صوت قلت
يا رسول الله هل لي أن أكون هكذا أم لا فقال
والكنه أوله

” علامہ حنفی نے اپنی سند کے ساتھ ہی اس حدیث کو روایت کیا ہے
وہ کہتے ہیں کہ میں ایک ذات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا شکار
ایک شخص کو مسجد میں بلند آواز سے کہہ کر کہہ رہے تھے دیکھا میں نے عرض کیا
خبر دو ایہ شخص کیا کر رہا ہے آپ نے فرمایا نہیں دیکھو آؤ وہ زاری کر رہا
تھیں۔“

(۴) أخرجه أحمد وأبو داود والترمذي وصححه
النسائي وابن ماجه عن السائب بن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال سماني جبرئيل فقال
مرأعها قلت برفقها أصواتهم بالتكبير

” امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے
مردیہ بھی اس کی تصریح کہ اس حدیث کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جبرئیل میرے پاس آیا اور کہا اللہ تعالیٰ
فرمایا ہے برفقہ سے کہہ کر کہہ رہے ہیں بلند آواز سے کہہ کر رہے ہیں۔“

(۵) أخرجه المروزي في كتابه العهد بين عن مجاهد
أن عبد الله بن عمرو بن العاص كان يأتى بالنسوي

الحمد لله رب العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اشرقت الناموس علی واولادہ فخر اعیانہم رب العکبر
 اللہ اکبر اللہ اکبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اودیوا علی انفسکم انکم لانت دعون اعداء ولاخائبا
 انکم تدعون سمیعہا قرچیا وھرمعکم وھم یستدعونکم
 " جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے نکلے دیکھا آپ تو ہم
 ہم سے تو لڑا کیسے میدان میں پہنچے وہاں میں سے جہاد نہ تھا کیا کس
 اللہ اکبر اللہ اکبر کہو اے اس کا نصرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگو
 پر دیکھو کہ اللہ نے تم پر ساری شے کر دینی پھر تم نے تم سے کیا کرتے
 ہر جہت سے اللہ اور قریب چھوڑ دے تمہارے ساتھ ہے "

الجواب

معاذ اللہ کہ جس طرح کہ دعویٰ پر اس کی دہشت نہیں ہے
 اور وہ ہمارے موقف کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب اس حدیث کے کلمات
 جواب دہ تھے کہ میں میں سے لڑا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگو
 بناؤ نہیں جو تم سے چھوڑ دے تمہارے ساتھ ہے۔

" وہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فریضہ مبارک سے تو غلط فہم
 کہ نہ انت قرآن سے ساری ہر جہت کی دین اور علی خلیفہ الیہما السلام کہ اس
 قرآن سے ہر طرف کی طرف لڑا ہے چنانچہ ہر طرف کی طرف لڑا کہ میں نے کہا
 علیہ السلام اودیوا علی انفسکم الحدیث اور میں کہ ہر جہت سے
 دین کر سہارا ہے، انھوں نے اس سے منع فرمایا چھوڑ دے تمہارے ساتھ ہے
 بہت چھوڑ دے اللہ " واللہ اعلم بالصواب

اللہ اکبر اللہ اکبر

سرفرازا صاحب اس جواب پر تہورو کر تہہ بہتے لکھتے ہیں :-

”مؤلف مذکور نے یہ کہہ لکھا ہے اس کو سو دہن نہیں ہے ،
اول اس لئے کہ اس حدیث سے حضرت علیؓ و علیہ السلام نے جو شرط
سے جن میں قرآنی جگہ مطلق ہر سے نفی قرآنی ہے (اے ان تھان) اور
اس جہ میں ہر شرط کی مثال ہے ، اس سے ہر شرط کو خارج کرنا
اور ہم سے بیان کا سہل نہ کہ سہل ہے مگر غلطی طور پر ہر شرط سے
کوٹنے واسطے اس کا یہاں لازم ہے (اے ان تھان) بیان (اے ان تھان)“

الجواب ہے

ہم نے یہ ان میں کی تھی آپ نے جو شرطیں قرآنی بیان کا تفسیر ہے کہ
آپ کے مکتوب میں بدعنوانی و تشدید امر و نہی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں گویا آٹھ
صحت قرآنی ہے ۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ گویا ان میں شرط جو ہے ہر شرط
کا شیہم پر اگر شرط سے پہلے آپ گویا آٹھ کے نفی کی تھی کہ لکھتے !
آپ جواب دیجیے کہ اس حدیث میں نفی کو ہر شرط پر لکھ کر کہ نفی کی طاقت
کا یہاں بھی کی نصرت سے ہے ۔

قرآن کریم میں کسی آیت کی قرآنی

ان اللہ ہی المستقل الاستقامت من امر الوجود المستقل
بمعنوا و رفقوا ولا تشعروا انفسكم مراد ب اللہ
عن المسبب المستقل و مع الصوت

”اس حدیث میں ”ادبہما“ کی کہ ”کسا“ کی جگہ لکھا کہ ”لہر“ کی نفی مستفاد
ہوئی ہے اس سے کہ ”لہر“ کی کہ ”کسا“ کی جگہ لکھا کہ ”لہر“ کی نفی مستفاد

لے حکم کے لئے ، ص ۵۲۔

لے دوسرے کے لئے ، ص ۱۶۳۔

اور مکرر غیری اسلامی دینی دیکھتے ہیں۔

طمان قلب میں جو فی الضمانیۃ ہاں رفقہ الصوت مع الذکر
حرام بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لیمن برفع صوت بہ الذکر
انک لا تسمعہم ولا یفانئبوا قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم غیر الذکر الخفی لائمۃ ای بعد حواہیہ یاربوا قرب
المختصر و محمول علی الجہر الفاحش المصطلح

۱۔ اگر تم کہو کہ فتویٰ غازی میں تحریر ہے کہ بلند آواز سے ذکر و اہم سب
کیونکہ حضور نے جہر کہنے والوں کو فرمایا تم کسی ہر سے اور غائب کو نہیں
پکارنے اور آپ نے فرمایا بہتر ذکر آہستہ ہے کیونکہ یہ یاد دہانی ہے
اور سب ترش کنوں گا اگر یہ کلام اس جہر کے بارے میں ہے جو غریب
اور مکرر ہو؟

دریغہ والی طے اشتعالی قادیہ کہے بیان میں لکھتے ہیں۔

فأول ما یلحق بہ الجہر بہ ذکر اللہ تعالیٰ والثناء
بہذہ الجہر ہو بغیر المصلح فلا یمنأفادہ بینہ و بین
ما تم فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث قال
لربہوا أصغر الضمکم والحدیث است

۱۔ مثلاً پچھلے دور سے پچھلے ذکر الجہر کی تحفیں کرتے ہیں اور اس
جہر سے اور غریب طور سے اسی جہر سے ذکر الجہر اس حدیث کے خلاف نہیں
چلتے اس میں فرمایا ہے پچھلے تشریحات کے ساتھ فرمایا کرو؟

سنا اولی الشک اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جہر نہ ہوا تو سب جہر و حدیث

جس میں ہر سچے منہ پر ایسا ہے وہ ہر طرف ہے۔

مولانا محمد علی گھنوی نے اس حدیث کے تحت جواب دئے ہیں، دوسرے جواب

یہ ہے :-

و قال في بيان وجهه هناك من غير أن كما يدل عليه
سياق بعض الروايات قال في فتح الباري شرح معجم
ابن داود في قوله رفعوا أصواتهم لدلالة على أنهم سألوا
في الجهر فلا يلزم من هذا المنع مطلقاً وقال على
المقاري في الحرة القسرين شرح الحصن الحصين في شرح
وإن ذكر في في مسألة الحديث هذا فيحتمل أن يكون
المعنى بما ذكرنا الخفي كما يشير إليه حديث ذاكر
المعنى في الفاضلين بمسئلة الصابرين في العاوين ويحتمل
أن يكون المعنى مع الصلاة وهو لا يغيب جواز الجهر
المسألة عن الحد فانه محتمل أنه عليه وسلم قال لبعض
أصحابه حين رفعوا أصواتهم على وجه المسألة
أربعاً على أنفسكم انتهى

”دوسرے جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام ہر طرف کہہ رہے تھے یہاں کاس پر
بعض روایات ملتی کہ ان میں سے آپ نے ان کو منع فرمایا تھا کہ
میں خود وہی شریعت سنائی داتا میں ”فرما اسما ختم“ کی شرح میں کہا کہ
صحابہ کرام بہت زیادہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے پس اس حدیث سے
مطلقاً سمجھ کر نفع نہ رہے جس کی خبر علی قادری نے عزائم میں شرح صحیحین
میں حدیث ”وإن ذكر في في مسألة“ کی شرح میں فرمایا ”اس سے ذکر ثانی

و وجہ ثالثہ ہوا کہ فراموشی سے یہ سوال انشاء
 علی اللہ علیہ وسلم نقلی کہ وہ مسلم نہیں کہ وہ محمد علیہ
 لہوہما ان یرفعہ الصوت بالذکر فی المسجد او عند
 جمعہ و الشہد مسنون فان المسند کما تشہد
 بالفصل و القول کذلک تشہد بالظہر و یوم کذلک
 فذلک ذلک نہی و سوال اللہ عنہ عند اللذراکم و تبصر
 علی الامس و لا دلالت علی منہ الجہر مطلقاً کلا لا یخلو
 فیہ جواب یہ ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کو منع نہ فرماتے تو وہ یہ
 دیکھ کر کہ کفر میں یا کفر گناہی پر چڑھتے وقت صومیت کے ساتھ دگر بالہر
 کہ سننے سے اور سنت میں فرق قول اور فعل ہے، بہت جلدی ہے جو
 کہ کام سے دھوکے سے بچنا بہت ہوتی ہے اس وجہ سے حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مشرب ابداً مست ہائے انسانی کو تنہا ہونے کی جہ سے روکا
 اور اس وجہ سے اگر بالہر سے طلاق دیکھ اور نہیں آتا :-

تاؤ فیہ کلام علیہ و علیہ و یا ہر گاہ کہ تم سنتا اور فہم علیہ و علیہ اس
 حدیث کو اگر بالہر کے قائل نہیں سمجھتے البتہ ہر قائل اور جو طلاق کا شکی ہے
 اور ہم سے ثابت کہ کہہ دے یہ سچ نہیں ہیں :-

خیر الذکر الخفی

انہی کے کہ ان لوگوں اور حدیث کو بھی نہ اور اب تمام سے بھی کہ سنتی اور وہ
 یہ ہے : خیر الذکر الخفی (مترکہ کر) آہستہ آہستہ یہ حدیث متداولہ صحیحہ میں
 حدیث کی گئی ہے اب ہم کہہ دے متداولہ صحیحہ کی یہ حدیث سے پیش کر سکتے
 ہیں :-

حدیثنا عبد اللہ حدیثنا ابی شنائہ و کیم ثناء اسلامت
 بن زید عن محمد بن عبد الرحمن بن ابی نعیم
 عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم خیر الذکر الخلفی و خیر المذکر الخلفی
 محمد بن ابی سعید کہ قالہ اسامی زید و محمد بن ابی ذر عن
 ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر
 ذکر اس کے ہے اور بہتر مذاکرہ اس کے ہے۔^۱

اس حدیث کی سند میں ایک سادہ ہے اسامی زید اور اسامی زید
 نام کے دو آدمی ہیں اسامی زید عدوی اور اسامی زید ثقی و دوقی کا حال
 نامعلوم ہے۔

۱۱ اسامی زید عدوی ، امام احمد بن حنبلہ نے روایت کی ہے۔

۱۲ شخصی حدیث میں قوی نہیں، اسکا حدیث اور ضعیف ہے۔

۱۳ ابن ابی نعیم نے روایت کی کہ اس کی حدیث ایسی نئی ہے میں نے اس کے
 نہیں سنی ہے۔

۱۴ ابی وقاص نے کہا اس کی حدیث دینی اس کے لئے نہیں، اس نے کہا کہ قوی نہیں
 ابی سعد نے کہا اس کی حدیث محبت نہیں، ابی حبان نے کہا کہ شخصی ہے اور وہی
 تھا، ابن ابی ذر نے کہا زید بن اسلم کی اولاد میں سے کوئی ثقہ شخص نہیں ہے اور
 ابی ذر نے کہا کہ شخصی ضعیف ہے۔

۱۵ اسامی زید ثقی ، امام احمد بن حنبلہ نے روایت کی کہ یہ ایسی نئی ہے کہ
 کچھ بھی نہیں، ابی نعیم نے کہا کہ ضعیف ہے، ابی حاکم نے کہا کہ اس کی

اداریت و قیادت ال نہیں، نام نہائی (مستحق) کہ یہ تو انہیں، اور انہیں کتنی کہ اس
کی ادارت ملوگی، اور انہیں نے اس کی ادارت سنبھالنے کے لئے لوگوں کو گواہ کر کے
میں اس کی ادارت ترک کر دیتا ہوں اور میں کہہ دوں گا کہ میں نے اس سے ادارت ترک
کر دی تو اس میں میں نے گواہ اور میں میں نے گواہ کرنا تھا۔

تو انہیں کہہ دوں گا کہ میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی
میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی
اور میں میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی
اب میں آپ کو بتاؤں گا کہ میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی
اور میں میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی
اور میں میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی اور میں میں نے ادارت ترک کر دی

والجواب عنہ ان هذا لا يبدل على منعه الجهر
ببل على افضلية السور والاضلاع فيه وذلك
لان لفظ الخبر لما استعمل في على ما ذكره
صاحب الصحاح وغيره احد هما ان يراد به
معنى التفضيل لا الافضلية وحده بل هو
وثانيهما ان يراد به معنى الافضلية وهو قوله
الخبر حدثت همزة تخفيف او قد مثل السجلى
عن حديث حياى خير لكم ومعاقى خير لكم من
ان كيف يمكن ان يكون كل منهما خيرا من الآخر
فاجاب بان الخبر استعمل في الخبر في هذا الحديث
بالاستعمال الاول فمراد به التفضيل لا الافضلية

والمتصور ان في كل من حياته وموته على الله
 عليه سيرة اذا عرفت هذا فتعقل الطير في قول
 طير المذکور الخفي لوس يا المعنى الاول بل بالمعنى
 الثاني فيكون المطلوب ان في المذکور الخفي زيادة
 خبر وفي الجهر قبل من لان الجهر متروك فافهم
 المستدل والباحث على جملة على هذا المطلوب
 وورد الاتحاد بين الصراحة في جواز الجهر له

۱۰ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس سے ہماری نوعیت لازم نہیں آتی بلکہ
 یہ اہستہ ذکر کی فضیلت کو لازم کرتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ
 تطویر کے دو احتمال ہیں ایک کہ صاحب حمل و خیر و ذکر کیا، اولیٰ یہ کہ اس میں
 تفصیل یعنی نسبت زیادتی کے معنی ہوں اور اس وقت اس کی شدت ہے، ثانی یہ کہ
 اس میں غنویت کے معنی ہوں اور اس صورت میں طیر کا اصل غیر ہے، چوتھا جواز
 صرف کو دیا، صاحب پر ہی سے سوال کیا گیا کہ روایت میں ہے کہ میری زندگی میں
 قدرت سے ملے طیر ہے اور میری موت میں ملے گا سے ملے غیر ہے، پس اس میں
 ہر ایک اور صورت کی نسبت غیر کچھ کم کنی ہے، انہوں نے جواب دیا کہ طیر کے
 دو احتمال ہیں اور یہ حدیث احتمال اول پر موقوف ہے اس میں تفصیل لازم ہے اور
 مطلب اور قصد یہ ہے کہ صورت کی حیثیت اور موت دونوں میں غیر ہے اور
 بہر تم سلسلے قاعدہ کو جان دیا تو ہم کہتے ہیں کہ غیر بلکہ الخفی میں خبر احتمال ثانی
 پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اہستہ ذکر میں جہاد نہ ہے، اگر کی نسبت زیادہ
 طیر ہے اور اگر الخفی نسبت کم طیر ہے، کہ اگر اہل طیر ہے، یہاں تک کہ
 سمجھا ہے روایت میں اس معنی پر عمل کر کے کی وجہ سے اگر اہل کے جواز میں

مراۓ امامیث دارو برائی ہیں ؟

میرا مہر اہل کھنڑی کے جواب کا خلاصہ ہے جس کا یہ حدیث امامیث جبر پر دلالت
 نہیں کرتی بلکہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امامیث کو اگر باہر کے ہر نسبت
 زیادہ فضیلت ہے اور بعض صورتوں میں یقیناً ایسا ہی ہے جسے اپنی جہد و کاردی و کلا کی علیین
 کا کثرت پر کیگی علی العزم و العفائی و بات و دست نہیں ہے اور اس مسئلہ پر حدیث پر تفسیر
 صحت تو علیہم مخصوص ہوا بعض کے خیال سے ہے جس کا یہ بات چار سے موافقت کے
 کسی طرح غماض نہیں ہے نیز اگر اشتداد اب میں ہمارے ہی کہہ دے یہ بھی گروہ ہے
 کہ امامیث کو کی فضیلت تر سے جبر کا اعتبار سے نہیں بلکہ جبر کا مشعل و معزل کے
 اعتبار سے ہے ۔

انرا اپنے مسعود

بعض فقہاء نے بیان کیا ہے کہ امامیث کو اگر کسی جہد کا معزل ہو جائے
 ہی مسعود ہے مسعود میں ایک قوم کو اگر باہر کے جہد ہو سکے دیکھا تو راضی ہوئے اور ان
 لوگوں کو مسعود سے نکال دیا اس روایت کو امام طبرانی نے نقل کیا ہے اور اگر باہر کے کلمات
 بظہر جہاد مشال کر لیں یہ اپنا ہی میرا دسا سب لکھتے ہیں :-

” حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ مسعودی
 یا اگر کسی ایک بہت ہی جوار میں سے ایک شخص کہتا تھا ، سورہ زلزالہ کو اگر میں
 پڑھتا ہوں تو اس کی ہر آیت کی ہر آیت میں سورہ زلزالہ کی ہر آیت کی ہر آیت میں سورہ زلزالہ
 قلیل پڑھتے وہ کہتا سورہ زلزالہ کی ہر آیت کی ہر آیت میں سورہ زلزالہ کی ہر آیت میں سورہ زلزالہ
 سورہ زلزالہ کی ہر آیت کی ہر آیت میں سورہ زلزالہ کی ہر آیت میں سورہ زلزالہ کی ہر آیت میں سورہ زلزالہ
 کہنے کے ہم ترجیح دیتے ہیں چنانچہ اسے مسعودی کا یہ نام ہے ۔“

فقال فهدوا من سبب التكم فان احضار من من وان لا يحضرم
 من حسنا انكم طيبين و يحكم و ائمة محمد صلى الله عليه وسلم
 ما اسرع هلككم طين لا رخصه ائمة سببكم منوا اخر و ان لا فقه

شیاب لہو شیل و انیۃ لہو تکس (انی ان قال: مفتوح
باب حلالۃ۔) (راؤ سنت ص ۱۱۱)

”تمہاری نگاہوں پر پہنچ گیا، شکر کرو میں اس کا خاص ہیں کہ تیری نگاہوں
میں سچ کچھ بھی نہائی ہوگا، تجب چہ تم پر ہے مستی لہو ملی شہید علم
کوئی جلدی پاکست میں نہ گئے ہو، ابھی تک سواہ کر تم میں کثرت ہو جو سواہ
ابھی تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیڑ سے ہاتھ نہیں جوئے
اور ابھی تک آپ کے برائی نہیں ڈرے، اللہ ہی دعوت تم چہت اور گزری کا
دندانہ کر سکتے ہو؟“

الجواب

اس راوی کو جو عہد شریعیہ لائق داری (موتی وہ ہے) پہنچائی سند میں مشکوٰۃ
ذیل مشکوٰۃ کا قدردانیت کیا ہے۔

اخبرنا الحکیم بن العمارت انا احمد بن یحییٰ قال سمعت
ابن یحییٰ عن ابن ابیہ قال کتا الموجدین، ص ۱۳۰

اس سند میں ایک راوی سید علی بن یحییٰ، مانتا ابو جیمس کے اس میں لکھتے
ہیں کہ یہ متروک الوریث ہے، واللہ فی سہ کما فی ضعیف ہے وہ متروک الوریث ہے کہ
یہ شخص شہرہ شہرہ بطور عادت امامیث، وراثت کیا کرتا تھا۔
یہ وراثت مشکوٰۃ اعتبار سے بھی ضعیف و مجروح ہے اور اصولی سے
بھی حشام ہے اس لئے تمام فقہین صراحتاً یہ ہے کہ وہ سچے چانچے جیسا کہ آؤسی
لکھتے ہیں۔

وعاد ذکر فی الواقعات عن ابن مسعود..... ذی قال
لایضم حدیث الحدیث من الاشیاء المجددین وحقی فیض

صحت۔ عروضا راض بہا سید دل علی ثبوتہ الجہر صحت
رضی اللہ عنہ معارضہ وغیرہ احد من الحفاظ او حمل
علی الجہر الباقی ۱۰

۱۰ واقعات میں جو اثر اپنی سمود کو کر گیا ہے وہ وہاں کو میرٹ اور جہاں کے
لوگوں کو بھی نہیں ہے اور یہ تقدیر صحت وہ ان کے معارضہ میں ہے
جس سے ثابت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ طرہ آواز میں بلند گو
کیا کرتے تھے کہ کبھی اس بات کو شہد و حقاہ میرٹ نے کیا کر گیا ہے اور
ان کا جہر ہے کہ ان کا جہر پر حمل ہے۔

علامہ اوس نے نہیں دیکھا ہے اور وہ نہیں درست ہیں، اول یہ کہ یہ اثر
صحیح نہیں ہے جبکہ ہم عربی کی کتب میں نہ دیکھتے ہیں، ثانی یہ کہ عبداللہ بن مسعود
لا جہر ہے کہ ان کو ایہ جہر صحیح نہیں کہ وہ خود ذکر اہل کو کرتے تھے، ثالث
کہ یہ تقدیر صحت ان کا سن کر جہر پر حمل ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی اس اثر کے بارے میں لکھتے ہیں :-

و علی تقدیر ثبوتہ فہو معارض بہ التحدیث
الکثیرۃ الثابتۃ المتقدمۃ و ہي مقدمۃ متعلیہ
عند المتعارضین عند رأیت ما یقتضی اشکار ذلك عن
ابن مسعود قال الاصل احمد بن حنبل فی کتاب
الترغید شراحسون بن محمد ثنا الصمدی عن
عن عامر بن شعیب عن ابی واسیل قال قال علی بن ابی الدین
بن عسوقان عبد اللہ کان ینہی عن الذکر والہائس
عبد اللہ خط الاذکر والہائس ۱۰

”ہم تقدیرِ صحت و ثبوت پر اُخراہی اور بیشدہ رسولی سے عداوتیں ہیں جس میں اگر ڈاہر کا ثبوت ہے اور تداویٰ کے وقت و دعا و بیشدہ رسولی پر عقلمانی، پھر میں نے ہم صحابی غیبی کی کتاب اور جو میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے جو اس اثر کو ابطال کرتی ہے۔ اہل اہل نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود اگر ڈاہر سے منع کرتے تھے تو ان کو ان کے ساتھ کسی مجلس میں نہیں رہا مگر وہ اس میں رُأ و بزرگوار ہونے لگے۔“

عالمِ کتب سے ملنے اس عبارت میں دو باتیں قرآنی ہیں، ایک یہ کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت سے اگر ڈاہر کا جو اس حدیث میں ثابت ہو چکا تو ہر تقدیرِ صحت و ثبوت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں بزرگ صحابی کہیں نہ ہوں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے معنی ہیں ان کی بات جنہیں سنی ماننے لگے، دوسری بات یہ کہ ان میں سے کسی بھی تلمیذ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود خود اگر ڈاہر کی کہتے تھے، مگر ہم اس کو کسی و صاحبِ راوی نے بطور لفظ ان کی طرف اشارہ ہر کی نسبت کر دی ہے۔

”ہم صحابی غیبی میں اثر پر گنگنا کہتے ہوئے فرماتے ہیں۔“

فلنزل الجبابر عند صاحب الیمامة المتحفية
فی طریق النصوصية التسمیة مستعمل المخلوقی قدس
سنوہ بامامہ کذب و اختراع علی ابن مسعود و مخالفات
النصوص القرآنیة و الاحادیث النبویة و افعال
السلا متکذ قال الله تعالى ومن اظلم من من
صاحب الله ان یذكر فیها اسم و یطی فی خرابها
اولئك ما کان لهم ان یدخلوها الا هاتفتهم و
لو صلتنا صحت و قرع فھر لا یعارض الا لالة

المسجد كورة لآلة امشروا لا مشرلا يعارض الحديث
كما لا يخطئ وبطلان الاول ببدل على بطلان
المسجد لآلات له

• میں کہتا ہوں کہ شیخ منشی علی نے اپنے زمانہ میں اس ذکر کے جواب
میں فرمایا کہ اگر حضرت ابی سعید پر کذب اور افتراء ہے چنانچہ کچھ کچھ اور
قرآن مجید پر نیز اور انحال مذکور کے قیامت ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے ہے
اس شخص سے جو کہ کوئی کلام پر لگا ہوا اللہ تعالیٰ کی ممانعت میں اس کے ذکر
سے منع کرے، اور اگر ہم اس کی صحت مانیں ہیں تب ہی مجوز ہے لیکن ایک
صحابی کا قول ہے اور اس میں اتنی قوت نہیں کہ امام ابو یوسفؒ نے یہ کلام ہونے
اور جب یہ دلیل داخل ہو گئی تو مدلول یعنی جو سے منع کرنا بھی باطل ہو گیا۔

اور منشی علی نے شیخ منشی کے جواب سے تقریباً وہی باتیں نقل فرمائی ہیں جو
علامہ ابی سعیدؒ نے علیؑ کے ذکر کی ممانعت مانے میں فرمائی ہے کہ یہ اثر
نصیر بن نافع کا بھی قیامت ہے۔ علامہ منشی علیؑ صرفی بشریہ میں لیکن جو روایت منشی
نصیر بن نافع کے بھی وہ ہے حدیث میں بھی انشاء رحمت اور بر تو اگل بات ہے حدیث
ان روایت کو قبول نہ کرے بغیر چارہ نہیں ہے۔

فتاویٰ اکرام میں ہے علامہ ابی داؤد گردی اور علامہ خیر العزمی رضی اللہ عنہما میں اس
ضمان قلت المسجد کو رد فی الفتاویٰ عن ان المسجد کبرا للجمہ
ولو فی المسجد لا یمنع احقران احسن الدخول تحت
قوله تعالى ومن اطلقوا من مساجد الشکوان یدکر
فیہا اسمہ وشمہ ابن مسعودؓ یدعی ان قولکم قلت
الاخراج عن المسجد لو نسب الیہ بطریقان حقیقتہ

میں جیون ان می کون لاہتقا دھرا العبادۃ فیہ و انتعلیم
 الناس بانہ مبدعہ و الفاضل المجاہد مہجوز ان می کون
 غیر جہل لغیر جہل بل حقتہ علیہ

” اگر تم میری کتب فتاویٰ میں ذکر ہے کہ ذکر الہی ہے خود مسلمان
 ہر شیخ کا کیا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی وصیت اس سے بڑا کر کے کرنا ہم کا جواز
 ہے کہ وہ کسی شیخ کے لئے میں دخول لازم نہ آئے اور عید اللہ ہی مسعود کا ذکر
 کرنے والوں کا سب سے بڑا نام اس کے لئے ہے۔ جسے تو میں کہوں گا اگر
 ہر کوئی والوں کا سب سے بڑا نام کی نسبت حضرت عید اللہ ہی مسعود کی طرف
 حقیقت کی جانتے تو اس کا سبب یہ ہے کہ ذکر کرنے والوں نے جس میں عید اللہ
 کے اعتبار کا اعتقاد کیا تھا اور یہ جیت ہے۔ ہمیں اگر چہ ذکر الہی فی اللہ
 ہمارے ہیں ان کے اس اعتقاد کی وجہ سے ہمارے ہو گیا اور یہ بات کہیں ہے
 ذکر الہی ہمارے کام کسی اور سبب سے ہمارے ہو جاتے۔“

اس سبب کا خلاصہ ہے کہ مسلمان میں ابتداً وہ اسے ذکر کرنا کتب فتاویٰ
 کی تقریرات کے مطابق ہمارے سبب اور حضرت عید اللہ ہی مسعود کا ہر کرنے والوں کو کہہ
 ہے کہ ان اگر صحیح ہر تو اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت عید اللہ ہی مسعود کے خیال میں
 ذکر کرنے والوں نے ذکر کی عبادت کا ہر جس اعتقاد کو تھا اور یہ جیت ہے۔
 ہمیں اگرچہ ہر ہی عید ہمارے ہیں ان کے اس اعتقاد کی وجہ سے ہمارے ہو گیا تھا
 حضرت عید اللہ ہی مسعود نے اس وجہ سے کہ وہ سبب کرنے کے لئے ان لوگوں کو کہہ
 سکے کہ ان دیکھو۔

مروا عبد اللہ بن عمر بن ابی سلمہ عنہما بات دیکھتے ہیں کہ لکھتے ہیں۔

ثابتہ انہ علی تقدیر شریعت و عارضہ بالاعتقاد و بالصحیحۃ

الصبر یجتہ فی جوارہ الجہرا الطیر المخرط وھو من مہذبة حلب
جنت النصارى ۛ

”یہ از صحت اور ثبوت کی تقریر بیان اور بیہودہ صحیحہ سے معاف ہے۔“
میں توسط کر بیان کیا گیا ہے یعنی یہ ہر فرد پر محمول ہے۔“
اس نام اسٹ کا عنصر یہ ہے کہ اس اسٹ کی سند میں عمری کیلانی نام کا ایک
مروج اور ضعیف راوی ہے جس کی وجہ سے اسے الزام کا قابل اعتبار ہے اور انکار و خلاف
صورت سند اس راوی کو رد کر دے گا۔ اور یہ اسے ہر تقریر ثبوت میں مخرط و مخرطہ کہیں
مخرطہ نہیں مگر مخرطہ راوی کو رد کر دے گی، مخرطہ راوی کی دلیل درج ذیل ہے: مخرطہ راوی
اگر کہ ہر شخص اور ہر فرد پر محمول کر کے اس کو توسط ہر کے ثبوت میں لے لے گا۔
اور بیش کہ کاشانی میں دیگر ائمہ پر یہ سبب حاصل نہ ہوگا کہ سند کے اجداد ہم آپ
کے ساتھ کسی سند پر ان کے جہتیں اور فقہاء اسٹم کے اقوال کی علامات کے
تحت سے سند پر لگنا کہ مستحق ہے۔

ذکر الجہل اور فقہاء اسلام

قرآن اور حدیث کی روشنی میں سنو کہ اگر لوگوں کو جہل و ان سے کٹنے کی کچھ ضرورت نہیں
تو ان کی کافر پادشاهوں کے احکامات سے کٹ کر بات بھی نہ کہنے اب پہلی مسجد کعبہ
اسلام کے قیام کی روشنی میں پیش کرتے ہیں اور سب سے پہلے اس مسئلے پر غور
کیا جائے تو ان کی روشنی میں۔

امام اعظم اور ذکر الجہل

انہیں کانٹا ہے کہ میں اس طرح میں خصوصیت کے ساتھ ذکر الجہل ثابت ہے
وہ جیسے تیب، ان کے مطلب، تفسیر و تفسیر، ان کے عقائد و دوسرے موافق ہونے
الجہل کہ امام اعظم کے نزدیک کفر، اور جہل ہے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے
معاذ اللہ امام اعظم کی روایت کو گواہی نہیں کہ ان کے اجتہاد میں کتب فقہ سے
اس قسم کی حدیث سے کسی کی تفسیر و تفسیر میں حدیثیں کا مسلک یہ ہے کہ چنانچہ
ہوں اور امام اعظم کا مسلک ہے کہ وہ دن ہوں اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ امام اعظم کے
نہ ایک ہی طرح خصوصیت کے ساتھ ذکر الجہل ثابت ہے۔

امام اعظم کا مسلک جو از جہل علی الاطلاق ہے

الجہل

جس طرح بعض لوگوں نے امام اعظم کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ان کا عقائد و عقائد
ذکر الجہل کے قائل نہیں ہیں اس طرح بعض لوگوں نے اس کے برعکس یہ بھی لکھا ہے کہ
امام اعظم کا عقائد ذکر الجہل کے قائل ہیں چنانچہ خود انہی نے لکھے ہیں :-

واللہدی نص علیہ الامام الشافعی فی فتاوانہ ان الجہل
حیث لا یحذو و شرعاً مشروع مستدویب الیہ بل ہوا خذل
من الاختلافی مذهب الامام الشافعی و هو طالعہ مذهب

الامام احمد و احادی الروایتین عن الامام مالک
بنقل الحافظ ابن حجر فی فتح الباری و هو قول
لقاضی خان فی فتاویٰ فی ترجمۃ مسائل کوفیۃ
القراءۃ و قولہ فی باب غسل المیت و مکرہ
و قراۃ الصوت بالذکر فالظاهر ان لمن یشی
مع الجنۃ کما من مذهب الشافعیۃ لا یطلقا
کما تفہم۔ عبارة البحر الرائق و غیرہ و هو قول
الامامین فی تکبیر عید الفطر کالاصحی و رواية
عن الامام ابی حنیفۃ نفسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قبل فی مسئلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما ظاہرہ
استصحاب الجہل بالذکر مطلقا لـ

۱۰۰ امام نووی نے جس چیز پر اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے وہ ہے
کہ جب کوئی مانتی شریعت ہو تو ہر مذکر دعوت خمس جسے بلکہ اخفاء
سے افضل ہے جس طرح امام شافعی کا مذہب ہے اور یہی امام احمد کا
مسک ہے اور ماقتدا ہی بحر مستطاف نے فتح الباری میں امام مالک کا
ابھی ہی قول نقل کیا ہے اور کافی خاص نے بھی مسابک قرأت سکھائی
اپنے فتاویٰ میں ہی قول کیا ہے ابنتہ باب غسل المیت میں کہ ہے
ذکر الہرک وہ ہے اور ان کا یہ قول صوف جوازہ کے ساتھ ذکر کرنے کے
ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ شافعی کا مذہب ہے اور جنوں نے طحاوی کا
سے منع نہیں کیا میں کہ صاحب بحر الرائق نے کہا ہے اور صید الفطر
کی تجلیات بھی عید الفطر کی تجلیات کی طرح ہیں یہی امام ابو یوسف اور امام احمد

کہ ایک چند نام اہم سے بھی ایک سے بھی زیادہ ہوتی ہے چونکہ اصطلاح اہم سے
 زیادہ ہوتا ہے کہ وہ اگر ایسا ہو مطلقاً متبادل نہیں ہے۔
 اسی طرح متعدد میں طویل یا شامی غور فرماتے ہیں۔

وینوم الفصل یہ جہربہ چندہ و عندہما
 یہ جہربہ و ہور طوبہ عندہ و الخلافہ فی الاخصالیہ
 اما الکراہیہ فمفتقیہ عن الطرحین لہ
 "میں اس فقر کے ان نام مناسب کے نزدیک کلیت ہر نام نہیں ہے بلکہ
 اور یہ ہیں کہ ایک ہر نام اس میں نہیں گاہے ہر نام صرف اخصالیہ میں ہے
 اور کراہیت اس کا متبادل نہیں ہے۔"

اسلام کوئی اور بحث ہی کی ان تقریرات سے ثابت ہر گاہ کہ ایک ثابت
 نام مناسب ہے بلکہ یہ فقر کے کلیت میں ہے کہ جب کہ وہ اس میں فرماتے ہیں کہ
 اصطلاح اہم سے بلا ہر نام ایک نام مطلقاً اگر ایسا ہو مطلقاً متبادل نہیں ہے اور یہ
 کہ اس ثابت میں نام مناسب کا ہر نام نہیں ہے اس لئے کہ یہ چند اختلاف صرف
 اخصالیہ میں ہے کہ کراہیت اور جہربہ کا اختلاف نہیں ہے بلکہ اس میں فرق نام مناسب نہیں
 بعض فرقہ سے ہر کہ اس میں نام مناسب کے قریب یہ کراہیت اور جہربہ کے
 احوال نقل کئے ہیں وہ بھی نہیں ہیں مثلاً شروع فیہ باصل سے اس میں نقل کیا ہے۔
 "اہم اور متبادل اس سے ہے کہ ہر نام ایک فقر کے ہر نام میں نقل کیا ہو کہ وہ کوئی نام
 وقت میں ایک چند ہے اور جب کہ ہر نام ایک فقر کے ہر نام میں ہے۔
 اگر ایسا ہو مطلقاً متبادل نہیں ہے اور یہ کہ اس سے کہ اس کا ہر نام نہیں
 ہے اور جب کہ ہر نام اس میں ہے اور یہ کہ اس سے کہ اس کا ہر نام نہیں
 متبادل میں وہ اس میں ہے اور یہ کہ اس سے کہ اس کا ہر نام نہیں

کیا ہوتے گا، اختیار ہوگی ہی چھوڑا دیا ہے۔ واصل بھی آپس میں بھی ہوتے
 ہیں اور اس سے بات بھی ظاہر ہوتی کہ میں حضرات سے صاحبیں کے قول
 پر فتویٰ کرنا ہیاد رکھتا ہوں کہ اس کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ۲۔
 شارع غیۃ المصلیٰ نے جو ترجمہ کیا ہے اختلاف جامع ہے اور امام اعظم
 کی طرف غلط فہمیت ہے۔ انہوں نے امام اعظم کی طرف سے اس قول کو منسوب کیا ہے
 اس کا کیا ثبوت ہے اور کون سا حوالہ ہے؟

مولانا کوئی نسخہ امام اعظم کے حوالہ سے دیا ہی کیا ہے کہ وہ عطا فرما
 ہمارے کہ اختلاف کے قائل ہیں اور یہی بات قرنی فیکس ہے کیونکہ جب قرآنیکریم
 کی خصوص مریک، احادیث مجملہ و آشکرہ سے اختلاف ذکر ہمارے کہ اختلاف ثابت ہے تو
 امام اعظم کس طرح اسے مذکورہ بات پر مست فرما سکتے ہیں اور جب علامہ راشدی اور علامہ نووی
 کی تحریکات کے مطابق اس بات سے ان کا ایک قول صاحبیں کی طرح موجود ہے
 تو کہیں ان کے اس قول کو قائل قرار دیا جائے جو بات اور احادیث کے خلاف ہے
 اور اگر اختلاف ہی کے دوسرے قول کی بنا پر جہر کا لفظ مجہول ہو تو وہ غنیمت پر عمل ہے
 جیسا کہ علامہ راشدی نے ذکر فرمایا ہے کہ جہر کرنا بدعت یا مکروہ ہے، جیسا کہ شریعہ طبعیہ نے
 کہا ہے۔

تکلیف اہل تشریف میں اختلاف، غنیمت کیلئے ہے

صاحبیں کے مذہب کی کلیت تشریف دانی و مذہبی جاتی ہیں اور امام اعظم کے
 مذہب پر وہ دوزخ، یہ اختلاف بھی اولویت اور غنیمت ہی ہے وہ کہ امام اعظم کے
 مذہب پر دوزخ و کلیت جہنم پہنچا کر دے یا بدعت جہاد میں غنیمت و صفایا امام اعظم
 کے مذہب پر اسے بدعت کہا ہے اس کا مفاد یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک ان
 خاص افعال میں دیگر کلیت خصوصیت سے ثابت نہیں ہیں جیسا کہ انہوں نے بیان فرمایا

کودنی ہو سکتی ہیں :-

اے ارفع الصوت، بالذکر جہاں کہیں کسائی الاخوان والخطبہ
والاعتلاف کی عدد مستکیں ہیں القصرین جہاں الاعتدل
علی ان الجہربہ بدعتہ لان الخلاف ہنار علی
ان کوہہ سنتہ فائدۃ علی اصل الفصل فی کوصلوا
کیا لغت لغوی فی ان سنیۃ الاحادیث من الظہر بتسلیم
اولی امر بتسلیم ہیں وذلک الاعتدل علی انہا السو
بتسلیم ہیں یہاں یہ عدد او سوا ما ملہ

” ہر حال میں وہ اختلاف اگر کہیں یا تو ہے یا نہیں ہے جیسے ان میں سے
اگر گیلبرت مشرق میں امام اعظم ہوں وہ جہیں کا اختلاف اس بات پر دلالت
ہے کہ اگر جہر سے گیلبرت گناہ میں ہے کہ یہ کو اختلاف اس بات میں ہے
کہ اصل نماز پچھلے گیلبرت کی زیادتی کہتی نماز میں سنت ہے جیسے یہ اختلاف
کوئی کہ یہ مشرق کو ایک امام ہے پھر اولی ہے یا دوسروں کے ساتھ
اور یہ اختلاف اس پر دلالت ہے کہ اگر گیلبرت کی سنتوں کو دوسروں سے
پہچان دیتے تو وہ پرست اور امام ہوں گے“

نقص ہے کہ گیلبرت کے سوا میں ایک قول کی بنا پر امام کا ماہ میں ہے
دیگر اختلاف ہے عید الفطر میں ماہ میں کے نزدیک گیلبرت پھر ان کی جائیں گی اور امام
اعظم کے نزدیک نہیں اور عید الفطر کی تاریخ کے مطابق یہ سنت بھی صرف عقیدت کے لئے
گواہیت کا نہیں اور دوسری جگہ گیلبرت مشرق کے عدد میں اختلاف ہے امام اعظم کے
تذکرہ میں دو ماہ میں کے نزدیک یہ گیلبرت یا شیخ دیں پھر میں جائیں گی اور دوسرے
ابن بڑاگنہ کی گواہیت کے مطابق یہ اختلاف بھی صرف عقیدت میں ہے کہ گواہیت یا

پرست ہے عورت اس کے کہ سب ذکر پر وہ ہم علم حق و اللہ علیہ کے نزدیک بخت
 منظور فرمے جس کے خلق اس کو اگر کہنے کی اجازت دیں دیتے ہی !
 جواب : اگرچہ وہ علمی و فنی حدیث سے جائز معلوم ہوئے ہیں تاہم کیا
 ہے ہر کہ پرست اس موقع پر فرما ہے جہاں ذکر کا موقعی جہاں آپ سے
 علیحدہ وہاں جہاں بت نہیں ہے یہی اس طرح کہنا کہ کہہ دیتے ہوئے درحقیقت
 ذکر پر جو کوئی نہیں فرماتا اگرچہ ہر طرح درست ہے ۔ طے

یہ دعوت اپنے علوم اور دلائل کے ساتھ ہے بالکل صاف اور واضح ہے
 مکتبہ دارین کی نظروں کی دعوت میں دکان پر قائم ہے گنگوڑی صاحب اس کے دکان
 رکھیں یہ دعوتوں نے دونوں افادہ میں لکھ دیا ہے کہ امام علم کے نزدیک مطابقت
 کو اگر اہل زمانہ ہے اگر سر فرما صاحب کے ہاں اس حوالہ کہ انھوں کو یہ دعوت ہے تو
 ان کو کہہ دیتے کہ ان کتاب حکم خدا کے کہ ان کے علم پر خدا کی تسبیح کیجئے وہ کہیں گے اس
 کتاب کا ایک ٹکڑا میں دیا ہے لکھا گیا ہے کہ امام اعظم و علوم کو اگر اہل زمانہ نہیں
 کہتے مگر کئی اوقات امام اعظم کا یہ شک نہیں ہے یہ ایک کتب خانہ امام اعظم و علوم
 اور فاضلہ شیعہ کے حوالوں سے ثابت ہو چکا ہے
 ذکر اہل زمانہ و صاحبین

امام اعظم نے کتب و شریعت کے سوا میں دیا ہے کہ وہ ان کتب و شریعت پر مبنی ہے
 ایک قول میں علیہ السلام میں جو کتب و شریعت پر مبنی ہے اس سے بعض قول ہے
 یہ سمجھا ہے کہ امام اعظم و علوم کو اگر اہل زمانہ کہتے ہیں تاہم اس کے ساتھ ساتھ ان قول نے
 یہی تسبیح کی ہے کہ اس میں امام اعظم کے قول پر مبنی ہے کہ یہ کتب و شریعت ہیں امام اعظم
 اور اہل زمانہ سے کہ قول پر مبنی ہے جو یہ کتب و شریعت ہیں جن پر مبنی ہے کہ شریعت کی بابت
 میں فرماتے ہیں ۔

والعمل والفتویٰ فی عامہ الامصار وکافہ
الاحصار حتیٰ انوارہما

۱۰۔ میں مسکو میں قتل اور قتل سے بڑھانہ سکھانے کے شرعوں میں سے ہیں کہ
قتل پر واجب ہے۔

اور اسی کا یہ قول بھی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں :-

سوال ۱۔ اگر دیکھو اور دعا پڑھو اور وہ یہ جہر خواہ جہر خفیہ ہو یا نہ ہو
بیچے غلام میں تو وہ ایک حضرات نے نہیں اور حضرات نے کہا کہ یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ
عنہم کے کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب :- اگر خواہ کوئی ذکر ہو تو ایسا ہی ہے جیسے ذکر اللہ تعالیٰ
کے لئے ایک ایسا ہی واقعہ کے لئے جو ہر شخص کے لئے واجب ہے وہاں مذکورہ
جہر اور دعا میں اور دیگر فقہاء اور محدثین جہر کا ذکر نہیں کرتے ہیں اور مشرب ہمارے
مشائخ کا اختیار مذہب میں ہے علیہ الرحمہ

علامہ ابن تیمیہ اور گنگوہی صاحب دونوں نے تصریح کر دی ہے کہ صاحبین
کے لئے ایک ایسا ہی واقعہ ہے اور دیکھو اور دعا پڑھو اور وہ یہ جہر خواہ جہر خفیہ ہو یا نہ ہو
قتل پر ہی قتل سے بڑھانہ سکھانے کے شرعوں میں سے ہیں کہ قتل پر واجب ہے۔
عام عقلماء کے لئے اگر دیکھو اور دعا پڑھو اور وہ یہ جہر خواہ جہر خفیہ ہو یا نہ ہو
سکھانے کے شرعوں میں سے ہیں کہ قتل پر واجب ہے۔

صاحبین کے قتل پر عمل کی تفصیل اور تحقیق

اہل علم کے لئے کسی ثابت اور غور سے کہ فتویٰ مسائل کی بعض صورتوں میں ایسا
عقلم کے قتل پر قتل سے نہیں جہر کا ذکر صاحبین کے قتل پر قتل سے دیا جاتا ہے اور دعا پڑھو

سلفہ نمبر ۱۷۱ : ۲۲ : ۱۷۸

سلفہ نمبر ۱۷۲ : ۲۲ : ۱۷۹

کا غلط رویہ ہے ۔

فما فتوا بياخذ الاجرة على التسليم وكذا على
الامامة والاذان مع ان ذلك مخالفت لما اتفق
عليه ابو حنيفة وابو يوسف ومحمد بن حنبل
الا مستحجواخذ الاجرة عليه

”ما تفرق علماء سنة ففهم القرآن ودریشتہ اور ائمہ و امامت پر اجرت لینے
کو ہرگز کما سچہ نہ تھا کیونکہ کاتب غلطی ایسا پر نہیں دیا جیسا کہ محمد بن ابیہم
کے متفق علیہ ملک کے خلاف ہے کہ اگر محمد بن ابیہم پر اجرت لینے کو جائز
تو وہ عام قرآن دیتے تھے۔“

اور صاحب طایر الاستنباط :-

ولا الاستحجار على الاذان والعهد وكذا الامامة
والتعليم القرآن والعقد والاحصان على طاعة
مختص بهذا المسلم لا يجوز الاستحجار عليه
حينئذ الى ان قال ولما اتوا به عليه الصلوة والسلام
اقرب والقرآن ولات اكلوا به وفي غير ما عهد
وصول الله صلى الله عليه وسلم الى عثمان بن
أبي العاص وان اتخذت مؤذنا فلان اخذ على
الاذان احب ائمة

”اذا سمعتم تعليم قرآن تعليم فلا تجزئ لهما ما تؤسجهما
فانما يؤسجهما من جوارت کے ساتھ مسلمان خود تکلف ہر اس پر اجرت لینا

فلک کر ہی کر شاخِ حنیفہ سے اس سکر میں مہاجرین کے ذلی پر خوشے دیا ہے۔ درجہ دار التوفی
کشمیریہ ۱ ص ۳۱۹

نورِ آیات و احادیث : آثار اور احوج علماء کے ہیں اس بات کی تصدیق ہوتی ہے
وہیں کہ گویا ذلی قرار دیا ہے۔

سکریٰ بتائی کہ ہم بست توشی کب
امام قاضی خاں اور ذکر الجہر

امام قزاقی حسن بن منصور از زیدی المعروف : قاضی خاں زالتوفی ۵۹۳ھ ہجری
۱۱۹۸ء میں بہت ہندو مت پر لکھتے ہیں : علماء اہل طہرین شاہی نے اس کا ذکر کیا کہ
عہدِ نائن میں کیا ہے اور بتا ہے کہ وہ جندی لسانی تھے انہوں نے بھی ذکر
الجہر کے مسئلہ پر کوشش کی ہے چہ چاہیہ لکھتے ہیں ۔

ولا بأس بالتسليم والتفصيل وان برغم صوته
بذلك لانه

محمدا در تسبیح کو آواز ہندو نے عہد میں کوئی صرح نہیں ہے ؟
اور جب قاضی خاں علی الاطلاق دعوام کر الجہر کے جو ان کی تصریح فرما چکے ہیں تو تہذیب
جنازہ میں ان کا ایجنہ رقی صورت و ذکر : فرما : لہذا جہر فی حاشیہ محمول کیا جاسکتا ہے
اس کی وہ تادیب کی جاسکتی ہے جو عوام کو جس قدر دلت العالی میں ہوتی ہوئی ہے ۔

امام کرہری اور ذکر الجہر

امام محمد بن عمر شہاب المعروف : یہی بزار المکرمی اشعری زالتوفی ۲۸۴ھ ہجری
عظیم فتوح ہند پر مشفق ہیں : کہ جب محکم ذکر الجہر خاں کی ایک طریقِ عبادت سے
ان کا پسند کا ایک جملہ لے لیا ہے اور اس کے کئی کتاب کے صفحہ ۱۷۰ میں ذکر کیا ہے
و اما رقم العصوت : ما لا ذکر فجاشر کسمانی الاذان والخطبہ
اور اس جملہ سے نکال دیا ہے کہ امام کرہری صوفی مہاجرین خصوصاً ذکر الجہر کو جہل کہتے

[illegible][illegible]

کہ فرنگ پہنچے ہو انہوں نے بار بار یہی کہا حتیٰ کہ ان لوگوں کو مسجد سے نکال دیا
 اگر تم یہ کہو کہ گتہ خداوندی میں لکھا ہے کہ کسی شخص کا مسجد میں داخل ہونا
 عیب کا باعث ہے مگر وہ ومن اعطیہ ومن منعتہ من مسجد اللہ کی وصیہ
 میں داخل ہونا اور عزت الہی سے روکا اس لوگوں کو کہ ان اس بات کے خلاف
 چہ نہیں کہیں گا کہ عزت الہی سے روکا ان لوگوں کو کہ ان اگر بھی چہ تو
 اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اس چہ میں عبادت کو مضر سمجھا یا تھا اور
 یہ بات درست ہے اور یہ ممکن ہے کہ ہاؤ کا کم کسی مذہبی سبب سے ہاؤ
 ہو ہاؤ جس طرح ظاہر ہو کہ کسی مذہبی سبب سے ہاؤ ہو جاتا ہے جس طرح
 حضور کا بیان ہمارے لئے غلط ہے اور کہ ترک کرنا اور سوا عبادت میں ہوا
 تعالیٰ کا قول ہے "اولیٰ ربکم" اس کا معنی عبادت ہے الغرض کا معنی بطوری
 اور غرض کا مطلب ہے چہ بڑا عبادت کے اور "لا یحب العبدی" میں سے
 معتدی سے ترک کریں عباد میں اور وہ جو عبادت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 سلم نے آواز دینا کہ یہ نہ کہنے والوں سے طرہ ایسا ہے تاہم یہی کہ کہی کہ
 کم کسی سبب سے اور غائب کو نہیں چکا ہے نہ تم تو بھیج و ترسب کہ چکا ہے ہوا
 حضور کے اس معنی فرماتے کہ وہ یہ بھی کہ میں چہ میں کوئی غائب و غائب اس لئے
 کہ چنگ کا معنی خدا ہی بلکہ بیکری میں بیت کا یہی غرض ہے کہ چکا ہے ہوا
 عبادت میں معنی یہاں سے منع کیا گیا ہے چہ ہر حال کہ اگر ہاؤ ہو
 جس طرح انہوں نے غلط اور کج فہمی میں ہے اور کہ بکری ترسبی کے چہ ہاؤ ہے
 میں جو خدا کا خلاف ہے ہاؤ اس بات پر ہاؤ میں کہ ان کو چہ ہاؤ میں
 درست ہے کہ اگر اصل اختلاف اس بات میں ہے کہ خدا کے اصل فضل پر
 تحکیمات کی ذرا کی گئی ہاؤ میں ہاؤ ہے چہ ہاؤ میں اختلاف ہے کہ
 عہد کی ہاؤ نہیں بلکہ سلطہ سے ہاؤ میں ہاؤ و سلطہ میں سلطہ و اختلاف
 اس پر ہاؤ میں کہ اگر کہ گتہ ہاؤ میں سے ہاؤ میں ہاؤ ہاؤ ہاؤ

عبادت نقل کردی۔ سچا اور اول و آخر کی عبادت گیارہویں شریعت کا اخیر طور ہے
 لہذا کرپ کرپ کر کے نہ

یہ سرفارنا غلامی تحریر اور ان کی انگلیوں تو خیر سے آپ کو مبارک ہو ہم قوم تاتا
 ہی کہہ سکتے ہیں کہ والا اختلاف اما اختلاف کا اگر کسی طرف ہمارے وقت کے خلاف نہیں
 سچ کہ ہم کوئی بارگاہ چکا چکی کو جن صورتوں میں بہت سے اگر بھی اختلاف ہوا ہے۔ نیز
 مانگی کے لئے بچہ ہمیں ہے۔

ان لاہر رفع قلب العبودیت من غیر ذکر اللہ ہے

”مجاہد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا اور کوئی آواز دہلے کی ہے۔“

فہرست مانگی کے لئے حق کی وہ سنت کا تاب ہے جس کو ہندوستان کے
 تین مرتبہ علامہ سید نظام الدین کی قیادت میں مرتب کیا اور اس میں ذکر الہیہ کے چار
 کی تفریق کا مطلب ہے کہ یہ تین سرکار باجماعت کا مستوفیہ ہے۔ چھ۔ ذکر الہیہ
 نہیں ہے۔

علامہ سیوطی اور ذکر بالجہر

علامہ سیوطی اور ذکر بالجہر کے نام سے ذکر الہیہ کی ایک کتاب ہے جو
 حجاز اور حجاز کے ایک وادو تحریر فرما ہے۔ اس زمانہ میں علامہ سیوطی نے ۸۴۰ھ
 سے اگر بالجہر کے حجاز اور حجاز کے ایک وادو تحریر فرما ہے۔ اس زمانہ میں
 دولت و ذکر الہیہ پر اس طرح ہے اور بعض کی دولت فقر و اس کے ہر مسکرم کی
 دینی کرد وایت اور علامہ کے مستند حجاب و نام فرما سکتے ہیں۔ وہ ان کی وایت کو
 چھوڑ کر ہم آپ کے ساتھ صرف ذکر الہیہ کے خلق سوال اور علامہ سیوطی کا جواب
 پیش کر سکتے ہیں۔

سلف مسکرم ذکر الجہر ۱ ص ۶۴۔

سلف فہرست مانگی ۰ ۴۴ ۰ ۶۴۰ (دہلی ہند)

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
 سالت اكرمك ان الله عما اعتاده السادة الصوفية
 من عقد حلق الذكر والجهرب في المساجد
 ورفق الصوت بالتمليل وحمل ذلك مكره ام لا
 الجواب ان اولها محض راحة في شين من ذلك وفيه
 ورد من اجزاء حيث تقتضي استحباب الجهر بالذكر
 واجازيت تقتضي استحباب الاسرار والجهم
 بينهما ان ذلك يختلف باختلاف الامور والاشياء
 كما جزم النوري بمثل ذلك بين الاختلاف في الراجحة
 باستحباب الجهر بقراءة القرآن والاحاديث الواردة
 باستحباب الاسرار وفيها

”مروسة کے بعد شیخ بکر کتاب سے حال ہے کہ صوفیاء کرام کا اسلوب
 یہ ہے کہ وہ صوفیوں میں حق نہ کر دیتے اور اس کے کلمہ وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں، کیا یہ
 مکرہ ہے یا نہیں؟“

الجواب : ذکر الجہر کی قسم کی گواہیت نہیں ہے کہ اگر بعض اہل حدیث
 ذکر الجہر کی تحقیق میں بعض ذکر بالسر کی اور ان میں تطبیق ہے جسے کہ تحقیق
 احوال اور اشخاص کے کیا ہے حکم تحقیق پر اسے جس طرح علوم نووی
 نے نقل کیا کہ مراد ہے جسے نہ سمجھنے کے حکم میں تطبیق دی ہے۔
 علامہ انوسی اور ذکر الجہر

مختصر میں ملتا ہے تحقیق اعتبار سے علامہ انوسی صاحب مدنی احوال کا حکم یہ
 ہے کہ تطبیق میں ان کی بھی وجہ ہے کہ قائل ہیں اسے مستحب ہے آپ کے سامنے

اسی سکو میں عموماً کسی کا نظریہ پیش کرتے ہیں ۔

و اختار بعض المحققین ان الاسماء دون الجہر
الساقل والساقل على قدر الحاجة فيكون الجہر
المعتدل والجہر بقدر الحاجة داخل في الاسماء
به فخذ مع ما يزيد على عشرين حديثاً في
ان حصل انك غلب و مسلمہ کثیر ما كان بجہر
بما ذكره

” اور بعض محققین کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم میں جہر غلبہ و متروک ہے
نزد جہر کے متعلق یہ ہے جہر متوسط و بقدر ضرورت جہر شراہور ہے
کیونکہ میں سے زیادہ مادہ بیش سے ثابت ہے کہ جہر اصل الٹا طریقہ و علم
دکر الیک کیا کرتے تھے ؟

فرساز ما حسب سہ متوسط ذکر الجہر کے خلاف عموماً کسی کی ایک
جہاد پیش کرتے ہیں ۔

و متروک کثیر من اهل زمانك يعتمدون
الصراخ في الدعاء خصوصاً في الجوامع حتى يطمع
الخطيب و يهتفون و يستلج المسامع و يستغلوا في
افهم جملہ امین مبدعین رقم انصرت و کون ذلك
في المسجد

” تم اپنے خدا میں بہت سے لوگوں کو دیکھو گے جو دعا کے وقت چلائے
کرا پاؤں اٹھاتے جو کچھ بھی خصوصیت سے حاجت مبدوں میں چلی کر ان میں

اس خدائیت سے شور و غل ہوتا ہے کہ کان بند ہو جاسکتے ہیں اور وہ نہیں جانتے
کہ انہوں نے وہ بدعتیں بھی کر لی ہیں ایک دعا کے وقت آواز بند کرنا اور
دوسری مسجد میں آواز بند کرنا ۶

الجواب ہے

سرورِ مہمب نے علماءِ اوس کی جو بدعتیں بتائیں گی ہے یہاں کو قطعاً
سورہ مذہب سے چھوڑ دینا تو جہلاً اوس نے دعا کے بدعتوں سے گفتگو کی ہے آجیسا
گفتگو جہتوں سے ہے نہ جہاد و نہ اوس کی ہر کار کا فرد ہے نہ میں میں ہی قدر شور و غل
ہو جس سے کان بند ہو جائی اور پھر ہے کہ وہ جہاد سے ہے جس کے ثابت کے
ہم پہ چہ نہیں ہے

ایک اور جہاد میں مہمب علماءِ اوس کے حوالے سے لکھتے ہیں :-
"ایک دوسرے حضرات نے یہ تصریح کی ہے کہ دعا ہے اشفاق اس مقام
میں افضل ہے جہاں برا کا خوف ہو یا جہاد کر کے دعا ہے مثلاً نماز میں ہاتھ
دائے و تقاضا کر کے دعا ہے علم شرعی میں مشغول ہونے والے کو تشریف ہوتا
ہو ہو ہر اشفاق یہ قدم ہر گاہ جو مقام میں خواہوں سے حال ہو اس میں کسی
بائی کا تہمید کا گوارہ نہ ہونے کی حالت کو یاد دلائے کہ وہ گھبراؤ یا خود
دھمکے نہ دے کہ اپنے غصے سے کسی کو دھمکا نہ تصور ہو کسی کو کسی کے
دل میں خوشی داخل کرنے کو کسی کو کسی کی بدعت سے روکنے کے لئے ہر
کیا جائے یا اس میں کوئی اور وجہ ہو بہتر ہے نہ

الجواب ہے

جہلاً اوس نے یہ بدعت بدعتوں کو بیکو تصریح او غصہ کی تصریح کی کہ فرما
ہے سرورِ مہمب نے اس بدعت کا انہوں نے نہیں کیا جس سے بدعتیں ہر گاہ گھبراؤ

پانچ سوڈا گراں ہر وقت کا اختلاف اگر کرنے کے لیے لکھتے ہیں۔
 فانظر فیہا کیف اضطربت الراقم ہر واختلفت
 اقوالہ ہر فمن مجوز ومن محرم ومن قائل انہ بدعة
 ومن قائل انہ مکروہ والاصح حوالہ جواز عالم بحالہ
 الحدیث کا اختلاف الحنفیہ الہر مسل ولست ذکر اولیٰ ما
 استدلوا بہ علی النعم مع ذکر ما یدفعہ عنہ من وجوہ
 ادلة الجواز واعتقدہ بید قہم الاضطراب الواقع بین
 کلمتا ہر

”ہیں بلکہ کون غفلت کہ قول کسی طرح غفلت اور مضروب ہیں بعض جہر کہ
 ہر کہتے ہیں اور بعض حرام، بعض کہ داور بدعت اور صحیح بات ہے چنانچہ کمالہ
 ہر ہے جب کہ غلطہ ہو گیا کہ ہر مدلی سفر لاسچالی ہے چنانچہ ہم
 ہر کہتے ہیں اور ان کے جواب اگر کریں گے ہر کہ جواز پر دلیل
 لائیں گے اس کے بعد ہر کہ غفلت اقبال ہیں نہیں اگر کریں گے۔“
 یوشاہد اگر الہر ہر ہم ہر دیش پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

فہذا والحدیث صحیحہ بظہر منہا ومن نظر فیہا
 صراحتہ او اشارۃ است لا کراہت فی الجہر بالذکر
 قبل فیہا ما یدل علی جوازہ او استحبابہ کیف لا
 والجہر بالذکر لما اشرفی مترقی القلوب ما الیس
 فی النسر نفس الجہر المضروب منوع شرعاً کذا الیہر
 الظہر المضروب اذا کان طیباً یدلہ لاجد من ناظم او مصل
 او حصلت طیبہ شہدہ بالذکر یا راولو حطت فیہا خصوصیات

عبر مشروعه او استقامت کا استقامت العمل فی سبیل اللہ
من مباح بہ صبر بالاستقام من غیر ان وہم فی التخصیص
بعضیہ وخصص منکر وھما لہ

۱۰ یا مادیہ صبر یعنی کسی سے سختی نہ کرے اور بعض اشدائی اس استقامت پر
دلالت کرتی ہیں کہ اگر الجہر میں کسی قسم کا گڑبست نہیں ہے جبکہ بعض مادیہ
کہ اگر الجہر کے جزاء و سزا بہ یہاں تک کہ کسی بھی امر میں نہ ہو جبکہ اگر الجہر سے
ملازم ہو تو گویا برائی ہے وہاں تک کہ سختی نہیں ہوتی البتہ جو جہر وخصص سے
مٹا کر کسی کی نجات میں ملال نہ ہو اور اگر کسی پر شکل پر ایسا جو خود سے
خواہ مخواہ ہو یا غیر ضروری جس میں جہر میں کسی قسم کا گڑبست نہ ہو جہر وخصص
دہرل کر کے اگر وہ صبر میں کسی گڑبست نہ ہو جہر وخصص سے
ان کے لیے کہہ سکتے ہیں ۔

وخصصہ المصراۃ فی خدۃ العظام استلام صبر
فی کون المصراۃ افضل من الجہر للتصريح والخصصۃ
و کذا الامر بہ فی کون الجہر المصغرہ ممنوعاً
لحدیث ان یصرا علی انفسک واما الجہر للغير
المصغرہ فالاحادیث مشطاعرة والآثار متوافقة
علی جوازہ و لہذا جہد و لہذا یبدل صراحتہ علی
حرمتہ او کراحتہ و قد نص المحدثون والعلماء
الشافعیہ وبعض اصحابنا علی جوازہ ایضاً و یبدل علیہ
قول صاحب النہایۃ فی کتابہ الحیم المستحب عندنا
فی الاذکار الخفیۃ الا فی ما نقلتہ باحد من مقتصر علی الاذکار

والتلبیة والخطبة کذا فی المصنوع بالحق.

والظاہر ان مراد من قال الجهر حرام هو الجهر
المفرد ببدلیل انہو مستلزم علیہ بقول علیہ
المصنوع والسلام انجوا علی انفسکم المحدث.

وقد عرفت فی شأن وروایان وروایان انما
کان فی الجهر المفرد لاف الجهر مطلقا مع ان کف
ثبتت الحرمة الحقیقیة بطریق الاتحاد الذی
هو من الالات الظنیة ومن قال انہ بدعتا اراد
بہ ان ایضا علی وجه مخصوص والتزام ملتزم
لما یجوز فی الشرع بدلیل انہو مطلقا البدعت
علیہ فی بحث التکلیف فی طریقین علی عید الفعل
وقالوا الجهر بہ فی طریقین علی الوجه المختص
انما ورد فی عید الاصل علی واما فی عید الفعل
فہو بدعتا

۱۔ غلامیہ وچند کھولیاؤں نے اذکار کہہ کر کھڑے ہو کر
اور دیرپا اذکار علی انفسکم کہہ کر ہر طرف کے متوجہ ہو کر کئی شے
کھینچ کر دیکھ کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر
ہر طرف کے متوجہ ہو کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر
اور علی قضا و احکامات کھینچ کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر
کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر
کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر

فرمود ہے کہ ان کی مزا اس پر حصہ ہر فرد ہے کیونکہ وہ حدیث "الحر اقل" (الحریہ کم) سے استدلال کرتے ہیں اور اس حدیث میں حضور نے ہر فرد سے روکا تھا، حدود دینی و دنیوی کی درست پران و نیا با نام سے کیجئے استدلال کیا جائے گا۔ چونکہ جب کوئی ایسی اور میں لوگوں نے ہر کوئی بدعت کہ جس کی کوئی دلیل نہ ہو، ہر ایک بدعت میں کسی خصوصیت کو داخل کرنا بدعت ہے کیونکہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر کے قول سے استدلال کیا ہے کہ ہر بدعت میں بدعت ہے۔

مذہب اہل اہل کس مذہب سے اگرچہ ہم کہیں اتفاق نہیں ہے تاہم مسکنی اور بدعت میں کیا بدعت کے لئے اس میں کافی مواد موجود ہے کیونکہ مولانا عبد اللہ نے اس بدعت میں تصریح کر دی ہے کہ خود خدا کرنا ہر کوئی بدعت نہیں ہے اور یہ کہ کتب و سنت اور ائمہ صحابہ میں توسط ذکر و دلیل کی درست ہے کوئی دلیل نہیں ہے اور جس شخص نے ایسی بدعت میں کیا ہے اس کی مزا اس پر حصہ ہر فرد ہے ایسی بدعت میں وہ ایسی بدعت ہے کہ حدیث "اور ابو اہل انہم" میں بھی ہر فرد سے روکا گیا ہے نیز مولانا صاحب کو بدعت کہنے والوں کے قول کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

گنگوہی صاحب اور دیگر علماء

مولوی رشید احمد گنگوہی طرزی صاحب کے علم و خیر اور تمام کاموں کا پرچار و پرستار
شفیع مولوی قاسم، فتویٰ اور مولوی رشیدی صاحبی طرزی صاحب کے استاذ ہیں "اسب مآلہ" کے
ساتھ ملنے والے اور اہل اہل کی تحقیق میں کوئی شک نہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے ہر بدعت میں اور معتقدین صاحبان
کی تحقیق کے مطابق وہ توسط ذکر و دلیل کے ساتھ ذکر و دلیل کے قابل ہیں چنانچہ وہ توسط
و شہادہ میں لکھتے ہیں :-

"سوال : اگرچہ وہ سب معتقدین ہیں مآلہ سے انہیں مآلہ کا نام نہیں لگے۔"

جواب :- اگرچہ جی شریک کتب میں دعوتِ عقیدہ میں کسی حد تک ثابت ہوئی ہے مگر لایقِ ثبوت میں اور بعض حدِ حجاز ثابت ہوا ہے اور یہی مانا جاتا ہے کہ اہلِ حلیہ کا سب سے پہلا بھتیجی کاغذوں سے مراد کون ہے کہ رکنا ہے کہ حجاز کی اہلِ سب سے پہلے اہلِ اشدّ تعلق اذکر وہ اہلِ فی نفسہک انفسہا و حلیہ و دعوتِ الجہر میں القول الایہ ، دون البرکین میں ہے کہ اہلِ حجاز اہلِ حلیہ اسلام اور جہاں اہلِ انفسہم میں آکر پھری ہے ، اہلِ کفر و کفر ہے کہ گویا اہلِ حجاز و مطلق آیت و مانعیت ہست حجاز و اہلِ حجاز۔ فقط و اشدّ تعلق اہلِ حجاز

[illegible]

سرفراز صاحب نے یہ ہر کچھ لکھا ہے۔ وہ ان کے اخص مددگار اور کاتبِ قدیم کی بدولت یہاں پہنچا ہے۔ ہرگز شہدِ مصنفات میں اس حدیث کی کثرت میں کثرتِ حواہی سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ اس حدیث میں جبرِ غریب سے نفی فرمائی ہے نیز لنگہ کی صاحب نے اس حدیث کا سہلی گور بھاٹے نے 'تے کو کہہ دے' بتا دیا ہے کہ یہاں جبرِ غریب سے منع فرمایا گیا ہے کہ بھوکے ہونے پر دینِ بزرگات میں سے کچھ کر لیں یا ان کو بھرتہ نہ دیں۔ جبرِ غریب ہے۔

سزاوارت صاحب کے اس امت پر ایمان لائی ہے کہ اس حدیث میں جو چیز مذکور ہے
منہ کیا ہے وہ چیز جو خدا کا ہے تو صاحب ایمان یہ ہے کہ اگر کنگری صاحب نے
کہ ہے کہ گویا پانچ سو بیس چیز مذکور ہے تو کیا ہے خدا کا امت ہو گیا کہ منہ جہر مذکور
ہے کہ اگر تیرے ساتھ۔

نیز گفتگوی صاحبِ نفسِ آریستو کرے میں دونوں اہلِ فلسفہ بھی دگر ایلمسہ کا
انتظام کیا ہے اور اسے اولیٰ درجہ سے تعبیر کیا ہے۔ ان کی اس عبارت میں اولیٰ
درجہ سے بہتر متوسط اور اسے کہہ کر گزرا ہے اسے گزرا ہوا ہے کہ صرف اولیٰ درجہ
کہا رہے ہیں۔

جہ کے ادنیٰ درجہ کی بحث
میرزا صاحب دلی اور کنگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”ہزار ہا ستر کے سنی کی تیس س کے بارہ سنی خود خاص اختلاف ہے۔
 کچھ عربی انہیں معتزلیہ کہتی ہیں انشا اللہ تعالیٰ بشہور نام اہل السن
 عبد اللہ بن عباسی انگریزی المرقی، ۴۴۲ فرماتے ہیں: ”اولیٰ جبر ہے کہ
 اسلئے والا اپنے آپ کو کہتے“ اس عبارت سے عات ظاہر ہوا کہ
 اولیٰ جبر کا یہ معنی ہے کہ آدمی خود اپنے آپ کو کہتا ہے کہ ”فرمایا ہے اس جبر
 کا جبر مفروض اور جبر متوسط سے کیا تعلق ہے؟ اور اس میں اس میں اس کے
 اگر الجبر کہ وہیں پناہیں جبر کا حضرت مولانا گنگوہی نے کیا ہے؟ اس کو
 ہرگز اس میں پناہیں جبر کا سراج الوہاب نام ابو حنیفہ نے لکھا ہے اس میں کیا
 فرق ہے؟ اور اس سے کیا تفاوت ہے؟“

”کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی ہے۔ اس میں اگر نزاع ہے تو موت
 عقل سے اور فرق موت تفسیر کا ہے۔“
 اس کے بعد کہ کاش میں اگر لکھتے ہیں۔

”اولیٰ جبر علیہ اسکا الفاظ سے دیکھ کر کہ اسے یاد دینے والوں کی تکلیفیں
 کھل جاتی پناہیں کیونکہ حضرات فقہاء کرام میں کو آدمی اور جو سے تفسیر کرتے
 ہیں وہی آہستہ اور ستر کا معنی ہے۔“

”سوربہ بعد میں ہم حکم قرآن سے ثابت کر چکے ہیں کہ گنگوہی صاحب کی
 اہل عبارت میں اولیٰ جبر سے جبر متوسط مراد ہے کیونکہ وہ اولیٰ جبر کو جبر اولیٰ نے
 کہے تھا بعد میں ان کو کہہ رہے ہیں اس لفظ اولیٰ اور جبر سے تفسیر کر کے غیر سے
 دھوکا دہی نے کیا ہے اور گنگوہی صاحب کی عبارت کے معنی جنہیں کہنے کے
 ستر کہنی کی عبارت سے قرآن لاکر دھوکا دینے کا نام تو کام ہی آپ ہی سے ضرور ہوا۔“

کیا سب بھی پاکستان کی ہر کانگرسنگوی صاحب کی عہدات میں جہنم بھی جہر
 آیا ہے اس سے مراد جہر کا ادنیٰ درجہ یعنی بہت بڑا کرہ ہو سکتا ہے ؟
 دیکھا کہ ان کی کانگرس جہر سے روکنے کا سبب نہیں ہے
 مولوی شرف الدین نے فرمایا کہ کانگرس کی صاحب کے مفادات پر جان کر تھے
 ہوتے سمجھتے تھے ۔

• فرما کر حضرت مولانا سنگری نے ایک ڈاکر کے ہاں شب پرکس ڈاکر
 ہر میں دیا جہاں جہر فرمایا تھا کہ ڈاکر جہر میں تو سب درجہ اور سب میں کانگرس
 ان کے کہ جس میں وہ ڈاکر تھے میں گروں چکا تھا چلتے تھے ، دیکھتے دیکھتے
 ہیں کہ دھوم دھم ہو کر کش و کڑی کی سیر کر رہے تھے تو اس صاحب سے
 ڈاکر تھے میں ڈاکر جہر سے فرمایا وہ رہا ہے ۔
 ایک سال ونگر بلان کو کہتے ہیں ۔

• حضرت مولانا سنگری نے ایک شخص کو ڈاکر جہر تسلیم فرمایا تو اس نے یہی
 کہا کہ اس میں دوا ہو گی ان کی کرنا کہ وہ ، مولانا نے فرمایا جی ہاں اس میں تو
 دوا ہو گی اور تھن میں دوا ہو گی ، اور تھن میں ڈاکر تھے تو اس سے فرمایا وہ دوا
 ہو گی کیونکہ ڈاکر جہر میں تو لوگ بھی ماضی گئے کہ میں ان کا ڈاکٹر کر رہا ہے میں
 اور جب گروں چکا کہ بہتر گئے تو لوگ مجھ سے گئے کہ دھوم دھم کس کس کی
 سیر کر رہے تھے تو ان کی کس کی ، چاہے وہاں سو تھے ہی وہیں چہا پنجہ مولانا
 سے فرمایا کہ اس دوا میں ہم چہا ، ہمیں ناہمی صاحب کی خدمت میں تھے اس
 وقت ایک انجینئر نے بزرگ میں آئے ہوئے تھے ، راستہ کو ہم ڈاکر جہر کہتے
 تھے اور وہ ڈاکر تھے ، تو کچھ کو شکایت کرتے تھے کہ اچھا ڈاکر چہا انجینئر
 وہ کہہ کر فرمایا ان کی تھی اور میں اسے چکا کہتے سو دیا اور ہم سب اپنا معمول پورا

کھینچتے تھے تو حضرت اگر غشی میں بیٹھ رہا آب سر نہ ہی رہی تھی گے اور لوگ
 جھیں گے کہ شیخ صاحب آپ کو قہقہہ تو رہا ہے اندھا اور بہا کہ اگر چی
 رہ گئے ہیں تو سر نہ ہے " ملے

گنگوئی صاحب کے ان جہالت سے حقیقت آفتاب سے زیادہ روشنی ہو گئی کہ
 گنگوئی صاحب جو کہ صرف سراج نفس کے مصلیٰ میں نہیں بیٹھتے بلکہ جو کہ غشی کا مصلیٰ قرار دیتے
 ہیں جس سے مسئلہ دھول کو واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ اضرائے کا ذکر کر رہا ہے
 اس لئے سرشار صاحب کا گنگوئی صاحب کی جہالت میں جو کہ صرف سراج نفس کے مصلیٰ
 پر عمل کر کے اس کو غشی کا غیر مصلیٰ قہقہہ اور بنا خور غشی یہ جتنا خطہ افزائی حاصل ہوا
 حقیقت میں دکھائی دیتی ہے۔

اور میری بات میں ان جہالت سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ دیا کا مشہور جو کہ لوگ
 کہتے ہیں کہ جو غشی نہیں ہے اس لئے وہ غشی دیا کے سبب اگر غشی کی جہر سے غفلت
 کی جا رہی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر غشی میں دیگر جہر کی نسبت زیادہ دیا کا مصلیٰ کا مشہور ہے
 اور چوتھی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کو کہ میں لیا اوقات قہقہہ آتی ہے جس کا دل نفس ذکر ہی
 ہوتا ہے وہاں رہا ہے۔ گنگوئی صاحب کے ان جہالت سے ہر حال یہ تاثر ملتا
 ہے کہ دیا جو کہ غشی سے افضل ہے۔

گنگوئی صاحب کے فتوے اور غلطی سے ظہور کیا کہ گنگوئی صاحب
 مسئلہ کو کہ باہر میں دیگر مشائخ حنفیہ کی طرح صاحبین کے قول پر تو سنے دیتے ہیں اور
 ہر طرح کے قائل ہیں جو لوگ مشکب دیوبند سے متعلق ہیں انہیں تو ذکر کرنا چاہئے
 کہ اگر وہ علماء دیوبند کے علم سے آگاہی اس مسئلہ میں کیا ہے جس کا وہ دیا کو کہ باہر سے
 متفق کہ کھینچی منزل سے کہ کن قدر بیکار پہنچے ہیں۔

اللہ علیہ وسلم فی سفر فجعل الناس یجھرون
 بالتکبیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایها
 الناس ارجعوا علی انفسکم لتکبروا لتدعون احسرو
 لا حقائب متفق علیہ (ابو یوسف شریف) یہی کرتے ہیں کہ ایک بار ہم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے لوگ ریت پاؤں
 ہذا آواز کے ساتھ کبیر شروع کر دیے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے
 لوگو! اپنے فتنوں پر ترقی کرو کہ لوگو! تم کسی پرستار و نائب کو نہیں پکار
 سکتے ہو آیات و حدیث میں یہ ہے ہر دہر و جہاد و مطلق مرد و عورت
 سب کا اور خدا واجب عزیمت کہ وہ ہوتی ہے علی اختلاف الوجدان
 الاول فی البدو العنصرانی بحث الجہار بالتکبیر
 عدم یم الفطر ھكذا وحس الاول ان وضع العنصر
 میل ذکر یہ حد فیکتصر علی مورد الشرع و جمالیات
 شعر حرمت ہے و انشاء ہے و بیکرہ و رفع العنصر و ذکر
 (ای علی المسجدم الا للمعتففتہ انھن) یہ حدیث شعر کریمت
 ہے۔

وہاں جو آدمی کہہ رہی تھا کہ اللہ تعالیٰ ومن اعظم ومن
 منہ صلحہ اللہ ان یہ ذکر فیہا اسمہ و معنی ہے
 خواہد ان کے مخصوص ہے کہ ذکر کرے کہ جو ماہی اللہ تعالیٰ کے
 ذکر کو دیکھا وہاں کہ وہاں کہنے کی کوشش کرے، ظہر ہے کہ یہی کہ
 بدن اذبح ذکر کرے یعنی اور اذبح بدن یعنی حضور ہے۔ و عن عبد اللہ
 بن ابراہیم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم
 من صلوٰتہ یقول بصوتہ الاعلیٰ لا الہ الا اللہ وحده
 لا شریک لہ لا العین و لا الھمد و هو علی کل شیء

قدیر اللہ الخوالجہ دیت، روایہ مسلمہ (عبداللہ بن زبیر) کو کہتے
 ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر تھے کہ بعد ازاں بلند فرما کر تھے لا
 اللہ الا اللہ الخوالجہ الحديث (بخاری و ترمذی) و عن ابن کعب
 قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم
 فی الوتر قال سبحان الملائکة المقدوسین و رواه
 ابو داؤد و الشافعی و زاد ثلاث مرات یطیل و فی
 رواية الشافعی عن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب
 عن ابيه قال کان یقول اذا سلم سبحان الملائکة
 المقدوسین و یرفع صوته بالمثل للقد، مشکوٰۃ - ۱
 ابن کعب یہی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر تھے
 کہ پھر میں مرتبہ سبحان الملک القدوس، فرما تھا اور ان کی تعداد
 میں تین چھ کو میری بار آور بلند سبحان الملک القدوس فرماتے، بخاری
 مشکوٰۃ، و عن ابن عباس ان رفع الصوت بالذکر
 حين یصرف الناس من المکتوبة کان علی
 عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و رواه البخاری
 (محرر) ابن عباس یہاں کہتے ہیں کہ بعد ازاں میں فرض نمازوں کے
 بعد بلند آواز سے ذکر کرتے کا معمول تھا، بخاری و ترمذی - ۱

ابن ماجہ دیت ہے مشروریت بخاری و ترمذی ہے، پھر بخاری
 اختلاف الاصول میں فی ان ادنی مراتب فعل
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بالاحتیاط الاستعفاء
 اس میں مختلف ہے کہ غسل کیا ہے، بعض نے ثبوت میں الشافعی کو دلیل
 اہمیت قرار دیا اور ابو جہود دیت خیر الذکر الخوالجہ غرض کہ غسل کیا
 بعض نے نفسی ثبوت میں اشارہ کر دیلی استنباط و تحکیم قرآن و احادیث

ابن عمار کہہ رہی تھا کہ اے اے مظهر! یہاں اے اے حدیث پر رفع
 الصوت بسبحان الملک القدوس بدل علی
 جواباً الذکر پر رفع الصوت بدل علی الاستحباب
 اذا اجتنب الیهیاء اظهارة اللدین و تعلمها للنسائی
 و ایضا الفہر من رفعة الغفلة و ایضا الفہر من
 الذکر الی مقدار ما یبلغ الصوت الیہ من
 الحیران و الشجر و الحجر و المدر و طلبہ
 لاقتدار العین بالغبس و یشہد لہ کل من طلب
 و یا بس مسمعتہ بعض المشائخ یشتل الخمار
 الذکر لانتہایہ من الیہیاء و ہذا متعلق بالنتیجۃ
 ذکرة مولانا علی القاری و قال الشیخ المحدث
 اندھلوی فی الحدیث دلیل علی شریعتہ الجہر
 بالذکر و ہذا متعلق بالشرع بلا شبہہ لکن
 الخفی من الفصل فی ظہر السماء التعلیٰ ما شہد
 مشکوٰۃ ص ۱۰۴۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بعد از نماز جمعہ
 سبحان الملک القدوس فرما، اور ظہر ظہر تقدس کہ حدیث ذکر ظہر کہ
 ہوا کہ استنباب پر لائے کہ ہے بشرط عدم خوفہ یا کہ لکھ اس میں
 وہی کا اندازہ صحیح کو تعلیم کا طریقہ کو قبول و جہاں تک ذکر کی اور اچانک
 وہاں تک اس کی برکتوں کو پہنچا ہے ذکر کہ کہنے والوں کو ذکر کی اثر
 مطلب کرنا اور ہر شک و دگرگو کہ پر گواہ بنا ہے بعض مشائخ ذکر میں
 اخذ کو پسند کرتے ہیں کہ لکھ رہے ہیں اور بعد سے اور مسئلہ میں
 اس بات کا تعلق جنت کے ساتھ ہے ذکر اور حرکات یا اور اس حدیث
 کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ اس حدیث میں

خیر الذکر الخفی لان نہایت خیفہ الریاء و تادی
 المسلمین او التیام فان خلاصہ ما ذکر فوقاً بل بعض اهل
 العلم ان الجہر افضل لان اکثر جمادات النعمی
 فانشدت الی السامعین و یوقظ قلب الذاکر غیر جم
 عہ الی التکرر و یجربون سمع الیہ و یطرق النعم و
 میں مید الفضا ط ملخصاً و تمام الکلام ہذا ان فرجام
 و فی حاشیۃ الحصری عن الامام الشیرازی اجم
 العلماء و سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر العبادت
 فی المساجد و غیرہا الا ان یشتوب جہرہ و علی
 تاشعرا و مصلی او قاری المانتہن۔ (حدیثی لوستہ میں
 کہ ذکر الہم کہ جسے میں ہا سب نماز کا کلام مضرب ہے ایک سبگ
 حرام سمجھتے ہیں اور دوسری جگہ ہا تکرار و تکرار الہم کہ جسے میں کلمہ املوت
 جہر کا تھا مگر آج بھی سمجھتے ان ذکر فی مسئلہ ذکر فی مسئلہ
 منہ و اور بعض علما کہ ہر کائنات ذکر کرتے ہیں اور اس میں الیقین ہے
 کہ بعض احوال میں ہر ہر ہے اور بعض میں ہر اور حدیث خیر الذکر
 الخفی اس کے بعد جن نہیں کہ گویا اس وقت ہے جب ہر حرکت الہی
 یا سداً ان کی بڑا کا خوف ہو اور جب ہی چیزوں سے غافل ہو تو بعض اہل علم
 کہتے کہ ہر افضل ہے کہ اس میں عمل زیادہ ہے اس کا فائدہ سامعین کو
 پہنچا ہے یہ دیکھو کہ ال کو بیدار اس کی سماعت اور خود فکر کو ذکر کی
 طرقت توجہ رکھنا ہے نہ خود کرتا ہے اور اس کی طبیعت میں زندگی پیدا
 کرتا ہے اور اس کو کہ جس کی تفصیل غریب میں ہے اور ہر چیز میں ال خیراتی
 سے متعلق ہے کہ تمام کلمے سمجھنے والا اس کا تعلق ہے کہ اس میں
 جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے مستحب ہے اذ یہ کہ ہر کلمے کی

حضرت سہیل علیہ السلام روایہ مسلم و حسن ابی ہریرہ است۔
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ
 تعالیٰ انا عند ظن عبدي یق و انا معہ اذا ذکر فی
 ذات ذکر فی نفس ذکر فی نفسی و ان ذکر فی
 فی ملائکہ ذکر فی ملائکہ و منہ منہ و منہ منہ و منہ
 انفس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
 صورتموہم یا احد الجنۃ فان تقوا قالوا و ما راہن
 الجنۃ قال خلق اللہ کور و الہ الترمذی و قال اللہ تعالیٰ
 مینہ کور و اللہ فیہا و قعود او حمل جنویہم الایۃ و
 فی التفسیر الاحمدی فی بحث الجہنم و الجہنم و هذا
 بحث مختلف فیہ بین الامام فی زمانہ و لا حمل انہ
 تحتہ اذا المقصود للکل الوصول الی اللہ بای طریق کان
 (مسلم شریف میں) ہم پر یہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے مگر فرشتے اس کو گنہگار نہیں سمجھتے، بخدا
 اور مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں اپنے
 بندے کے گناہ کو کھاتا ہوں اور اس کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر نہ کرے
 تو میں اس کا ذکر نہ کرتا ہوں اور جب وہ چاہت ہے کہ ساتھ مل کر میرا ذکر کرے
 ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اہل اذہن میں ہے
 حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی جماعت
 کے ساتھ ہوتا ہوں کہ میرے قریب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوں تو یہ کچھ بڑا
 نعیموں کے آگے کر کے ہے زیادہ پسند ہے اور قرطبی میں حضرت انس
 سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں
 سے گزرا کرو تو کچھ یاد کرو، پھر جنت جنت کے باغ کو غصہ میں افرمایا

ان کے مٹنے اور فنا کر میں ہے وہ گناہ قتل کے کا ذکر کرتے ہیں مگر وہ
ہرے، بیٹھے ہوئے اور کھڑے کھڑے اور غصہ اور ہراس میں بخدا اور ہر
کہ بحث میں درج ہے کہ ہر سے نہ میں ہر اور بخدا میں کافی اختلاف
ہے اور اس بحث میں ہر سے کوئی غلط نہیں کہ ہر فرقی کا متعلق
قانونی گناہ نہیں ہے خواہ کسی طریقہ سے ہو

پس بہت ہے کہ اگر ہر ہر سے ہر سے کوئی غلط ہے نہ
کریں ہی نہ ہر ہر سے ہر ہر سے ہر ہر سے ہر ہر سے ہر
ہی ہر ہر سے ہر ہر سے ہر ہر سے ہر ہر سے ہر ہر سے
اس کے لئے کہ کوئی ہے قال فی السنن المختار بعد المنع من
الجهل وهذا الخبر حسن اما العوام فلا يمتنعون من
متكبر هو ولا يمتنعون اصلا لعل في خبرهم حقا الخبرات
بغير قوله فلا يمتنعون لان حسن المقابلة الا لو
قال فلا يمتنعون في حقهم وهذا يقال ما ذكره لانهم
عدم المتكبر احد وقوله اصلا اي لا مبرا ولا جمل في
المتكبر هو خامس " هذا ما احسنه في والله اعلم بما
حسنه "

فقاری صاحب نے اپنے اس فتوے میں ذکر اہل ہر کے جو درجہ اولیٰ ہیں
کے ہیں لیکن ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے
ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے
اس میں سے کہ ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے ہر ہر کے
اب ہم فقاری صاحب کے اس فتوے سے چند اہم فوائد بھی کر سکتے ہیں۔

مختلفی صانع کے فستونے کے فوائد

- ۱۔ جی مخصوص برقی ہر شارح علیہ السلام سے ذکر ثابت ہے ان کے علاوہ اگر باطن کو سفلی ملے ہر خلق کا مختلف ہے بعض اس پر کھڑکھڑا دے سکتے ہیں اور بعض جائز نہیں سمجھتے قرآن انہیں لوگوں کا ہے ہم علیٰ احرم مگر باطن کو جائز سمجھتے ہیں۔
- ۲۔ جی بعض فتنہ رستہ ہر رستہ میں کیا ہے ان کے احوال رحمت نہیں ہو سکتے مگر کھڑکھڑا دے سکتے ہیں اور بعض سکتے قرآن بعض پر رحمت نہیں۔
- ۳۔ جی فتنہ رستہ میں کیا ہے ان کا کھڑکھڑا فتنہ رستہ ہی پر محمول ہے۔
- ۴۔ جب کسی کی عبادت یا نیت میں غلطی نہ ہو اس وقت ہر مغزوی جائز ہے مگر کھڑکھڑا سکتا اس فتنہ کو خاص عبادت احوال ذکر ہے۔
- ۵۔ ذکر باطن ہر عبادت یا اور سلطان احوال مشورہ ہے اور کسی قید کے ساتھ قید نہیں ہے۔
- ۶۔ احوال و اسباب ہیں جب کہ ذکر باطن ہر ملے جائز ہے کسی کو حق نہیں کرنا چاہئے۔
- ۷۔ جی فتنہ رستہ کو کھڑکھڑا دے سکتے ہیں ان کا یہ بھی خود اس کے لئے ہے۔
- ۸۔ کلام کو کھڑکھڑا کرنے سے وہ لوگ حق نہیں کہتے اور خالی کہتی ہیں وہ کھڑکھڑا ہے اور اس راستہ میں ہر رستہ فتنہ رستہ ہی کا ہے۔

ہر مغزوی کی مہارت

یہی مختلف صانع "واذا کریمک فی فکک فخرنا و خیرنا" کی تفسیر میں لکھتے ہیں "حاصل اس بات کو ہے کہ دل اور حیثیت میں تداخل اور خوف ہو اور احوال کے اعتبار سے ہر مغزوی ہر احوال میں بہت پرہیزگار حرکت دے سکتا ہے اور ہر مغزوی ہر احوال میں فتنہ رستہ میں ہے، جن مدخلوں میں اس کی رخصت کافی ہے اور اس سے مغزوی ہے البتہ اگر کسی عارضی کی وجہ سے مثل دلی خطرات یا دلی قدرت و نصیب یا رقت و خیر و ان شرائط کے ساتھ ہر کس

شیخ عقیق نے فرمایا کہ ہر کسی کا نام ہر صلی کو تشریف دینا ہر روز ہر صلی سے ہر
 چوہا ملے، اس جگر کو قرینہ دہانا ہو جگر کا جھٹا ہو تو اہانت سے
 کیونکہ جو غار میں رہتا ہے وہ اس میں نہیں رہتا؟ ملے
آلہ الشک ضرب

یاد رکھو اور میں جگر کے ساتھ "۱۱۱۱۱۱۱۱" کی ضرب پر غصہ کر سکتے ہو سکتے
 تھے ہیں۔

"سیرت عن النبیل، قتال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یقتل الخزاب یوم البسندق حتی اضر بطنہ لوطاً غیر
 بطنہ یقول واللہ لولا اللہ ما احدثت ہذا ولا تصد ہذا
 والصلیہ لافاضلین سکینۃ علیہم مشیت الاقدام
 ان لا یقتلوا الا والی قد ہجرنا علینا؛ اذا ارادوا قتلنا
 ورفقہم لہم ما بیننا و بطنہم الخرق الی شریعہ صریحہ
 بالخریۃ ای اسینا و لہما البخاری فی ہاں حق و الحق
 بلکہ کامصلح سے کہ کمالی شریعہ و علم غزوہ طندق میں یہ چیز ہے جو
 واللہ لولا اللہ ما احدثت ہذا کس کے قدم پر ہم کھڑے ہیں اس
 کو لکھو اور اگر کوئی دانا اور دیکھ کر کہہ سکتے ہوں اس حدیث کی روایت
 عرب کی مشروریت پر اس طرح ہے کہ بعض کلمات میں ضرب سے منقول اثر
 خاص کا اہتمام ہے اور میں اہتمام اثر خاص کا منقول تھا صلی اللہ علیہ وسلم
 کا "ایسا" کہہ کر اور جہر و دعوت سے اس ملت کا اثر پاک سے
 حکم کی تندی پر ہوا ہے گا اور یہ حدیث جس طرح مشروریت جو ضرب پر مبنی
 وال ہے اس طرح جہر و انگہ دم صوت بعض کلمات دیکھو بعض احسن انکام

پچھے آگاہ شدہ بدولت نگین مجاہد پر بھی نفاذی ہے، اور یوں یہ بدولت نگین ہرچہ
 نامت پر بدولت کی تقریر ہے کہ کوئی باکلام مشہور و مخیر وہ ہے عامل و معمول
 یعنی شرط و وجہ کا ایسی ادا ادا دو افسانہ اسے اپنا منکر آپ نے صرف
 ایک بندہ یعنی جہا کا پیر کہ معمول ہے انکار فرمایا بدولت شرط کے پیر کہ عامل ہے
 اسی کے مشابہت لکھو، اگاہ شدہ معمول کا بدولت لکھو، عامل کے تو اس سے
 معصوم انکار یعنی سوم کی بھی ایک نفاذی دلیل داخل ہوئی ہے ۲۷

بدولت معصوم صاحب تھا نوری کی ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ خود سدا تو ان کے
 ساتھ ذکر و خبر و علوم با خود ہے کہ کوئی نفاذ و عبادت میں نقل بہ شرط و کی صورت میں ہوتا ہے
 اور اس کا ثبوت ہے کہ ایک اتفاق ہے کہ وہ داری، لہذا اگاہ شدہ سکے جہاں 'اگاہ شدہ'
 کی عزیب کو بھی انہوں نے عزیب سے ثابت کیا ہے، مشکب و بدولت سے کس
 دیکھنے والے حضرات پر ان کی رعایت محبت قائلہ کا درجہ رکھتی ہیں، اگاہ شدہ سے
 انہیں ہر محبت عطا فرماتے۔

اصولۃ الاسلام علیک یا رسول اللہ

یعنی یا رسول اللہ! اگر ہمارے لئے کچھ چیز ہے "اصولۃ الاسلام علیک یا رسول اللہ" پڑھنے کی کہ تو ہمارے عقائد میں دودھ و شربت کی طرح پھیلا دے اور ہر ایک کو اس سے آگاہ بنا کر دے گی۔ لیکن دودھ و شربت کے لئے بھی لازم ہے کہ اس طرح پھیلاؤ کہ ہر ایک کو آگاہ کر دے اور ہر ایک میں اس طرح دودھ و شربت کی طرح پھیلا دے کہ ہر ایک کو اس سے آگاہ کر دے اور ہر ایک میں اس طرح دودھ و شربت کی طرح پھیلا دے۔

یستحب القاری علی الحدیث بن غریب: ممن فی امتنا
اذا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
صوتہ بالصوتۃ علیہ والتسلیم ولایبالیہم الرفع
مبالغۃ فاحشۃ و ممن نص علی رفع الصوت الخاف
الحافظ ابو بکر الخطیب البغدادی و الخرون وقد
نقلت الی علوم الحدیث وقد نص العلماء ومن
اصحابنا و غیرہ صراحتہ یستحب ان یرفع صوتہ
بالصوتۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التلیفۃ
واللہ تعالی اعلم

"حدیث شریف اور اس کے ہم مثل کلام کی جتنی باتیں کہ حق تعالیٰ منتخب
کے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر یا رک آئے تو قریب آواز سے آپ
پر حلاوت و سلام پڑھیں اور بلند آواز کر کے میں زیادہ مبالغہ نہ کرے۔ جو نئے
حضرات نے آواز بلند کر کے کی تفریح کی ہے ان میں مبالغہ ہو چکا ہے غیب
اور دوسرے کا ہر حال میں اسے اسے علوم الحدیث میں نقل کیا ہے
یہ شرعی و طہر شرعی علی اسے غیب کے موقع پر بلند آواز سے دودھ و شربت
پڑھنے کے احتساب کی تفریح فرمائی ہے۔"

درد و شریعت کو باہم جوہر سے پہنچنے کا ثبوت
 عام ای الہم نے تقیہ کے ذلت، اہستہ درد و شریعت پہنچنے کے لئے کیا ہے
 اس سے کہ لازم نہیں آتا کہ تمام اوقات میں درد و شریعت اہستہ ہی پہنچنا چاہئے
 باہم درد و شریعت پہنچنے کا حکم وہی ہے جس میں کوئی اور قوی نے بیان کر دیا ہے
 چنانچہ گنگوہی صاحب لکھتے ہیں :-

سوال :- ذکر بکھراؤ و غافل بکھراؤ درد و بکھراؤ بکھراؤ بکھراؤ ہو یا شدید
 بھیجے نماز میں تو ایک حضرات محدثین اور حضرات ائمہ اربعہ و غیرہ میں اختلاف
 تھا کہ عینم کے کیا حکم کرتا ہے اور وہ ہاؤں سے جدا نہیں ؟

الجواب :- ذکر خواہ کوئی ذکر ہو جسے نام یا منیف وراثت تھا ملے کے
 نزدیک ہوا ملے ای صورتی کے کہ ثبوت میں ہر شخص سے ہے وہاں کہ وہ ہے
 اور صاحبین اور دیگر فقہاء و محدثین ہاؤں لکھتے ہیں اور مشرب ہاؤں سے مشایخ کا
 اختیار مذہب صاحبین سے ہے ہاؤں اور غافل ہاؤں ملے

اس عبارت میں گنگوہی صاحب نے تصریح کر دی ہے کہ احادیث کے متنی
 قول پر درد و شریعت کو دیکھا ذکر کی طرح ہر سے جدا ہاؤں ہے۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صلوٰۃ والسلام عليك يا رسول الله پڑھنا مکروہ الکی ہے۔
 یہ سنا ہوا کوسہ اور درد و شرمینہ پڑھنے کے لئے درد و غم و ایسا ہی کے بیٹوں کو
 استعمال کرنا چاہئے۔ جو باگزارش ہے کہ قرآن کریم میں دو حکم ہیں "صلی علیہ وسلم"
 حضور پر صلوٰۃ والسلام پڑھا اور دوا براہی میں صرف صلوٰۃ کا ذکر ہے کہ "صلی علیہ وسلم"
 لہذا درد و غم ایسا ہی پڑھنے سے قرآن کریم کے اس حکم پر عمل نہیں ہوگا یا بہر جب صلوٰۃ
 والسلام عليك يا رسول الله پڑھیں گے تو صلوٰۃ اور سلام دونوں پڑھیں ہوتا ہے۔
 نیز علامہ سبزواری فرماتے ہیں :-

وقد تضمن العلماء على كراهة الاتصال
 على الصلوة على صلي الله عليه وسلم
 من غير تسليم

"علمائے تعریض کہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بیعت سلام کے بعد
 صلوٰۃ پڑھنا مکروہ ہے۔"

اس روئے سے درد و غم ایسا ہی پر اقتضار کہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف
 صلوٰۃ پڑھنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔

اقتضایہ ہے کہ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درد و غم ایسا ہی کی تعلیم کیوں دی ہے
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور سے درد و غم ایسا ہی نمازیں پڑھنے کا حکم و احتیاط و تہذیب
 چرچا تشدید کے دوران "اسلام عليك يا نبي" کے ساتھ پڑھنے سلام پڑھنا واجب ہے
 للمذاہن فقط صلوٰۃ پر اقتضایہ لازم نہیں آتا چہرہ حضرت عیسا علیہ السلام سے
 ملاحت ہے۔

اقبل رجل حتى جلس بين يدي النبي صلى الله
 عليه وسلم فحن حننه فقال يا رسول الله

علیہ وسلم اور اسے السلام علیک کہتا ہے۔ ہندوؤں نے یہ کیا کیا
 فصلی علیک اذ انت من صلیتنا فی صلیتنا صلی اللہ
 علیک قال فصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حتی احيوا انما الیحبیل لیریسئلہ فقال اذا استخیر
 صلیتم علی فتقولوا اللہم صلی علی محمد الخ
 "ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مانعہ اگرچہ
 گیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ! سلام کو تو ہم نے سیکھ لیا ہے اب فرمائیے کہ
 ہم نماز میں آپ پر صلوٰۃ کیجئے؟ میں نے حضور کو خوش ہونے پر یہاں تک کہ ہم نے
 سوچا کہ وہ سوال ہی ممکن ہے۔ پھر حضور نے فرمایا جب نماز میں تم صلوٰۃ پڑھو تو یوں
 پڑھنا اللہم صلی علی محمد الخ"

صحابہ کرام سے الصلوٰۃ والسلام علیک رسول اللہ کا ثبوت

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ شکیک ہے کہ کسی دود شریف میں صلوٰۃ والسلام
 دونوں میں جو بات ہے، بلکہ یہ دود شریف صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے۔ اس لئے
 برصحت ہے کہ اس کے صحابہ میں گوارہی ہے کہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ دود
 شریف صحابہ سے ثابت ہے بلکہ اس واقعہ سے ہے کہ صحابہ کرام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے صلوٰۃ والسلام علیک رسول اللہ پڑھا کرتے تھے، علامہ شہاب الدین
 غفرلہ جی فرماتے ہیں :-

واللہ یقول انہما قالوا یقولون فی فتحہ الصلوٰۃ

والسلام علیک یا رسول اللہ

"منقول ہے کہ صحابہ کرام حضور پر نسبت پیش کرتے ہوئے کہتے تھے

"صلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"

نہادہ خیرات کی تحقیق

اس مسئلہ میں ایک اعتراض نہادہ کا بھی اٹھایا جاتا ہے۔ فوراً کہا جاتا ہے کہ جو کلاس
دور میں نہادہ کے خیرات سے دوسری سلسلے میں بہادر ہے۔ نہادہ خیرات کے لئے کسی بھی
کے حالات مضطرب ہیں اس لئے ہم یہ جتنی بھی کہ اس میں کوئی پانچ سو برس سے گزرتا
کر رہا ہے، مطلقاً نہادہ کو ممنوع نہیں کہا جا سکتا کیونکہ قرآن میں انجیل یا عیسوی اصول و
اسلام کے انہی اصول کو نہادہ کرنا مشتاقہ قرار دیا گیا ہے انسان افی و رسول اللہ علیہ السلام
جمعاً اور انہی اصول کا پختہ نمونہ نہادہ کرنا مشتاقہ یا عیسوی اصول یا عیسوی
وہیلے مادہ ہے اس لئے نہادہ خیرات کو ممنوع قرار دینے کے لئے دوسرا کسی قہید کا
اضافہ کرنا ہوگا۔

امور یا فرق الاسباب میں نہادہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امور یا فرق الاسباب میں خیرات سے امتداد کے طور پر
نہادہ کا منہ بند نہیں ہے۔ قول عزریٰ کے فرقان کے خلاف ہے۔ قسمت غنیمتیں ہیں یا وہی کسافت
پر واقع تھا۔ وہ جو کچھ مسلمانوں پر ہوتا ہے کہ غنیمتیں اور ان کے ساتھیوں کے پہنچنے سے
پچھلے وقت ان کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح اس وقت غنیمتیں غنیمتیں ہیں انہی غنیمتوں سے
پچھلے دور میں مسلمانوں کا

ایہذا العلاۃ ایک کہہ یا تفسیر ہی بعض شہداء قسید ان
یا انکونی مسلمین۔

”اسے دربار اتم میں سے کسی شخص غنیمتیں غنیمتیں کو ان لوگوں کے
پہنچنے سے پہلے نہادہ ہے۔“

اس آیت میں امور یا فرق الاسباب میں غنیمتیں غنیمتیں کا ثبوت واضح ہے۔

دور سے نہادہ کا ثبوت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ غائب و بیدار نہادہ کرنا نہادہ ہے۔ لیکن بات آباد صواب
حکم و روایت، اس کے لئے کوئی روایت نہ ملتی ہے۔

عن ابن عمر ان عمر بعث جيشا وامر عليهم
 بجلاديه على صلوية فبينما هم يخطب فجعل
 يصيح يا ساري الجبل فتقدم رسول من الجيش
 فقال يا امير المؤمنين لقد ناعدونا فكلزونا
 فلما ابصناهم يصيح يا ساري الجبل فاستدنا
 فلهوينا الى جبل فهدمهم الله تعالى واذا اليه حق
 ولا مثل النبوة له

” صریح عیاضی کہ بیان کرتے ہیں کہ عمر نے ایک لشکر بھیجا اور ان کے
 ساری ہم کے ایک شخص کو امیر بنایا۔ ایک دن معزیت ہوئی کہ شام کے ظہر میں
 آواز بلند ہوا کہ ساری ہم! پکار کر اورٹ میں ہو جا، سب شکرت سے ایک
 شخص آیا اور کہنے لگا ساری ہم! غنیمتیں اور غنیمتیں سے ہمارا مقابلہ ہوا، اس نے
 ہم کو شکست دے دی، ہمارے ایک آدمی آواز لگائی کہ ساری ہم! پکار کر اورٹ میں
 ہو جا، ہم پکار کر اورٹ میں ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے غائب
 فرما دیا۔“

معزیت عرضی کہ جس کے اس اثر میں غائب اور بے یار کے جوار کو کتاب

سے نفاذ و دشمن ثبوت ہو چکا۔

اموات کو فدا کا ثبوت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فوت شدہ لوگوں کو فدا کرنا ناجائز ہے لیکن یہ کہنا

بھی ہمیشہ مزید کے خلاف ہے، امام ترمذی روایت فرماتے ہیں:-

عن ابن عباس قال مر رسول الله صلى الله

عليه وسلم بقبور المدینة فاحسب علیہم سیر ورحمہ

فقال السلام علیکم یا اهل القبور بعفوا الله لنا وکم

انتم مسلفینا ومنحن بالاشرف

”حضرت ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم میرے سرور
کے قریب پرگن سے تھے پناؤںؓ انور اہل قیود کی طرف متوجہ کر کے فرمایا اسے
اللہ تعالیٰ تم پر حکیم و اللہ تعالیٰ تمہاری اور ہماری عظمت فرمائے تم ہمارے
پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیرواں بنے ہوئے ہیں۔“

اس حدیث شریف میں اس بات کا مزید ثبوت موجود ہے کہ فوت شدہ حضرات
کو خدا سے خطاب کرنا ہمارے لیے جائز ہے۔

فوت شدہ بزرگوں کو بطور استاذ و نذر کرنا

بعض حضرات کہتے ہیں کہ فوت شدہ حضرات کی استخوان اور استخوان کے طور پر نذر
کرنا ناجائز ہے لیکن کتنا ہی حدیث، آثار اور اقوال اللہ کے مومنین کے لیے
مردی ثروت علی تعالیٰ نگاہت ہیں۔

”پہلی روایت : سفی بن واہبؓ اب صلاۃ الحاجہ میں عثمان بن عفیف سے
روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوپڑی میں حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے
اس کو تیری دنگوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کروں،
اس شخص نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے، آپ نے اس کو ٹھکرایا کہ دنگوں سے
اور باقی طرح دعا کرو گے اور دعا کرے گا۔ اسے اللہ! میں آپ سے
درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوں جو سب سے عظیم اور صلی اللہ علیہ
وسلم اہل رحمت کے ہستے ہیں! میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس بات
میں اپنے صلب کی طرف متوجہ ہوں تاکہ وہ میری برکت سے میرے لیے اللہ! آپ
کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔“

طحاوی میں ہے : ”میں نے اسے
طحاوی میں ہے : ”میں نے اسے

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
یا محمد! اللہ تعالیٰ تجھ کو رحمت بڑی دے گی، یا حاجی! اللہ تعالیٰ ہی اللہ تعالیٰ ہے،

حضرت یحییٰ بن عیسیٰ فقال: لا رجل اذا كرس احب
الناس اليك فقال يا محمد وفي رواية خصام
يا محمد واه فان شئت رجل له

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہاؤں میں ہو گیا تو کسی نے اسی سے کہا کہ اس کو روکنا
جو تمہیں سب لوگوں سے زیادہ پیار ہے تو بعد ازاں یہی عمل کرنا چاہئے
پکارا لا محواء اقیس کا پاؤں اسی وقت ٹھیک ہو گیا“
حضرت علیؓ کی شہرہ شہر میں لا محواء آگئے تحت لکھنوی۔

فانصد به اظهار المعصية في حصة الاستغفار
”حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے لئے بطور استغفار و استغفار
یا محواء پکارا“

تھی حضرت ابو حضرت علیؓ کی وصاحت سے۔ بالکل ہونہ و شہر کیوں
وایع ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پکار
بطور استغفار پکارا تھا اور یہ غلطی کے غائب ہیں ہے، غما کے بعد دو سال بھی اور
نہار بطور استغفار بھی۔

فانصد به اظهار المعصية في حصة الاستغفار
”حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے لئے بطور استغفار و استغفار
یا محواء پکارا“
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے لئے بطور استغفار و استغفار
یا محواء پکارا“

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے لئے بطور استغفار و استغفار
یا محواء پکارا“
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے لئے بطور استغفار و استغفار
یا محواء پکارا“

علاوہ بری دل اور عیادہ اور ہی حکمتی کے ساتھ اس میں اور نفاہات میں بہت
 جود تمام رکھتے ہیں انہوں نے اپنے اس فرق میں اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ
 اصل کے بعد پرانگی وہی کو بطور استقلال قرار دیا جائے گا۔

اسی بحث میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے شیخ شیخ عبدالموہاب باب خلی سے
 نقل کرتے ہیں کہ:

وقد يكون خاطر الشيعر فهو امدا وسمت الشيعر
 يصل الى قلب المريد الطالب مشقلا على كشت
 معضل يصل مشكل حصل للمريد في الراقعات
 والوارقات الربانية وهذا الخاطر انما يسر
 على قلب المريد عندما يستكشفه ذلك باستقلا
 من ضمير الشيعر فيستكشفه وينتقن الحال سواء
 كان الشيعر حاضرا او غائبا حيا او ميتا يذل عليه
 ما قال الشيعر العارف بانك حلي بن حسام الدين
 المنقري اسكن الله جبرية جنته واقمده بلطف
 ورحمته يا عبيد الوهاب اذا اشكل عليك شيء
 من الراقعات والوارقات فاعرضها على بقلبك
 واستكشف ذلك باستقلا ذلك من واديه
 موق فحجرتك ذلك هو جودت كما قال وهذا الخاطر
 ايضا في الحقيقة داخل تحت خاطر الحق سبحانه
 لان قلب الشيعر بمثابة باب مفتوح الى
 عالم الغيب وهو اسطى بين المريد وبين
 الحق سبحانه فيصل امدا و فيض حلي قلب
 المريد بواسطته انهم كلهم قد من سره له

مناد علیاً مظهر العجاائب متجدد صورتاً ملت
فی النعائب حلال هم و غیر مہینجلی ہوا یمنک
یا علی یا علی یا علی۔

”حضرت علیؑ کو پکارو گی کہ ذاتِ معجزِ عجاائب ہے، ہم جب صاحبِ میں
ان کو پکارو گے تو اس کو پناہ دے گا اور پناہ دے گا اور بہرِ رحمتِ شکاری پریشانی اور
ہو جائے گی یا علی یا علی۔“

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی شخصیت بھی مسلم میں انفرق نہیں ہے۔ بلکہ
دریچہ کائنات کے میدان میں کی شخصیت پرناؤ دیکھ کر کہا جاتا ہے، شاہ عبدالعزیزؒ نے
ہمسایہ عمرِ شریف میں عہدِ اودائے مدینت کے احوال و کوائف میں کئے ہیں ان میں آپ
سے شیخ سیدی زبیدیؒ کا نام (ترقی ۱۰۹۹ھ) کا بھی تذکرہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ
وہ بارہ طرابلس کے بادل میں سے تھے، شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ سیدی زبیدیؒ
سے قصیدہ جیلانیہ کی طرز کا ایک قصیدہ لکھا ہے جس کے بعض اشعار بھی یہ

انا المصیدی، جامع المشقات

اذا صا سطاحی الزمان بکعبۃ

”میں اپنے خضرِ مرہ کی پریشانی حلال کر تھیں ویسے حال ہوں جب دیکھتا
اور اس سے اس پر عہدِ اودائے مدینت

وان کنت فی حنین وکرب وحر

فتنا و ہیا زبیدی ات بسرعت

”اگر تو خوشی سے جینی اور دشتِ عہدِ اودائے مدینت کہہ کر کہاں میں
قرآن اودائے مدینت گا؟“

نوٹ ۱۔ یہ تہذیبِ عربیہ میں عربیہ کی ایک کاپی ہے۔

فلانے غیر اللہ کے ہم ہمارا کمال

گزشتہ صفحہ میں جو بحث کی جا رہی تھی اس سے واضح ہو گیا کہ خدا غیر اللہ
 نہ مطلقاً متوحد ہے نہ لایعلا و دہی کے سبب سے، نہ استواء اور استقامت کے
 طور سے اور نہ سموات کو خدا کو کہنے کے سبب سے، نہ اس کے غیر اللہ کے نامائز ہونے
 کی صورت ایک ہی وجہ سے، نہ وہ یہ کہ کسی شخص کو مستقل فی انصوت یا خلقی عبادت کجا کر
 پکارا جائے اور نہ پکارنا سبب تک نامائز اور شرک ہے خواہ جسے پکارا جائے
 وہ نفع دہ اور مراد، قریب ہو یا بعید اور استواء و استقامت کے طور پر اس کو خدا لگایا
 یا نفس شرق و غربت سے۔

تذکرہ یا رسول اللہ

صلوات با بر میں عطا خدا کے رسولؐ کی تحقیق پیش کی جا چکی ہے۔ اب ہم
 بالخصوص خدا کے 'یا رسول اللہ' کے بعد میں کچھ دلائل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم
 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا
 ۝ مِّنْ دُونِ فَتَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ فَذَلِكَ سَبْعٌ مِّنْ لَّدُنْهِ
 عِلْمٌ لَّكُمْ كَذِبًا كَرُورٌ

خدا کو اس حق میں کہ تم میں سے کسی کے لئے

الشرح: ہمیں ایسی حالتوں میں سر دینے والوں اور نصیرین
 اللہ لاجل عنہا میں عبادتوں کا حال کا تو ایسا ہی کہ
 یا محمد یا ابا القاسم وغیرہا میں اللہ تعالیٰ عنہ
 ذلک، بقولہ سبحان لا تَجْعَلُوا (الآیۃ) احاطا

لنبي صلى الله عليه وسلم فقالوا يا بني الله
يا رسول الله وروى شجر هذا عن قتلة والحسن
والسيد بن جبر ومجاهد وفي احكامهم المقرآن
للسير طي ان في هذا الاثنى شجرة من اهل
الله عليه وسلم وباسمه — والظاهر انهم
ذات بعد وفاته صلى الله عليه وسلم

” اہل اہل قائم دہائی مودود اور ان کے پیروں نے اپنی اپنی باتوں کے ساتھ
حضرت ابی جہاس سے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ اپنے بیٹے کو
جو اپنے کے وقت پروردگار کا نام کہہ کر پکارا کرتے تھے ان کے پاس آئے
اپنے اس حکم سے ان کو اس طرح پکارنے سے منع کر دیا پھر صحابہ حضور کو
اپنی شہادت پر اس قدر کہہ کر پکارنے لگے کہ وہ بیٹے کی طرح ہی تھے جس کی حکم
کے ذریعہ حضرت علیؑ کو ہم سے کہہ کر ان کا نام پوچھا اور ان کی فرمائش
پر ان کا حکم حضور کے وقت سے لے کر اب تک قائم ہے۔“

اور ان کو کسی قسم کی بیانی سے دعا کی ہو گی کہ حضور کو دعا یا دعا اور یہی باتیں
کوئی پاس نہ کرے نہ وقت کے ساتھ اپنی دعا اور یا رسول اللہ کے ساتھ دعا کی
پاس نہ ہو حکم خداوندی سے ایک ایک جہاں سے دعا اب بھی حضور علیؑ
اللہ علیہ وسلم کو دے گا کہ وقت و اپنی دعا اور یا رسول اللہ کہا جائے گا۔
تو اس کا دعا بھی ایسی بہت ہی ہے۔“

بیان تفصیلاً یا رسول اللہ یا منجا اللہ اے اے دعا
من منجوا اللہ یا اللہ وھذا اہل خیرت واکذا بعد وفاتہ
فی جمیع مصلحتاتہ

”حضرت علیؑ کو علم کرنا، اس کے وقت دشمنی اور اسلام کے خلاف
 یہ وجہ تھی کہ حضرت علیؑ کی یہ بھی ضرورت تھی کہ وہ اس کے بعد بھی فہم کے
 خطبات میں“

حضرت علیؑ کی یہ وجہ تھی کہ وہ اس کے وقت دشمنی اور اسلام کے خلاف
 یہ وجہ تھی کہ حضرت علیؑ کی یہ بھی ضرورت تھی کہ وہ اس کے بعد بھی فہم کے
 خطبات میں“

نوٹ :- حضرت علیؑ کو علم کرنا، اس کے وقت دشمنی اور اسلام کے خلاف
 یہ وجہ تھی کہ حضرت علیؑ کی یہ بھی ضرورت تھی کہ وہ اس کے بعد بھی فہم کے
 خطبات میں“

نماز علیؑ اسلام علیک لے آیا اللہ ہی کہنا انشاء ہے

نماز کے لئے میں ہر شخص کو علم کرنا، اس کے وقت دشمنی اور اسلام کے خلاف
 یہ وجہ تھی کہ حضرت علیؑ کی یہ بھی ضرورت تھی کہ وہ اس کے بعد بھی فہم کے
 خطبات میں“

و یقصد بالفاظ الشہد معانیہ اصولہ ل
 علی وجہ انشاء کات میں ہی اللہ و یسلم علی

منہیہ و علی نفسہ و اولیائہ لا الاخبار عن ذلک
ذکرہ فی الصحیحین ۱

۱۔ ائمہ تشیع سے اس کے معانی کا ارادہ کوستے گویا وہ با قصد و نیت قادیانی
کی راہ میں اپنی حیات ست کے لئے پیش کر دے جس کا وہ اطمینان ہے کہ نبی
کو سلام کر دے جس کا وہاں چھاپ کر اور بیگانہ بنیاد کر بھی سلام کر دے جسے انصاف
اس شخص کے سلام کی نقل کا ارادہ نہ کرے ۲
ملاحظہ فرمائی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ۱۔

ای لا یقصد الاخبار و الصحابۃ عما و خم
فی السورۃ من حلی اللہ علیہ و سلم و من
وجہ سب طہ و من السلاشک علیہم السلام ۲
۲۔ حضور کو سلام کرتے وقت واقعہ سورج میں اللہ تعالیٰ کے کہے
ہوئے سلام کی حکایت اور نقل کا ارادہ نہ کرے ۳

۳۔ منافقین یا عوام کہتے ہیں کہ حضور کو سلام کرتے وقت واقعہ سورج کی حکایت
کا قصد کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ سلام کرنے کا قصد کرتے۔ یہ ہیں
خلفہ امرویس پر اس کے جب نماز کو دعا اللہ کرے شروع کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ
کی تعظیم کا قصد کرتے ہیں پھر دعا کی حکایت نہیں کرتے ۱ اسی طرح دعا کو جو حمد کی
تعبیحات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا قصد کرتے ہیں تسبیح دعا کی حکایت نہیں کرتے
اور جب قرآن ۲ اسلام حکیم پڑھتا شروع کیا تو لکھتے ہیں تو قرآن یا قرآن مخفیہ ہیں
کو سلام کا قصد کرتے ہیں کسی کے سلام کی حکایت نہیں کرتے۔
آخر میں نماز میں اول سے آخر تک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا قصد کرتے ہیں صرف

حضرت علیؓ کو اسلام کو تسلیم کرنے کے وقت اللہ کی جنگِ اسلام کی شکایت کرتے ہیں۔ ظہورِ نبیؐ کے بعد دنیا کے چند بڑے شیعہ میں حضرت علیؓ کی جگہ نماز میں نہیں مل سکتی تھی تو غصہ کرتے تھے اور میں ان کو گھر پر رکھنے کی بنا پر مسلمان کہہ سکتے تھے یہ سب انہیں معلوم کرتے کہ وقت آنے کا نہیں تھا۔ حضرت علیؓ نے کہا یہ ظلم اور زیادتی کی تہذیبیں کرتے۔

تاریخی کلام پر اس تفصیل سے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ روایت اور روایت علیؓ کے ساتھ ہے۔ جبکہ نماز میں حضرت علیؓ کی علیہ وسلم کو تفسیر نماز کے ساتھ سلام پڑھا جاتا ہے اور حضرت علیؓ کی علیہ وسلم پر خطاب کے سینہ مبارک کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لئے بہترین عمل ہے کہ حضورِ مانت میں ہی صحابہ کرام قنوتِ طراوت اور جہات میں پھیلے ہوئے تھے۔ حضورِ مانت اور نور و نور ایک ہے حضرت علیؓ کی علیہ وسلم کو نماز کے خطاب کے سینہ سے سلام پڑھتے تھے۔ حضور کے بعد اللہ کے بعد تمام امت کا یہی عمل ہے کہ وہ حضرت علیؓ کی علیہ وسلم پر نماز اور خطاب کے ساتھ سلام پڑھتی ہے۔

حضرت علیؓ کی علیہ وسلم کا درود و تحفہ

ایک حدیث یہ بھی کہ جاتی ہے کہ حضرت علیؓ کی علیہ وسلم کو بھیجا کہ جاتی ہے یا حضرت! اس سے میں کہتے ہیں انہیں اس حدیث میں گڑبگڑ ہے کہ کہیں حضرت کا ساتھ ہے یا نہیں اس جہان کے احکام سے ہے۔ عالم ہر زمانہ میں حضور و خیر و کمال ہے نہیں تو پھر حضرت علیؓ کی علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔

العبد اذا وضع في قبره و اتوا بالصحابه حق الله

ليسهم في حق نفع الهم

”جب اللہ کو قبر میں رکھا جائے گا تو اس کے صاحب اس کو دے گا

کہ کہچہ ہجرت تھی تو وہ ان کی برتری کی آواز کو بھی سنتا ہے۔
 عذر سوم بھی اسی حدیث کے حوالے سے دیا گیا کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یمر بقیل
 الحلب العزیز من کان یشرف فی الدنیا فی مسلم علیہ
 الا شرفہ وہ علیہ السلام صحابہ عبد الحق
 "حضرت زید عباسی روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ ان شخصوں پر شرف ہے جو ان کی قبر سے گزرنے والے کو سلام نہیں کرتے مگر
 صاحب قبر سے چہان کر کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔" عبد الحق نے
 اس حدیث کو بھی نقل کیا ہے۔

تو فرمائیے! ہم کمالوں کا حال ہے کہ کوفات کے بعد ان کے ادراک
 کے لئے حدود و قیود کی پابندی نہیں رہتی تو کون کا زندگی میں بھی یہ عالم تھا کہ میں پر
 رخت ہو سکے تو شرف و فرس کی آوازیں سننے سے تو حال کے بعد جب اس کے قوائے
 مذکورہ پر چڑھ گئے ہوں گے اس کی بہت کچھ کا کیا عالم ہوگا۔
 چنانچہ قیام پڑائی کے حوالے سے دیا گیا کرتے ہیں۔

حدیث ثابہی بن ابیوب العلاء بن حدیث ثابہی
 عن ابی مسعود حدیث ثابہی بن ابیوب عن خالد بن
 زید عن سعید بن ہلال عن ابی الدرداء قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوة
 علی یوم الجمعة فانه یوم مشہور و مشہود و مشہودہ المشائکة
 لیس من عبد یصلی علی الا مہل فی صیرت حیث

حدیث سعید بن ابی مرثد عن خالد بن زید عن

سعید بن ابی ہلال عن ابی الدرداء قال انہ

خاری صاحب کھتھی گری بنی ارب بن نسب مکرور میں جو کہی ماوریں کا نام
ہے جس میں سے کہ فاختی بنی کے بارے میں 'ربا انھا' نکھانچا یہاں
احتمال چکا وہ ہوں انھا۔

معلوم ہوا ہے کہ خاری صاحب کو شرک ہوں کے درمیان اختیار کرنے کا
سلطہ نہیں ہے وہ یہاں کہ بنی ارب کی صفت طاعت انھیں ہوئی ہے اور ان کے
شرک میں سعید بن ابی مرثد کا نام بھی لکھا ہوا ہے اور بنی ارب فاختی کے ہم
کے ساتھ ان کی صفت فاختی لکھی ہے۔

خود صیغہ کہ کتب اسناد رجال میں کہ بنی ارب طاعت اور کہ بنی ارب فاختی
دونوں کو طاعت اور فاختی کے الفاظ میں ذکر کر کے الگ الگ لکھا گیا ہے۔
دیکھئے تہذیب التہذیب ۱۰ ج ۱ ص ۱۸۵، ۱۸۶ اس کے ساتھ میں سعید بن ابی
مرثد کا نہیں بلکہ پھر یہاں احتمال کیسے پیدا ہو گیا کہ جو کہتا ہے یہاں فاختی اور ہوں۔ اور حدیث
فخر کے دہائی کہ بنی ارب طاعت میں کے ساتھ سعید بن ابی مرثد میں ان کے بارے
میں مانگا ہی جو معتقدانے جو کہ کا کوئی کو فاختی نہیں کیا اور جس سے یہاں سے
فناں اور طاعتی روایت کہتے ہیں اور فاختی سے ان کو صالح قرار دیا ہے۔

اب ہنگ کہہ سکتی تھے کہ اس حدیث سے حضور کا کوئی مانع ثابت ہوتا ہے
اس کی سند کو رواج نہایت کثیف کے لئے خاری صاحب نے کہ بنی ارب طاعت
کو خیر شریعتی بنی ارب فاختی سے کہیں کہ نہیں کہ ہے کیا خاری صاحب کی یہ خیانت
ہوں ان کے طاعت ان کے دل میں پہچانے ہوئے بعض کو ظاہر نہیں کرتی !
مگر وہ کہ کہ ایک دای فائدہ بنی مذہب کے بارے میں خاری صاحب لکھتے ہیں۔

”وہ سرحد ایک خالد بن ذی الجہنہ کی بھی غیر منسوب تھی، اسے نام کے ساتھ
میں سے ایک کھاد تہ ارمالی، چھاد و بیاض ٹھنڈے چھ میں میں لڑائی کے
متروک ہونے کا وہ متروک کے غیر ثبوت ہونے کا احتمال ہے۔“

سبحان اللہ! کیا بدل جرح فرمائی چھ اگر خالد بن ذی الجہنہ کی کھاد تہ ارمالی ہے
تو کیا وہ پیشہ کو حل قبول نہیں ہوئی؟ تمہیں ہے کہ خالد بن ذی الجہنہ کی کھاد تہ ارمالی ہے
خلفی کہہ کر اس کی ایک بات کہتے ہیں جب کہ اصول حدیث میں تصریح ہے کہ کھاد
اور کھاد کے نزدیک حدیث پر عمل مطلقاً مقبول ہوتی ہے۔ (مفسر کی وجہ سے خالد
یہ ذی الجہنہ کو ماقط الہ غنہ قرار دیا تو انہیں چاہئے صحاح کی تعلیم میں احوال سے
باقا اظہار میں اس لئے کہ حدیث میں راوی کے متروک ہونے اور متروک
کے غیر ثبوت ہونے کا احتمال موجود ہے۔

لکھنؤ تھا نوئی صاحب کو معلوم ہوا کہ بعض جے سند احوالات سے کوئی
دینی لکھی ثابت نہیں ہوتی مگر عقیدت رسول سے لڑائی ایسی شہادت ہے جو جہاں
کو اہمیت سے فروم کر رہی ہے۔

اس حدیث کے قبضے میں راوی پر تھا نوئی صاحب نے جرح کی ہے وہ

سید بن ابی ہلال کی تھی۔

”تیسرے ایک راوی ہیں سید بن ابی ہلال مگر ان کو ابی ہلال نے ضعیف اور
ناہم احمد نے فقہ کھا ہے۔“

الحجرات

راوی ہم کہتے تو طریق کو ہمارے ہمارے وہ جہاں اور گستاخ شخص ہے جس
سے انکار اور جہد کی نشان میں نیست گت لاداد اٹھا کہ جس پر جگہ لگانا کہ باہر
میں سفہس اور گت ہوا کہ اٹھا کھتا ہے جس نے جان توڑی کو جہول
کتاب قرار دیا اور راوی ہم کہ سید بن ابی ہلال کو قطع قرار دیا تو یہ ان کی غفور
ہے، ان کے زمان میں سے اور کوئی شخص اس بات میں ان کا ساتھ نہیں دیتا۔

حیات النبی، ص ۹۲۶ -

آپنا یہ بھی مٹا فی الیک میں سچ کہ کچھ تر شستہ، اذنیہ کے ہر کاوش رنگیں
کھانکڑ چھپاتے ہیں اس لئے وہ خود نہیں مٹا (امیلا زائد) جس طرح فرشتوں کا باگاہ بند ہے
میں اگر چہ خدا اذنیہ کے مٹانے کے مٹا فی نہیں ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گاہ
میں فرشتوں کا صلوٰۃ و سلام چھپنا صلوٰۃ کے مٹانے کے مٹا فی نہیں ہے۔ اور اس میں حکمت
یہ ہے کہ اس بلکہ فرشتوں کو دبا بہ رسالت میں مٹا فی حاصل ہوا اور ان کی مسند و کراہ
میں حاصل ہو۔

خدا کے یا رسول اللہ کے جوار پر گنگوہی صاحب کی تائید

دور و شریعت اور غایت یا رسول اللہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں، اس حالت
کو ہم تمام اکابر و پیر کے علم شیخ جناب گنگوہی صاحب کے ایک نوٹس پر مبنی کرتے
ہیں۔ گنگوہی صاحب نے صلی اللہ علیہ وسلم کے حالنا، یا حبیب اللہ علیہ السلام کے
کے متعلق یہ بھی لکھتے ہیں۔

”یہ خود معلوم ہے کہ سچ کہ خدا، غیر اللہ تعالیٰ کو دور سے دیکھ کر حقیقی محبوب
ہوتا ہے کہ ان کو عالم میں مستقل حقیدہ کو سے دور دیکھ کر نہیں ختم ہوتا ہے
کہ حق تعالیٰ ان کو مطلق فرما دیتے گا یا باذن تعالیٰ انکسائت ہو جائیگا۔ واللہ
بجواز تعالیٰ ایسی سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر
حقائق، اسرار و سرحدات متکشف ہوتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے
سچا اور اس کے صلیح کرتے ہیں۔ یہی ہے جو آپ کو مستقل عالم و سامع کو فی نہیں
کہتا اور جب کہ گنگوہی صاحب کے اس غرض سے ہے کہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو اذنیہ کے مٹانے کے مٹا فی کے واسطے ایک یا رسول اللہ کے برابر
ہے اور دیکھ کر کہیں ہے۔ اور الیٰ سنت میں اس حقیدہ سے صلوٰۃ و سلام ایک

اور رسول اللہ ﷺ بھی تو مسلک، اور بندہ کے نام نہیں کہ وہ چاہے کچھ کم اور کچھ زیادہ سے تو اپنے شیخ کے فتوے ہی کی وجہ سے کہتے ہوئے غلو و طاغوت اور دوسروں کو شرک کہتے اور کچھ کہتے ہیں۔

اذان سے پہلے اور بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی تحقیق

عام عربی اہل سنت و جماعت کی مساجد میں نماز سے پہلے کچھ وقت کو کہے صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے، اسی طرح اذان ختم ہونے کے بعد بھی کچھ وقت کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔ صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے صلوٰۃ و سلام کے لئے غفلت الخفا کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی مقدار بھی بھی کیا نسبت نہیں جوتی اور صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کا بھی یہی ارادہ ہے کہ مجھ سے غفلت ہونا سہا پھر کوئی غاصہ لازمہ بھی نہیں چھوڑیں۔ اہل سنت کی مساجد میں صلوٰۃ و سلام سرت سے سنتے ہیں پڑھا جاتا اور بعض مساجد کی عرفت بعض اوقات بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود غافلین کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا یہ عمل ناگوار معلوم ہوتا ہے چنانچہ کہیں نہ لوگ مسجد میں ذکر و اہل کی آڑ سے کہ اس کو ملے کہتے ہیں، کسی کہتے ہیں کہ یہ آخری صدی کی بدعت ہے اور کہیں کہتے ہیں کہ اگر اذان سے پہلے اور بعد پڑھنا تو غفلت سے صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے تو آٹھ غفلتیں صلوٰۃ و سلام کے ان کلمات کو نفس امارت میں داخل اور اس کا بیڑہ اختراع کر میں گی اس سلسلہ میں بدعتیہ کی اور گزری سے کہا ہے کہ غفلت اذان سے قبل اور بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا یہ عمل نیک و ناپاک ہے۔

جہاں تک ذکر و اہل کا غفلت ہے اگر مشدّد صفت میں اس پر کالی ہمت ایسی ہے اور یہ بتایا جائے کہ جسے کہ تو سزاؤ تو ہے ذکر و اہل اور حج مسجد کے مافی نہیں ہے اب وہ نہیں قصیل طلب رہ جاتی ہیں، اولیٰ اس صلوٰۃ و سلام کو غافلین کا بدعت قرار دیا اور اس صلوٰۃ و سلام کے اذان میں داخل ہونے کا مشہور، ہم بالترتیب ان دونوں امور پر گفتگو کریں گے، انکوں وہاں اتریں۔

اور بخاری و مسند میں ہے :-

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَقْبَ مَسْجِدِهِمَا
حَتَّى مَسَّ بِتِ مَاشِيَتِهِ رَأْسَهُمَا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ
بَنُ عَمْرٍو يَفْعَلُ ذَلِكَ

”خود نبی ﷺ پر ہفتہ کے دن مسجد مبارک پر بول یا ساری پر جایا کرتے
تھے اس طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہفتہ کے دن مسجد مبارک کی زیارت
کے لئے جایا کرتے تھے۔“

علاوہ ازیں بخاری و مسند میں اس حدیث کے تحت اس کے فوائد بیان کرتے ہوئے علامہ قرطبی
رحی ہذا الحدیث علی اختلاف طرقہ - دلالت
علی جواز تخصیص بعض الایام بہ بعض الاعمال
الصالحہ والصدقہ و ما ذلک

”اس حدیث میں دو چیزیں مذکور ہیں ایک یہ کہ اس بات پر دلالت ہے کہ بعض
اموال صالحہ کو دن کی کوئی خاص ایام مان کر کے ساتھ خاص کر لیا اور اس پر عمل میں
وہ کام کیا جائے۔“

علامہ ابوالدرداء رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

فیه دلیل علی جواز تخصیص بعض الایام
بجود من القرب و هو کہ ذلک الا فی الاوقات
المتعین عنہا کالمنی عن تخصیص لیلة الجمعة
بغیرام من مبین اللیالی او تخصیص یوم الجمعة
بتخصیص من مبین الایام

علامہ مسیحی بخاری ۱۰۸۰ ص ۱۵۹

علامہ نسائی ابوی ۳۰ ص ۳۱۲

علامہ عمدا ابوی ۵۸ ص ۲۵۹

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ بعض ایام کو بعض عبادات کے ساتھ خاص کرنا جائز ہے اور یہ امر ایسا ہی ہے جیسا ان چیزوں کے جس کو گناہ میں تھی اور وہ ہے پیچھے جمعہ کی رات کو قیام کے لئے یا جمعہ کے دن کو روزہ کے لئے خاص کرنا (کیونکہ اس شخص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لئے منع فرمایا ہے)

مروئی شریف علی نقیانی اس حدیث کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

”ہر وہ عورت سے ثابت ہوا کہ اس تصور و عبادت یا کسی صحت کے لئے قیام کو جو ہم اگر اعتقاد و قربت ہو جائے کسی صبح صحت کے لئے ہو جائے ہے پیچھے رکھ دینے میں اس بات کے لئے گھٹنے چٹھیں ہوتے ہیں اور اگر اعتقاد و قربت ہو انہیں غرض نہیں کہ اس میں جو تدریج معلوم ہوتی ہے اگر اس قیام کو قربت نہ لکھیں بلکہ اگر کسی صحت سے قیام ہو مثلاً سہوت اختیار نہ کرنا یا کسی کی سہوت یا بعض اوقات اس کی کراہت کے سبب سے دینی اور غیر دینہ تدریج میں صحت سے ہر ایک مسئلہ کے احباب اہم اوقات کر کے صبح اور کوئی دین اور اپنے نزدیک کو کرائی عبادت کے لئے اختیار میں ہو کر اعتقاد سے حاصل ہے قرآن مجید میں ہے کہ صبح کا انتخاب بھی اصل ہے نہ کہ صبح تو صحیح ہے صبح میں جو شام میں یا کوئی دینی صحت نہ ہی ہو میرا میں لئے بعض کام یا ایلی ذوق سے مناسبت کہ صبح کو اپنے یوم وفات کے بعد سے صبح قرآن کے اختلاف کی تجدید ہوتی ہے اور یہ صحت ممکن کاشی ہے جس کا کوئی کذب متنی یا نقلی موجود نہیں اس لئے صاحب کشف کوچ اس صاحب کشف کے متفقہ کو بدین میں اس کی روایت کرتے ہیں جو ہم جانہ میں یہ حال اگر ایسے حال سے نصیب ہوتی تو فی آخر ضرر ہے“

نوٹ :- فتاویٰ صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ ہاتھیں طاعت کے لئے نہیں
 پرہیزگارانہ عزت دیکھ کر کسی طاعت کے لئے ہڑتال ہے ، اس کا مطلب
 یہ ہے کہ جو طاعت علوم و ادیان کے ساتھ شروع ہو جائے اور کسی کے لئے
 کسی کی کسی کو یا ہڑتال ہے کہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ اس طاعت کو اگر کسی کی کرنا
 تو ثواب ہوگا ، کسی دین کو نہ کہ تو ثواب نہیں ہوگا یا یہ کہ اس دین اس عبادت
 کو نہ زیادہ ثواب ہوگا کیونکہ ثواب کی تخصیص اور نہیں ایسی چیز ہے جسے ہر دین شروع
 علیہ السلام کے اور کوئی نہیں بجا کر سکتا ، البتہ اس دین میں انہوں نے ثواب کی نیت کو نہ
 یعنی جس طرح ادا و اتمام و اتمام کے لئے اس عبادت کی اور انہیں کسی سے ثواب ہوتا اس
 دین کی ہرگز ۔

بہرحال فتاویٰ صاحب کی اس عبادت میں بالی قسم کے لئے اس پر ہر قدر
 موم و سچے جو طاعت علوم و ادیان کے ساتھ شروع ہو جائے ان کو کسی نہایت
 کسی خاص دین یا کسی خاص وقت میں ہر دین کے لئے نہیں کرنا ہوتا ہے ۔
 لہذا عبادات کے لئے اپنا ہر دین و وقت میں کرنے کے لئے ہر ایک
 اور ہر دین و وقت میں ۔

نام نہاد راہبوں کی روایت کہ تھی ۔۔

عن ابی حمزہ عن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
 لیصل من عند صلی العجریہ یا لیصل حدیثی بل علی
 حصل صلی فی الاسلام خانی سمعت عن علیک
 مبین یدعی فی البیت قال ما صلیت عملاً ارجی
 عندی انی لسا تطهر طہراً فی ما عند لیصل ان فیصل
 الاصلیت بذاتک الطہر ما کنتم لی ان اصل لی

حضرت امیرؓ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
جلال سے فرمایا کہ تم نے وقت فرمایا اسے جلال! بتلاؤ تم نے اسلام
میں ایک کوشش کی ہے جس کے اجر کی قسم تو حق ہے کہ کھو میں نے
جنت میں پہنچانے کے لئے اسے چلنے کی اسٹیم بنی ہے۔ حضرت جلال نے
جواب دیا اس سے زیادہ میرے نزدیک کوئی کوشش نہ تھی تو یہ بیت نہیں کر میں
وہ بات جب بھی دہر کرنا ہوں تو اس دھن سے خدا فرماتا ہوں جبرائیل
تعالیٰ نے میرے لئے فرمایا ہے ۱۔

خود فرمائیے! اعلیٰ خدا کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے لیکن حضرت
جلال نے اپنے جہاد سے دھوکے بعد انہی پر حق کو مقرر کر لیا تھا۔ اس سلسلہ میں
انہوں نے شریعہ علیہ السلام سے استغفار بھی نہیں کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
دراخت حال کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تم نے اپنی طرف سے فاعل کے لئے یہ وقت
کیوں مقرر کر لیا، اعلیٰ عبادات کے لئے اپنی طرف سے وقت مقرر کر لیا اور اس پر
عوام کو اگر بدعت ہے تو حضور نے اس کو دیکھ کر نہیں فرمایا تو کن تو انگ است
ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس عمل کی تحسین کی اور امت کے لئے
وہ نفاذی فراہم کر اعلیٰ عبادات کے لئے اپنے جہاد سے وقت معین کرنا جائز ہے
جہاں چاہو اس میں ہر مسئلہ فانی فرما دیتے ہیں۔ ۲۔

وایستغفار من جوارح الاعیانہ فی التزویۃ المبارکۃ
لوحی میلانہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ما ذکرنا بالامستغفار فی حقہ
النسبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳۔

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہو گا کہ اعلیٰ عبادات کے لئے اپنے جہاد سے
وقت معین کرنا جائز ہے کیونکہ جلال نے دھوکے بعد اعلیٰ اپنے جہاد سے

سختیں کئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سخت قرار دیا۔
 جس طرح نوازل پڑھنے کے لئے شروع کوئی وقت مقرر نہیں ہے چنانچہ حضرت بنی
 نے ہر وقت کے بعد نوازل پڑھنے کا حکم کر دیا اور ہر نماز قرار پانے سے پہلے ہی صلوٰۃ وسلام
 پڑھنے کے لئے شروع کوئی مدت مقرر نہیں ہے چنانچہ اسی کے اول و آخر وقت میں صلوٰۃ
 سلام پڑھنا کمال کر دیا ہے کہ اگر کسی طرح جنت قرار پائے گا حضور خدا کے ادا کیے
 بعد وہ شروع پڑھنے کے لئے امانت دے گا اور اسی کو ہم انشا و اللہ حضور محبوب بن
 کریں گے۔

اسی مسئلہ میں صحیح بخاری سے ایک اور حدیث ملے حضور فرمائی ہیں۔
 عن انس كان رجل من الانصار يقول يمشي في مسجد
 قباء وكان كلما افتتح سورة يقرأ فيها الحمد
 في الصلوة مما يقرأ أبداً افتتح سورة يقول هو الله
 احد حتى يفرغ منها ثم يقرأ سورة اخرى
 معها وكان يصنع ذلك في كل ركعة فكلما اصابه
 وضوء انكفتت عن هذه السورة ثم مضى
 انها تحزن بك حتى تقرأ ما اخرى فلما ان قضا
 بها واما ان تتدبرها وتقرأ ما اخرى فقال ما انا
 بشيء كما ان احب قرآن اى ماكم بهذا لك ففعلت
 وان كرهتم شركتم وكانوا ايموا ان من افضلهم
 وكرهوا ان يؤمهم غيره فلما اتاهم النبي صلى
 الله عليه وسلم اخبروه الخبر فقال يا اهلان ما
 يمنعك ان تفعل ما يا امرك به اصحابك وما يحملك
 على لزوم هذه السورة في كل ركعة فقال انى احبها

خاں حبیب ایا ہا اے خلعت و از جنت ہے

حضور میں وہی کرشمہ ہی کہ مسجد قرآن میں انداز کا ایک شخص (کھڑا ہو کر)

اہم تھا، وہ جب بھی نماز پڑھتا آواز کی ہر حرکت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلے سورۃ

افلاک پڑھتا، پھر کوئی اور سورت ۵۰۰ اس کے مانتیوں نے کہا کہ تو کم عرف

سورۃ افلاک میں پڑھو اس کی جگہ کوئی اور سورت پڑھو، اس نے جواب دیا میں

سورۃ افلاک میں پڑھنے کو نہیں چھوڑ سکتا، میری تہذیبی ریت چھوڑ سکتا ہوں،

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگوں نے یہ واقعہ عرض کیا

آپ نے اس شخص سے فرمایا تمہیں کچھ مانتیوں کی بات ماننے سے

کیا چیز روکتی ہے اور سورۃ افلاک کو نماز میں لازم کرنے پر کیا چیز مانگتی

کرتی ہے، اس نے جواب دیا میں اس سورت کے محبت کرتا ہوں آپ

نے فرمایا اس سورۃ کی محبت نے تم کو جنت میں داخل کر دیا

کھرم ہی بدنام انداز میں سورۃ افلاک سے محبت کی وجہ سے نماز کی ہر حرکت

میں اس کی قنارت کو لازم کر دیا تھا تاکہ اس طرز پر کوئی دلیل شرعی موجود نہیں ہے

خاصیت کے مذہب کے مطابق اس سے جو کہہ کر اور کوئی چیز جو محبت سے نہیں چوکتی

کو نماز کے انداز میں پڑھ کر لازم کر لیا جاتے ہیں کہ شاعر نے لازم نہیں کیا، خاصیت

کے مذہب کے مطابق پاس نہ تھا کہ حضور اس شخص کو زبردستی کرے اور اسے

امانت فی الہی سے روکنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس فعل پر مہم نہ ہو

اور اسے جنت کی بشارت دی۔

غور فرمائیے کہ جب کوئی شخص سورۃ افلاک سے محبت کی وجہ سے اس

کی قنارت کو نماز کے انداز میں کرے تو حضور فرماتے ہیں اس کی محبت نے تم کو

جنت میں داخل کر دیا تو جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے ایمان

اول ماخوذ درود شریف پڑھتے ہوں وہ کیوں کہ اس بشارت سے معلوم ہوا کہ مالک
انہوں نے درود شریف کو کہیں عبارت میں داخل کیا ہے اس سے لازم کیا بعض فرقہ و
شوق سے حضور کی محبت میں ان کے اول و آخر فضل کر کے افتاد میں لے کر اسے اس
درود کو پڑھتے ہیں اور جبکہ درود شریف پڑھنے کے علوم و اطلاق میں بروقت بھی
شامل ہے اور ان امور بشری کے حکم میں داخل ہے اور خصوصاً اذان کے بعد درود شریف
پڑھنے کے لئے ادا و بیث بھی وارد ہیں۔

حدیث کی روشنی میں درود شریف کے بعد اذان کا حکم
اب میں آپ کے منتخب اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کے بارے میں
حدیث مزید پیش کرتے ہیں۔

الحکم علیٰ من یسجد فی صلاۃ کونہ فیہ ۱۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص استمع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا سمعتم المؤذن
تقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فقلت من
صلی علی صلوة صلی اللہ علیہ وسلم احسن الصلوات
وہم یقولون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم اذان کو سناؤ تو اس کے کلمات و ہوا پھر پھر یہ درود پڑھو گے کہ جو کچھ یہ
اکابر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے
اذان کے بعد درود شریف پڑھنا قدامت سے ثابت ہے اور ما
اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا قوال تودہ درود شریف پڑھنے کے اطلاق
اور عموم شرعی میں داخل ہے تاہم اس کے تمام کی خصوصیت کے بارے میں علماء
ابن عربی فرماتے ہیں ۱۔

والمرتب علی فی شئین منها التعرض للمصلوۃ علیہ
 حصل علیہ وسلم قبل الاذان ولما اذی محمد
 رسول اللہ بعدہ والمرتبی ایضاً فی کلامنا
 تنویہاً کذلک ایضاً فاحیضہ کل واحد من ھذین
 لیس یستند فی محلہ العذکور فیہ ضمن اذی مولحد
 منہما فی ذلک معتقد اسفیت فی ذلک المحل
 المخصوص لہی عندہ ومنع منہ لانتہ تشریع بغير
 دلیل ومن شرع بیلۃ التلیل بین وجہ عن ذلک
 ویبہی عندہ

”ہم نے انہی سے تین درود شریعت پر چھنے کی طاعت کہیں نہیں کی
 اور یہی انہی کے بعد رسول اللہ پر چھنے کی طاعت کی ہے اس
 پر شخص ان سے پہلے سنت کے اعتقاد سے درود شریعت پر چھنا ہے
 اسے اس میں سے قطع کیا جائے گا کیونکہ اس خاص جگہ درود شریعت
 پر چھنے کا حکم نہیں آیا“

اہم یہی جو کہ کلام کا مفاد ہے کہ چھ لکھا ان سے پہلے درود شریعت
 پر چھنے کے بارے میں امام دہلوی دار نہیں ہیں لہذا اس موقع پر سنت کچھ کہ درود
 شریعت نہیں پر چھنا چاہئے البتہ اس خاص محل میں سنت کا عقیدہ رکھنے پر درود
 شریعت پر چھنے سے منع نہیں کیا جاسکتا مگر اگرچہ کہ عبادت عظام میں منوع نماز
 متبرجہ ہے اس لئے عوام پر یہی حکم کہ کلام کا یہی محل ہے کہ ان اعتقاد و سنت کی وجہ
 کی نسبت سے ان سے پہلے درود شریعت پر چھنا جائز ہے اور اس کی جگہ شمار
 نہیں رہی کیونکہ انہی کی جگہ اس کے لئے جگہ کے دن غلط ہے اس پر

وہ خدا و شاہ کن، اگر سنت کے اعتقاد سے ہر قرآن جائز ہو گا کیونکہ خطیہ مسنونہ کے علاوہ اس خاص وقت میں آپ کا کوئی اور وہ خط نہایت نہیں ہے بلکہ مجرم شرعی کے تحت یہ جائز ہو گا اسی طرح عام معمول ہے کہ ہر روز مساجد میں بھی ہاشمہ کے بعد کسی قرآن یا دوسری حدیث دیا جاتا ہے۔ اگر اس خاص وقت میں سنت کے عقیدے سے یہ درست دیا جائے تو قرآن جائز ہو گا اور احادیث ثابت شرعی کے تحت استنباط کی نیت سے یہ درست جائز ہو گا اسی طرح صرف انحراف و غلط اور ادب کی خصوصیات کتابوں کی تعلیم سنت کی نیت سے دی جائے تو جائز ہے اور عزوبات شریعہ کے تحت بعد استنباط کے کتاب میں بڑھائی جائیں تو جائز ہیں، چنانچہ نمازوں میں گزری کے عذاب سے خصوصاً اوقات میں نماز کی ادائیگی کو اگر سنت سمجھ کر کیا جائے تو جائز ہے اور عزم اور احادیث کے تحت بعد استنباط کے بھی جائز ہے۔

کسی قدر غلط اور بے انصافی کی بات ہے کہ مخالفین اپنے بے شمار معمولات کو حرمت شریعہ کے تحت لے کر لے رہے ہیں اور کسی جگہ اس اصل خصوصیات کی نیت سے بحث نہیں کرتے بلکہ محض صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے لئے یہ ہنگامہ کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ جو قرآن خاص جگہ اور خاص موقع پر درود پڑھنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے یا نہیں؟

• ہم بعد ادب گزار کسی کو قہقہے میں کہ درود شریف پڑھنے کا باعوم حکم موجود ہے اور وہ اس بگڑا عمل کے لئے کافی ہے۔ آپ جو اس شہود سے ایمان سے پہلے درود شریف پڑھنے سے منع کرتے ہیں تو کیا آپ کوئی حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ حضور نے ایمان سے پہلے درود شریف پڑھنے سے منع کیا ہے اور جب حضور نے منع نہیں فرمایا تو آپ کو کراہت جو مسند کی اس شریعت مانی کا حق کس نے دیا ہے اور مسلمانوں کو درود شریف سے روک کر کیا آپ کو فتوحات حشر کی روایت میں داخل ہونے کا خوف لاحق نہیں ہوتا۔

اور تمام غبار ختم تفریح کی سچے کہ مصعب کریم میں ان عبارات کو لکھنا بہت ہے
چنانچہ درج ذیل میں ہے :-

لَوْ بَأْسَ بَكْتَابِ اسْمَاءِ السُّورِ وَاعْدَدِ
الْأَلْفِ وَهَلَامَاتِ الْوَقْفِ وَنَحْوَهَا فِي
مِدْعَةِ حَسَنَةِ

اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں :-

جَوْدُ وَالْفَرَسِ

”فَرَسَانِ كُوْخِ فَسْرَانِ“ سے پاک دیکھو :-

ملاحظہ فرمائیے اس کے جواب میں فرماتے ہیں یہ حکم ان کے زمانہ میں تھا اور
اسلامیہ نہ نہ تھا حکام مختلف جو پاس تھے۔ (ایضاً)

اب خود فرماتے قرآن کریم کی ہر سورت سے پہلے جو سورت کا نام اور آیات
کی تعداد لکھی جاتی ہے وہ کیا اس سے پہلے شہدہ ہو گا کہ یہ عبارات قرآن پاک کا جزو
ہیں بلکہ قرآن کریم کو غیر قرآن کی حیثیت کے شہدہ سے محفوظ رکھتے ہیں ان کی نسبت
زیادہ اہم ہے۔

اگر مخالفین واقعی دین کو خیر دین کی انکیزش سے پاک نہ کھنڈ میں غصے ہیں۔
تو جانتے محاکمہ و برائے اذان اٹھاتے قرآن کریم کے سنوئی کو سہارے سے ملے
کیا ہائے نیکی جب اس نام سے میں مخالفین کے نہیں کہتے تو کیا لوگ یہ سوچیں گے
کہ جنگل دین میں خیر دین کی تمیز میں کا نہیں ہے بلکہ اصل جنگل دین کو حضور کی ذات کا
سچا اور خدا وان کے نام سے ہے، انہیں کسی جگہ حضور کا نام منگوانا وہ نہیں
جوتا اور چاروں نام کے بغیر گنہگار نہیں ہوتا۔

